فہم القرآن سیریز نمبر 1

www.KitaboSunnat.com

ربما 14

سوال وجواب کی صورت میں

قرآن مجید کی ہر آیت کی وضاحت

نگہت ہاشمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

رکوع نمبر1

﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ (2)﴾

''جن لوگوں نے کفر کیا بسا اوقات وہ تمنا کریں گے کہ کاش وہ بھی مسلمان ہوتے!''(2)

سوال 1: ﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ﴾ ''جن لوگوں نے کفر کیا بسا اوقات وہ تمنا کریں گے کہ کاش وہ بھی مسلمان ہوتے!'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ ''جن لوگوں نے کفر کیا بسا اوقات وہ تمنا کریں گے'' ایک وقت ایسا آئے گا جب کافر بھی اپنے کفر پر پچھتائیں گے اور تمنا کریں گے کاش وہ مسلمان ہوتے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کو تسلیم کرتے اور ان پر عمل کرتے۔ (2) جو بھی قرآن جیسی عظیم نعمت کو ٹھکراتا ہے، گمراہ ہو جاتا ہے۔ آج کے انکار کرنے والوں کی تمنائیں کل بدل جائیں گی۔ (3) ﴿لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ﴾ ''کاش وہ بھی مسلمان ہوتے!'' یہ اللہ رب العزت نے کفار کے بارے میں خبر دی ہے کہ وہ آخرت میں اپنے کفر پر نادم ہوں گے اور وہ تمنا کریں گے کہ کاش وہ دنیا میں مسلمان ہوتے۔ (تفسیر مراغی: 145/5) (4) جب انسان کی کوئی تدبیر کام نہیں آئے گی تو وہ کہے گا کہ کاش میں انکار کا راستہ اختیار کرنے کی بجائے اسلام کا راستہ اختیار کرتا۔ انکار کرنے والوں کو دھمکی دی جا رہی ہے کہ دعوت قبول کرنے کی مدت محدود ہے جلد ہی صورت حال بدلنے والی ہے جب تم خود تمنا کرو گے کہ کاش مسلمان ہوتے لیکن تب چاہتیں فائدہ نہ دیں گی۔ (5) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''اور کاش آپ دیکھیں کہ جب انہیں آگ پر کھڑا کیا جائے گا تو کہیں گے کہ اے کاش ہم واپس بھیج دیے جائیں اور ہم اپنے رب کی آیات کو نہ جھٹلائیں۔ اور ہم ایمان والوں میں سے ہو جائیں''۔ (الانعام: 27) (6) سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب دوزخی دوزخ میں جمع ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق ان کے ساتھ کچھ اہل قبلہ بھی ہوں گے تو کافر مسلمانوں سے کہیں گے' کیا تم مسلمان نہ تھے؟ مسلمان کہیں گے ''ہمارے کچھ گناہ تھے جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں پکڑ لیا'' یہ گفتگو اللہ تعالیٰ سنے گا تو حکم دے گا' اہل قبلہ میں سے جو بھی دوزخ کے اندر ہو اس کو نکال لیا جائے۔ چنانچہ سب کے سب مسلمان نکال لیے جائیں گے۔ دوزخی کافر جب یہ بات دیکھیں گے تو کہیں گے کاش ہم بھی مسلمان ہوتے تو ہم کو بھی ان (مسلمانوں) کی طرح نکال لیا جاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت: ﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ﴾ تلاوت فرمائی۔ (طبرانی، بیہقی) (7) یہ اس وقت ہو گا جب آنکھوں سے پردہ ہٹ جائے گا اور آخرت کی علامات اور موت کے آثار شروع ہو جائیں گے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو (اعلان کرنے کا) حکم دیا، انھوں نے لوگوں میں اعلان کیا: ''سوائے مسلمان شخص کے کوئی جنت میں داخل نہیں ہو گا۔'' (بخاری، کتاب الجهاد: 3026) (8) اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آیت کریمہ میں نبی کریم ﷺ کے لئے بشارت ہے کہ آپ کا دین غالب ہوکر رہے گا، ایک دن ایسا آئے گا کہ کفار تمنا کریں گے کہ کاش وہ پہلے ہی مسلمان ہو چکے ہوتے تو انہیں بھی آج وہ مقام حاصل ہوتا جوان کبارِ صحابہ کو حاصل ہے جنہوں نے ابتداء میں ہی اسلام کی دعوت پر لبیک کہا۔ (تیسیر الرحمٰن:1/740)

﴿ ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ (3) ﴾

’’آپ چھوڑو انہیں وہ کھائیں اور فائدے اٹھائیں اور امیدیں انہیں غفلت میں رکھیں پھر جلد ہی وہ جان لیں گے۔‘‘(3)

سوال1:﴿ ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴾’’آپ چھوڑو انہیں وہ کھائیں اور فائدے اٹھائیں اور امیدیں انہیں غفلت میں رکھیں پھر جلد ہی وہ جان لیں گے‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ ذَرْهُمْ ﴾’’آپ چھوڑو انہیں‘‘ رب العزت نے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ اے رسول انہیں ان کی غفلت میں چھوڑ دو۔ (2)﴿ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا ﴾’’وہ کھائیں اور فائدے اٹھائیں‘‘ وہ کھائیں، پئیں جیسے جانور کھاتے ہیں اور دنیا کی لذتوں اور شہوات سے فائدہ اٹھائیں۔ (تفسیر مراغی:5/146)(3) کھانا پینا، عیش کرنا اور کچھ غور وفکر نہ کرنا حیوانی سطح ہے۔ اس آیت میں یہ کہا گیا ہے کہ جو لوگ حیوانیت سے آگے نہیں جانا چاہتے انہیں چھوڑ دو کہ حیوان بنے رہیں۔ (4) رب العزت نے شدید وعید دی ہے جیسے فرمایا:﴿ وَجَعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوا عَنْ سَبِيْلِهِ ط قُلْ تَمَتَّعُوا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴾’’اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے شریک بنا رکھے ہیں کہ وہ انہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے بھٹکا دیں۔ آپ کہہ دیں مزے کرو! بلاشبہ آگ ہی کی طرف تمہیں پلٹنا ہے‘‘۔ (ابراہیم:30)(5)﴿ كُلُوا وَتَمَتَّعُوا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴾’’سو تم تھوڑا سا کھالو اور فائدہ اٹھالو، بلاشبہ تم ہی مجرم ہو‘‘ (المرسلات:46)(6)﴿ وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ ﴾’’اور امیدیں انہیں غفلت میں رکھیں‘‘ وہ دنیا میں ہمیشہ رہنے کی امید رکھتے ہیں یعنی لمبی عمر، دنیا کی رغبتوں کے حصول کی امید۔ (7) سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو شخص لمبی امیدیں باندھتا ہے اس کا عمل ضرور خراب ہو جاتا ہے۔ (قرطبی)(8) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے چوکھٹا خط کھینچا پھر اس کے درمیان ایک خط کھینچا جو چوکھٹے خط سے نکلا ہوا تھا۔ اس کے بعد درمیان والے خط کے اس حصے میں جو چوکھٹے کے درمیان میں تھا چھوٹے چھوٹے بہت خطوط کھینچے اور پھر فرمایا کہ یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہے اور جو (بیچ کا) خط باہر نکلا ہوا ہے وہ اس کی امید ہے اور چھوٹے چھوٹے خطوط اس کی دنیاوی مشکلات ہیں۔ پس انسان جب ایک (مشکل) سے بچ کر نکلتا ہے تو دوسری میں پھنس جاتا ہے اور دوسری سے نکلتا ہے تو تیسری میں پھنس جاتا ہے۔ (صحیح بخاری:6417)(9) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بوڑھے انسان کا دل دو چیزوں کے معاملہ میں ہمیشہ جوان رہتا ہے، دنیا کی محبت اور زندگی کی لمبی امید۔ (صحیح بخاری:6420)(10) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ ابن آدم ہے اور یہ اس کی موت ہے۔ پھر گدی پر ہاتھ رکھا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسے کھول کر پھیلایا اور دراز کیا اور فرمایا: یہ اس کی امید ہے یہ اس کی امید ہے۔(ترمذی:2334)(11) سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دو کنکریاں پھینکیں اور فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ ان کی کیا مثال ہے؟ صحابہ نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تیری امید ہے اور یہ تیری اجل ہے۔(ترمذی:2870)(12) سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک چھڑی اپنے سامنے گاڑی، دوسری اس کے پہلو میں اور تیسری (اس سے) ذرا دور، پھر فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟'' انہوں نے عرض کی، اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے اور یہ اس کی آرزو ہے، اب وہ آرزو کے پانے کی کوشش میں ہے، لیکن آرزو (کے حصول) سے پہلے ہی موت اس کو آ پہنچتی ہے۔(مسند احمد:11138) (13) جھوٹی امید تو بہ اور رجوع الی اللہ سے غافل کر دیتی ہے۔(14) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کرنے کو پسند کرتا ہے اور جسے اللہ تعالیٰ کی ملاقات پسند نہ ہو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کرنے کو ناپسند کرتا ہے۔ شریح بن ہانی کہتے ہیں کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا کہ اے ام المومنین میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ رسول اللہ ﷺ سے حدیث روایت کرتے ہیں، اگر واقعتاً ایسا ہے تو ہم ہلاک ہو گئے۔ سیدہ رضی اللہ عنہا نے کہا جو رسول اللہ ﷺ کے قول سے ہلاک ہو گیا وہ واقعتاً ہلاک ہونے والا ہے وہ حدیث کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ناپسند کرے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور ہم میں سے ہر ایک موت کو ناپسند کرتا ہے تو سیدہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح فرمایا تھا لیکن اس کا مطلب وہ نہیں جس کی طرف تم چلے گئے ہو بلکہ (اس کا مطلب یہ ہے کہ) جب آنکھیں پھٹ جائیں اور سینہ میں دم گھٹنے لگے اور رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور انگلیاں اکڑ جائیں اس وقت جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند کرے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ناپسند کرے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔''(مسلم:6826)(15) ﴿فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ﴾ ''پھر جلد ہی وہ جان لیں گے'' یعنی اپنے انجام کو عنقریب جان لیں گے۔ وہ جان لیں گے کہ ان کا مؤقف باطل تھا اور ان کے اعمال ان کے لیے خسارے کا باعث تھے۔(16) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سات چیزوں سے پہلے (نیک) اعمال میں جلدی کرو: کیا تمہیں ایسے فقر کا انتظار ہے جو بھلا دینے والا ہے؟ یا ایسی تونگری کا جو تمہیں حد سے تجاوز کر دینے والا بنانے والی ہے؟ یا ایسی بیماری کا جو بگاڑ دینے والی ہے؟ یا ایسے بڑھاپے کا جو عقل اور ہوش کو زائل کر دینے والا ہے؟ یا ایسی موت کا جو تیزی سے اپنا کام تمام کر دینے والی ہے؟ (یعنی اچانک آ جائے) یا دجال کا جو ہر اس غائب برائی سے بدتر ہے جس کا انتظار کیا جائے؟ یا قیامت کا؟ پس قیامت تو بہت ہی ہولناک اور نہایت تلخ تر ہے۔''(ترمذی:2306)(17) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لذتوں کو ختم کر دینے والی یعنی موت کا ذکر بڑی کثرت سے کیا کرو۔''(ترمذی:2307)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال2: جھوٹی اُمید انسان کو کس کس چیز سے غافل کر دیتی ہے؟

جواب: (1) انسان اپنے رب سے غافل ہو جاتا ہے۔ (2) انسان اپنی موت کی طرف سے غافل ہو جاتا ہے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک چھڑی اپنے سامنے گاڑی، دوسری اس کے پہلو میں اور تیسری (اس سے) ذرا دور، پھر فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟'' انہوں نے عرض کی، اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے اور یہ اس کی آرزو ہے، اب وہ آرزو کے پانے کی کوشش میں ہے، لیکن آرزو (کے حصول) سے پہلے ہی موت اس کو آ پہنچتی ہے۔ (مسند احمد: 11138) (3) انسان اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے فیصلوں سے غافل ہو جاتا ہے۔ (4) انسان اپنے فرائض سے غافل ہو جاتا ہے۔ (5) انسان زندگی کے مقصد سے غافل ہو جاتا ہے۔ (6) انسان حلال، حرام کی پابندیوں سے غافل ہو جاتا ہے۔ سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو شخص لمبی امیدیں باندھتا ہے اس کا عمل ضرور خراب ہو جاتا ہے۔ (قرطبی)

﴿ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ (4)﴾

''اور ہم نے کسی بھی بستی کو ہلاک نہیں کیا مگر اس کی ایک مقرر مدت لکھی ہوئی تھی۔'' (4)

سوال1: ﴿ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ﴾ ''اور ہم نے کسی بھی بستی کو ہلاک نہیں کیا مگر اس کی ایک مقرر مدت لکھی ہوئی تھی'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ ﴾ ''اور ہم نے کسی بھی بستی کو ہلاک نہیں کیا'' اللہ رب العزت نے قوموں کے بارے میں سنت الٰہی کو واضح فرمایا کہ کوئی قوم جو عذاب کی مستحق تھی اس کو ہم نے اس وقت تک ہلاک نہیں کیا جب تک کہ اس کا مقررہ وقت نہیں آن پہنچا۔ (2) ﴿ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ﴾ ''مگر اس کی ایک مقرر مدت لکھی ہوئی تھی'' یعنی ان کی ہلاکت کا وقت مقرر تھا۔ (3) دوسرے لوگوں نے کہا کتاب معلوم کا معنی معین میعاد ہے۔ (بخاری کتاب التفسیر) (4) مہلت دینا اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے۔ مہلت یا عذاب کا تعین لوگوں کے طرز عمل کے مطابق ہوتا ہے۔ جو قوم ایمان لے آئے اور نیکی کا راستہ اختیار کرے۔ دنیا میں نیکی اور انصاف کا نظام جاری کر دے تو مہلت دراز ہو جاتی ہے۔ جو قوم برے راستے اختیار کرے، جس میں بھلائی کم ہو جائے، جس سے خیر کی توقع نہ رہے ایسی قوم انجام کو پہنچ جاتی ہے یا تو اس کا وجود ختم کر دیا جاتا ہے یا اس کو کمزور کر دیا جاتا ہے۔ جن اقوام کو زمین میں عروج نصیب ہوتا ہے ان میں خیر کے کچھ پہلو ضرور ہوتے ہیں۔ یا تو وہ دنیا کی آبادی اور تعمیر کے اچھے کام کرتی ہیں یا عدل کرتی ہیں خواہ وہ محدود نقطہ نظر کے مطابق ہی کیوں نہ ہو۔ جب بھی خیر ختم ہو جاتا ہے قوم ختم ہو جاتی ہے۔ (5) ﴿ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴾ ''اور ہم نے کسی بستی کو ہلاک نہیں کیا مگر اس کے لیے کئی ڈرانے والے تھے''۔ (الشعراء: 208)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ مَا تَسۡبِقُ مِنۡ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ (5) ﴾

''کوئی امت اپنی مقررہ مدت سے نہ آگے بڑھ سکتی ہے اور نہ وہ پیچھے رہتے ہیں۔''(5)

سوال:﴿ مَا تَسۡبِقُ مِنۡ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ ﴾ ''کوئی امت اپنی مقررہ مدت سے نہ آگے بڑھ سکتی ہے اور نہ وہ پیچھے رہتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ مَا تَسۡبِقُ مِنۡ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ ﴾ ''کوئی امت اپنی مقررہ مدت سے نہ آگے بڑھ سکتی ہے اور نہ وہ پیچھے رہتے ہیں'' کوئی قوم نہ اپنے وقت سے پہلے ہلاک ہوسکتی ہے نہ اس کے بعد چھوٹ سکتی ہے۔اس لئے وقت کا انتظار کریں۔اللہ تعالیٰ کا طریقہ بدلنے والانہیں ہے۔(2)جب وہ وقت آجاتا ہے تو ایک لمحہ کی تاخیر بھی نہیں ہوتی، کیونکہ حجت پوری ہوچکی ہوتی ہے اور اسے معذور سمجھے جانے کا کوئی سبب باقی نہیں رہ جاتا۔(تیسیر الرحمٰن:740/1)(3)خواہ کتنی ہی تاخیر ہو گناہوں کی تاثیر کا واقع ہونا لابدی ہے۔(تفسیر سعدی2/1363)

﴿ وَقَالُوۡا يٰۤاَيُّهَا الَّذِىۡ نُزِّلَ عَلَيۡهِ الذِّكۡرُ اِنَّكَ لَمَجۡنُوۡنٌ (6) ﴾

''اورانہوں نے کہا کہ اے وہ شخص جس پر ذکر نازل کیا گیا ہے بلاشبہ تو یقیناً دیوانہ ہے۔''(6)

سوال1:﴿ وَقَالُوۡا يٰۤاَيُّهَا الَّذِىۡ نُزِّلَ عَلَيۡهِ الذِّكۡرُ اِنَّكَ لَمَجۡنُوۡنٌ ﴾ ''اورانہوں نے کہا کہ اے وہ شخص جس پر ذکر نازل کیا گیا ہے بلاشبہ تو یقیناً دیوانہ ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ وَقَالُوۡا ﴾ ''اورانہوں نے کہا'' وحی اور نبوت کے منکروں نے کہا۔یہ قول عبداللہ ابن امیہ،نضر بن حارث،نوفل بن خویلد اور ولید بن مغیرہ جیسے سرداران قریش کا تھا۔(تفسیر مراغی)(2)﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِىۡ نُزِّلَ عَلَيۡهِ الذِّكۡرُ ﴾ ''اے وہ شخص جس پر ذکر نازل کیا گیا ہے'' رسول اللہ ﷺ کو جھٹلانے والے کافروں نے تمسخر اور استہزاء کے طور پر یہ کہا کہ اے وہ شخص جس کا خیال ہے کہ اس پر قرآن اترا ہے۔(3)﴿ اِنَّكَ لَمَجۡنُوۡنٌ ﴾ ''بلاشبہ تو یقیناً دیوانہ ہے'' یعنی تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم تمہارے کہنے پر تمہاری پیروی کرنے لگ جائیں گے اور اس مذہب کو چھوڑ دیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔(تفسیر سعدی:1364/2)

﴿ لَوۡ مَا تَاۡتِيۡنَا بِالۡمَلٰۤـئِكَةِ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ (7) ﴾

''کیوں نہیں تو ہمارے پاس فرشتوں کو لے آتا اگر تو سچے لوگوں میں سے ہے۔''(7)

سوال1:﴿ لَوۡ مَا تَاۡتِيۡنَا بِالۡمَلٰۤـئِكَةِ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ﴾ ''کیوں نہیں تو ہمارے پاس فرشتوں کو لے آتا اگر تو سچے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگوں میں سے ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ لَوْمَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ ﴾''کیوں نہیں تو ہمارے پاس فرشتوں کو لے آتا'' کہ وہ گواہی دیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی ہو اور یہ کہ جو آپ لے کر آئے ہو وہ درست ہے اور سچ ہے۔(2)﴿ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴾''اگر تو سچے لوگوں میں سے ہے''یعنی فرشتے تمہاری تائید کریں تو آپ سچے ہو۔اب جب کہ وہ آپ کی تائید کے لیے نہیں آئے تو آپ سچے نہیں ہو۔(3)رب العزت نے فرمایا:﴿ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ط وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ﴾''اور انہوں نے کہا کہ اس پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں نازل کیا گیا؟ اور اگر ہم کوئی فرشتہ نازل کردیتے تو ضرور کام ہی ختم ہو جاتا، پھر وہ مہلت نہ دیے جاتے''۔(الانعام:8)(4)﴿ فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ﴾ تو کیوں نہیں اس پر سونے کے کنگن ڈالے گئے؟یا فرشتے اس کے ساتھ جمع ہو کر کیوں نہ آئے؟(الزخرف:53)(5)﴿ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ط لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴾''اور جو لوگ ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے انہوں نے کہا کہ ہم پر فرشتے کیوں نہیں اتارے گئے؟یا ہم اپنے رب ہی کو دیکھتے؟وہ اپنے دلوں میں بہت بڑے بن گئے اور انہوں نے سرکشی اختیار کی،بہت بڑی سرکشی۔''(الفرقان:21)(6)ان کا یہ مطالبہ ظلم اور جہالت پر مبنی تھا۔ظلم اس اعتبار سے کہ فرشتوں کے نازل ہونے کو دیکھنے کے علاوہ بھی دلائل سے یہ مقصد حاصل ہوسکتا ہے یعنی جو کچھ رسول اللہ ﷺ لے کر آئے اس کی صداقت اور صحت کی تصدیق۔جہاں تک جہالت کا تعلق ہے تو وہ اپنے نفع ونقصان کو نہیں جانتے اس لیے فرشتوں کے نازل ہونے میں کوئی بھلائی نہیں۔اللہ تعالیٰ جب فرشتے نازل کرتا ہے تو اس کے بعد کوئی مہلت نہیں دی جاتی۔

﴿ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ﴿8﴾ ﴾

''ہم فرشتوں کو حق کے ساتھ ہی نازل کرتے ہیں اور اس وقت وہ مہلت دیے گئے نہیں ہوتے۔''(8)

سوال1:﴿ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ﴾''ہم فرشتوں کو حق کے ساتھ ہی نازل کرتے ہیں اور اس وقت وہ مہلت دیے گئے نہیں ہوتے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ﴾''ہم فرشتوں کو حق کے ساتھ ہی نازل کرتے ہیں''رب العزت نے واضح فرمایا ہے کہ ہم فرشتوں کو بے مقصد نہیں اتارتے یا تو رسالت دے کر اتارتے ہیں یا عذاب بھیج کر۔(2)فرشتے تو مجرموں پر قہر الٰہی بن کر آتے ہیں۔جیسے غزوۂ بدر میں آئے تھے یا تمہاری جانیں نکالنے کے لیے آتے ہیں یا پھر کسی قوم کو صفحۂ ہستی سے نیست ونابود کرنے کے لیے آتے ہیں۔(تیسیر القرآن:2/473)(3)فرشتے تبلیغ ودعوت کے لئے تو نہیں آتے،البتہ گناہ گار قوموں پر اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا عذاب نازل کرنے کے لئے آتے ہیں، اوراس وقت انہیں مہلت نہیں دی جاتی ہے۔(تیسیر الرحمن:741/1)(4)اللہ تعالیٰ نے یہ سمجھایا ہے کہ فرشتے دعوت کی تکمیل کے بعد آتے ہیں اوران کے آنے کے بعد فیصلے کا وقت ہوتا ہے۔ وہ وقت ایمان کی طرف بلانے کا نہیں ہوتا ۔(5)فرشتوں کے نازل ہونے کا مطالبہ ایمان کی غرض سے نہیں اور ایمان کسی کے اختیار میں بھی نہیں ۔ یہ مطالبہ ان کی ہلاکت اور بربادی کا سبب بن جائے گا۔

﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰـفِظُوۡنَ (9)﴾

”بے شک ہم ہی نے اس ذکر کو نازل کیا ہے اور بلاشبہ ہم ضرور اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔“(9)

سوال:﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰـفِظُوۡنَ ﴾”بے شک ہم ہی نے اس ذکر کو نازل کیا ہے اور بلاشبہ ہم ضرور اس کی حفاظت کرنے والے ہیں“ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ ﴾”بے شک ہم ہی نے اس ذکر کو نازل کیا ہے“اللہ تعالیٰ نے نزول قرآن کے بارے میں واضح فرمایا ہے کہ ہم نے یہ قرآن نازل کیا ہے جس میں تمہاری زندگی کے لیے راہ نمائی ہے، جو تمہاری ضرورت ہے۔اس میں واضح دلائل ہیں، نصیحتیں ہیں، اسباق ہیں، جو اس سے نصیحت حاصل کرنا چاہے اس کے لیے آسان ہے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:﴿ وَلَقَدۡ يَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّكۡرِ فَهَلۡ مِنۡ مُّدَّكِرٍ ﴾”اور بلاشبہ یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان کر دیا ہے، تو کیا ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا؟“(القمر:17)(2)﴿وَاِنَّا لَهٗ لَحٰـفِظُوۡنَ ﴾”اور بلاشبہ ہم ضرور اس کی حفاظت کرنے والے ہیں“یعنی اللہ تعالیٰ ہی شیطان کے چرانے اور انسانوں کی تحریف سے اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ رب العزت نے فرمایا:﴿ لَّا يَاۡتِيۡهِ الۡبَاطِلُ مِنۡۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَلَا مِنۡ خَلۡفِهٖ‌ ؕ تَنۡزِيۡلٌ مِّنۡ حَكِيۡمٍ حَمِيۡدٍ ﴾”باطل اس کے پاس نہ اس کے آگے سے آسکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے۔“(فصلت:42)(3)اس آیت سے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت بھی ثابت ہوتی ہے کیونکہ وہ اس کلام کو پہنچانے کے لیے مبعوث کیے گئے تھے۔(4)وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اسی نے اسے اپنے رسول ﷺ پر اتارا ہے اور وہی اس کی حفاظت کرتا رہے گا۔اس میں نبی کریم ﷺ کے لئے تسلی کا سامان بھی ہے، اور تمام مسلمانوں کے لئے بہت بڑی خوش خبری ہے، اس مشعل ہدایت کو کوئی بجھا نہ سکے گا، اس کا نور عالم تاب قیامت تک انسانوں کو راہ دکھاتا رہے گا۔ آندھیاں چلیں گی، طوفان اٹھیں گے، بڑی بڑی سازشیں ہوں گی، لیکن جب تک قیامت نہیں آجاتی، یہ قرآن بغیر کسی ادنیٰ تغیر وتحریف کے باقی رہے گا۔(تیسیر الرحمن:741/1)

سوال2:کتاب اللہ کا محفوظ ہونا کیا ثابت کرتا ہے؟

جواب:(1) کتاب اللہ کا محفوظ ہونا اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔(2) کتاب کا محفوظ ہونا ثابت کرتا ہے کہ یہی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قطعی میعار حق ہے اس لیے اب اس کتاب سے ہی زندگی کے لیے نصیحت حاصل کی جائے گی۔

﴿ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ (10) ﴾

''اور بلاشبہ یقیناً تم سے پہلے ہم نے پہلی قوموں میں کئی رسول بھیجے ہیں۔'' (10)

سوال: ﴿ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً تم سے پہلے ہم نے پہلی قوموں میں کئی رسول بھیجے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً تم سے پہلے ہم نے پہلی قوموں میں کئی رسول بھیجے ہیں'' ﴿ شِيَعِ ﴾ امتیں اور کبھی دوستوں کو بھی ﴿ شِيَعِ ﴾ کہتے ہیں۔ (بخاری کتاب التفسیر) (2) یعنی آپ ﷺ لوگوں کے جھٹلانے سے دل برداشتہ نہ ہوں۔ گذشتہ قوموں کا بھی انبیاء کے ساتھ ایسا ہی رویہ رہا ہے۔ (3) ہم ان کے درمیان بھی رسول بھیجتے رہے ہیں۔

﴿ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (11) ﴾

''اور ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا تھا مگر وہ اس کا مذاق اڑاتے تھے۔'' (11)

سوال 1: ﴿ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴾ ''اور ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا تھا مگر وہ اس کا مذاق اڑاتے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ ﴾ ''اور ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا تھا'' جو رسول بھی انہیں حق کی طرف بلاتا وہ اس کو جھٹلاتے۔ (2) ﴿ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴾ ''مگر وہ اس کا مذاق اڑاتے تھے'' وہ اس کا مذاق اڑاتے تھے۔ ہر نبی کو ستایا گیا، ہر نبی کا دل دکھایا گیا۔ اس لیے آپ ﷺ دل میلا نہ کریں۔ (3) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محاذ آرائی کا ایک اور انداز استہزاء تھا۔ جب قریش نے دیکھا کہ محمد ﷺ کو تبلیغ دین سے روکنے کی حکمت کارگر نہیں ہو رہی تو ایک بار پھر انھوں نے غور و خوض کیا اور آپ کی دعوت کا قلع قمع کرنے کے لئے ہنسی ٹھٹھا، تحقیر، استہزاء اور تکذیب کا طریقہ کار اختیار کیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو بددل کر کے ان کے حوصلے توڑ دئے جائیں۔ اس کے لئے مشرکین نے نبی ﷺ کو ناروا تہمتوں اور بے ہودہ گالیوں کا نشانہ بنایا۔ چنانچہ وہ کبھی آپ ﷺ کو پاگل کہتے جیسا کہ ارشاد ہے: ﴿ وَقَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ﴾ ''اور انہوں نے کہا کہ اے وہ شخص جس پر ذکر نازل کیا گیا ہے بلاشبہ تو یقیناً دیوانہ ہے۔'' (الحجر: 6) اور کبھی آپ ﷺ پر جادوگر اور جھوٹے کا الزام لگاتے۔ ارشاد ہے: ﴿ وَعَجِبُوْۤا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ز وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴾ ''اور ان لوگوں کو تعجب ہوا کہ ان کے پاس ایک خبردار کرنے والا ان ہی میں سے آیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے اور کافروں نے کہا کہ یہ جادوگر ہے، بڑا جھوٹا ہے۔" (ص:4) یہ کفار آپ کے آگے پیچھے پر غضب منتقمانہ نگاہوں اور بھڑکتے ہوئے جذبات کے ساتھ چلتے تھے۔ارشاد ہے:﴿ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴾ "اور قریب ہے وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا آپ کو اپنی نگاہوں سے ضرور ہی پھسلا دیں، جب وہ ذکر سنتے ہیں اور کہتے ہیں: "یقیناً یہ تو بالکل دیوانہ ہے۔" (القلم:51) اور جب آپ کسی جگہ تشریف فرما ہوتے اور آپ کے اردگرد کمزور اور مظلوم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین موجود ہوتے تو انہیں دیکھ کر مشرکین استہزاء کرتے ہوئے کہتے:﴿ اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْ م بَيْنِنَا ﴾ "کیا یہی وہ لوگ ہیں جن پر ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہے؟" (الانعام:53) جواباً اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴾ "کیا اللہ تعالیٰ اپنے شکر گزار بندوں کو زیادہ جاننے والا نہیں؟" (الانعام:53) عام طور پر مشرکین کی کیفیت وہی تھی جس کا نقشہ ذیل کی آیات میں کھینچا گیا ہے۔﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ (۲۹) وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ (۳۰) وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ (۳۱) وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ (۳۲) وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ﴾ "وہ لوگ جنھوں نے جرم کیے وہ ان پر جو لوگ ایمان لائے، ہنسا کرتے تھے۔اور جب وہ ان کے پاس سے گزرتے تو آپس میں آنکھوں سے اشارے کرتے تھے۔اور جب وہ اپنے گھر والوں کی طرف واپس آتے تو مزے لیتے ہوئے واپس آتے تھے۔اور جب انہیں دیکھتے تو کہتے: "یقیناً یہ بھٹکے ہوئے لوگ ہیں۔" حالانکہ وہ ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔" (المطففین:29-33)﴿ يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ج صلے مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴾ "ہائے افسوس بندوں پر! ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا مگر وہ اس کا مذاق ہی اڑاتے رہے ہیں۔" (یٰس:30) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی: ﴿ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴾ "یقیناً ہم تمہاری طرف سے مذاق اُڑانے والوں کے لیے کافی ہیں۔" (الحجر:95) اور فرمایا، نبی ﷺ کا مذاق اڑانے والے یہ لوگ تھے: ولید بن مغیرہ، اسود بن عبد یغوث زہری، ابوزمعہ اسود بن مطلب، حارث بن عیطل سہمی، عاص بن وائل۔سیدنا جبریل علیہ السلام رسول کریم ﷺ کے پاس آئے تو اللہ کے نبی ﷺ نے مذاق اڑانے والوں کی شکایت جبریل علیہ السلام سے کی۔جبریل علیہ السلام نے اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے ولید کو کردیا اور اس کی بغل میں ایک رگ کی طرف اشارہ کیا۔اللہ کے رسول ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا: آپ نے (ولید کے ساتھ) کیا کیا؟" جبریل علیہ السلام نے کہا: "میں نے اسے سزا دے دی۔" اس کے بعد جبریل علیہ السلام نے اسود کو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے سامنے کردیا اور اس کی آنکھ کی طرف اشارہ کیا۔اللہ کے رسول ﷺ نے اس کے بارے میں بھی جبریل علیہ السلام سے پوچھا: "آپ نے (اس اسود کا) کیا کیا؟" جبریل علیہ السلام نے کہا: "میں نے اس سے انتقام لے لیا۔" پھر جبریل علیہ السلام نے ابوزمعہ کو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے کیا اور اس کے سر کی طرف اشارہ کیا۔اللہ کے رسول ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے کہا: "آپ نے اس کا کیا بندوبست کیا؟" جبریل علیہ السلام نے کہا: "میں نے اس سے بھی بدلہ لے لیا۔" اس کے بعد جبریل علیہ السلام نے حارث کو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے کیا اور اس کے سر یا پیٹ کی طرف اشارہ کیا اور کہا: "میں نے اس سے بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انتقام لے لیا۔'' اسی طرح عاص کا گزر ہوا تو جبریل علیہ السلام نے اس کے پاؤں کے تلوے کی جانب اشارہ کیا اور کہا: ''میں نے اس کو بھی دبوچ لیا۔'' ولید کو سزا اس طرح ملی کہ خزاعہ قبیلے کا ایک شخص جو اپنے تیروں کو ترتیب دے رہا تھا، اس کے پاس سے ولید کا گزر ہوا تو ایک تیر اس کی بغل کے نیچے رگ پر جا لگا اور اس نے رگ کو کاٹ دیا۔ اسود بن مطلب اندھا ہو گیا۔ اسود بن عبد یغوث سے انتقام اس طرح لیا گیا کہ اس کے سر میں زخم ہو گئے جن کی وجہ سے وہ مر گیا۔ حارث سے انتقام اس طرح لیا گیا کہ زرد پانی نے حارث کو گھیر لیا، وہ اس کے پیٹ میں داخل ہو گیا اور صورت حال یہ ہو گئی کہ اس کا پاخانہ اس کے منہ سے نکلنے لگا، پھر وہ اس بیماری سے مر گیا۔ عاص کو سزا اس طرح ملی کہ اس کے سر میں اس طرح کا پھوڑا نکلا جس طرح کا ایک کانٹے دار پودا حجاز کے ریگستان میں اگتا ہے، وہ پھوڑا اس کے سارے سر میں پھیل گیا اور وہ اس سے مر گیا۔ عاص کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ گدھے پر سوار ہو کر طائف کی طرف نکلا، گدھا کودا، اس نے اس کو کانٹوں پر گرا دیا، کانٹا اس کے پاؤں کے تلوے میں پیوست ہو گیا اور وہ اسی سے مر گیا۔ (السنن الکبریٰ:17731، دلائل النبوۃ:318 تا 316/2)

﴿كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ (12)﴾

''اسی طرح ہم اس کو مجرموں کے دلوں میں داخل کر دیتے ہیں۔'' (12)

سوال: ﴿كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ﴾ ''اسی طرح ہم اس کو مجرموں کے دلوں میں داخل کر دیتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ﴾ ''اسی طرح ہم اس کو مجرموں کے دلوں میں داخل کر دیتے ہیں'' یعنی ہم نے جھٹلانے کو ان کے دلوں میں داخل کر دیا ہے۔ اس لیے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس ذکر پر ایمان نہیں لائیں گے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا۔
(2) ہم نے ان کو یہ سزا دی، جب ان کے دل کفر و تکذیب میں پچھلے لوگوں کے مشابہ ہو گئے اور اپنے رسولوں اور پیغمبروں کے ساتھ استہزاء و تمسخر اور عدم ایمان کے بارے میں بھی ان کا معاملہ مشابہ ہو گیا۔ یعنی وہ لوگ جن کا وصف بخل اور بہتان طرازی تھا ہم نے ان کو اس بنا پر سزا دی کہ ان کے دلوں نے کفر اور تکذیب کی مشابہت اختیار کی، اپنے انبیاء کے معاملے میں تشابہ کا شکار ہو گئے۔ اپنے رسولوں کے ساتھ ان کا یہ رویہ استہزاء، تمسخر اور عدم ایمان کا تھا۔ اسی لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ﴾ ''وہ اس پر ایمان نہیں لائیں گے اور بلاشبہ پہلے لوگوں کا یہی طریقہ گزر چکا ہے'' (تفسیر سعدی:1365/2)

﴿لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ (13)﴾

''وہ اس پر ایمان نہیں لائیں گے اور بلاشبہ پہلے لوگوں کا یہی طریقہ گزر چکا ہے۔'' (13)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال1:﴿ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ ﴾ ''وہ اس پر ایمان نہیں لائیں گے اور بلا شبہ پہلے لوگوں کا یہی طریقہ گزر چکا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ﴾ ''وہ اس پر ایمان نہیں لائیں گے'' ایمان نہ لانے کا اصل سبب حد درجہ بغض اور حسد ہے۔اللہ تعالیٰ کے رسولوں کی دعوت چیز ہی ایسی ہے کہ نافرمانیوں میں ڈوبے ہوئے مجرمین اس کو ٹھنڈے پیٹوں نہیں برداشت کرتے۔یہ چیز ان کو تیر و نشتر کی طرح چبھتی ہے اور وہ اس کو گلنے کے لیے زور لگاتے ہیں۔(2)﴿ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ ﴾ ''اور بلا شبہ پہلے لوگوں کا یہی طریقہ گزر چکا ہے'' ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا طریقہ کار یہی رہا ہے، ایسے لوگوں کو ایمان نصیب نہیں ہوتا۔ان کو تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے اور ایمان والوں کو بچا لیا جاتا ہے۔

﴿ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِیْهِ یَعْرُجُوْنَ(14) ﴾

''اور اگر ہم ان پر آسمان کا کوئی دروازہ کھول دیں پس وہ اس میں چڑھنے والے ہو جائیں۔''(14)

سوال:﴿ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِیْهِ یَعْرُجُوْنَ ﴾ ''اور اگر ہم ان پر آسمان کا کوئی دروازہ کھول دیں پس وہ اس میں چڑھنے والے ہو جائیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ ﴾ ''اور اگر ہم ان پر آسمان کا کوئی دروازہ کھول دیں'' یعنی اگر انکار کرنے والوں کے پاس بڑے سے بڑا معجزہ بھی آ جائے تو وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ان کے لیے آسمان کا دروازہ کھول دیا جائے اور وہ آنکھوں سے دیکھ لیں تب بھی نہیں مانیں گے۔(2)﴿ فَظَلُّوْا فِیْهِ یَعْرُجُوْنَ ﴾ ''پس وہ اس میں چڑھنے والے ہو جائیں'' اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ یہ ایسے ہٹ دھرم لوگ ہیں کہ اگر یہ دن دیہاڑے آسمان پر چڑھتا دیکھ لیں بلکہ خود بھی چڑھ جائیں، آسمان کے کھلے دروازے بھی دیکھ لیں تب بھی ایمان نہیں لائیں گے۔اتنی بلندی پر پہنچ کر بھی سوچ بلند نہیں ہوگی یہی کہیں گے ہم پر جادو کر دیا گیا۔قرآن مجید نے یہ ثابت کیا ہے کہ فرشتوں کے نزول کی بات تو ایک طرف خود بھی آسمان پر چڑھیں گے تو نہیں مانیں گے لہٰذا ایسے لوگوں کے ساتھ مجادلہ کرنا فضول ہے۔ان کے پاس ایمان کی دلیلوں کی کمی نہیں مگر ان کا بغض اور حسد حقیقت پر پردے ڈال دیتا ہے۔

﴿ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُکِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ (15) ﴾

''تو بھی وہ کہیں گے بلا شبہ ہماری آنکھیں باندھ دی گئی ہیں بلکہ ہم لوگوں پر جادو کیا گیا ہے۔''(15)

سوال:﴿ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُکِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴾ ''تو بھی وہ کہیں گے بلا شبہ ہماری آنکھیں باندھ دی گئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں بلکہ ہم لوگوں پر جادو کیا گیا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا ﴾ ''تو بھی وہ کہیں گے بلاشبہ ہماری آنکھیں باندھ دی گئی ہیں'' ﴿سُكِّرَتْ﴾ ''ڈھانکی گئیں''۔(بخاری کتاب التفسیر)(2)یعنی ہماری نظروں پر نشے کا پردہ آ گیا ہے۔ ہماری نظر بندی کردی گئی۔(3)﴿ بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴾ ''بلکہ ہم لوگوں پر جادو کیا گیا ہے''یعنی ہمیں دھوکہ دیا گیا، ہم پر جادو کردیا گیا ہے۔ ہمیں اندھا کردیا گیا۔(4)جب حق انسان کے لیے غیر اہم ہوتا ہے تو وہ اسے جادو قرار دے دیتا ہے۔(5)رب العزت نے فرمایا:﴿ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴾ اور اگر ہم آپ پر کاغذ میں لکھی ہوئی کتاب نازل کرتے کہ جسے وہ اپنے ہاتھوں سے چھوتے تب بھی کفر کرنے والے ضرور یہی کہتے کہ کھلے جادو کے سوا یہ کچھ نہیں۔(الانعام:7)(6)﴿ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ (۱) وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴾ بہت قریب آ گئی قیامت اور چاند پھٹ گیا۔ اور اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ موڑ جاتے ہیں اور کہتے ہیں:''یہ ایک جادو ہے جو گزر جانے والا ہے۔''(القمر:1,2)

رکوع نمبر 2

﴿ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ (16) ﴾

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے آسمان میں برج بنائے ہیں اور ہم نے اسے دیکھنے والوں کے لیے مزین کردیا ہے۔''(16)

سوال1:﴿ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے آسمان میں برج بنائے ہیں اور ہم نے اسے دیکھنے والوں کے لیے مزین کردیا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے آسمان میں برج بنائے ہیں''بُرُوْجًا برج یعنی سورج چاند کی منزلیں۔(بخاری کتاب التفسیر)(2)''بروج'' سے مراد آفتاب و ماہتاب اور سات متحرک سیاروں کی وہ منازل ہیں جن کی تعداد تجربہ کے مطابق بارہ ہے۔(تیسیر الرحمٰن:742/1)(3)رب العزت نے فرمایا:﴿ تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ﴾ ''بہت برکت والا ہے جس نے آسمان میں برج بنائے اور اس میں ایک چراغ اور ایک روشنی کرنے والا چاند بنایا۔''(الفرقان:61)(4)اللہ تعالیٰ نے اپنے کامل اقتدار اور اپنی مخلوق پر اپنی رحمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ہم نے آسمان میں برج بنائے ہیں یعنی ہم نے ستاروں کو برجوں کی مانند بنایا اور انہیں بڑی علامتیں بنایا جن کے ذریعے بحر و بر کی تاریکیوں میں راستے تلاش کیے جاتے ہیں۔(تفسیر سعدی:1366/2)(5)﴿ وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴾ ''اور ہم نے اسے دیکھنے والوں کے لیے مزین کردیا ہے'' زینت سے مراد آسمان کا حیران کن منظر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان پر بے مثال نظام قائم کئے ہیں لیکن ان نظاموں کو دیکھنے والی آنکھوں کے لئے واضح کردیا ہے۔ رات کو آسمان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ستارے، سیارے بے شمار چراغوں کی صورت میں روشن ہو کر انسان کے شعور کو بیدار کرتے ہیں۔ انسان اوپر دیکھتا ہے تو دیکھتا ہی رہ جاتا ہے۔ آسمان کے ستارے کبھی آسمان کی بے شمار آنکھوں کی طرح نظر آتے ہیں جس سے انسان کے دل پر خاص اثر ہوتا ہے۔ آسمان پر نظر آنے والا چاند اگر چودھویں کا ہو تو یوں لگتا ہے ٹھنڈی میٹھی چاندنی نے پورے ماحول پر جادو کر دیا ہو۔ (6) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَفَلَمۡ یَنۡظُرُوۡۤا اِلَی السَّمَآءِ فَوۡقَهُمۡ کَیۡفَ بَنَیۡنٰهَا وَزَیَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنۡ فُرُوۡجٍ﴾ ''تو کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان نہیں دیکھا؟ کس طرح ہم نے اسے بنایا؟ اور ہم نے اسے زینت دی اور اس کے لیے کوئی شگاف نہیں ہے۔'' (ق:6) (7) اگر آسمان کا منظر اس قدر سحر انگیز نہ ہوتا تو دیکھنے والوں کو تدبر اور غور و فکر کا موقع نہ ملتا۔

﴿وَحَفِظۡنٰهَا مِنۡ کُلِّ شَیۡطٰنٍ رَّجِیۡمٍ (17)﴾

''اور ہم نے ہر شیطان مردود سے اس کی حفاظت کی ہے۔'' (17)

سوال: ﴿وَحَفِظۡنٰهَا مِنۡ کُلِّ شَیۡطٰنٍ رَّجِیۡمٍ﴾ ''اور ہم نے ہر شیطان مردود سے اس کی حفاظت کی ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَحَفِظۡنٰهَا مِنۡ کُلِّ شَیۡطٰنٍ رَّجِیۡمٍ﴾ ''اور ہم نے ہر شیطان مردود سے اس کی حفاظت کی ہے'' یعنی آسمان کو سرکش شیطانوں سے محفوظ کر دیا ہے۔ اس کے ظاہر کو دیکھو تو تاروں سے سجا ہوا اور اس کے اندرونی حصے کو شیطان کی دست برد سے محفوظ کر دیا ہے۔ (2) آسمان کو کوئی شیطانی قوت خراب نہیں کر سکتی، کوئی شیطانی قوت اس میں داخل ہو کر اس کا نظام خراب نہیں کر سکتی، آسمانوں کے لئے دفاع کا نظام ہے جس کو کوئی وائرس خراب نہیں کر سکتا اور آسمانوں کی شیطان رجیم سے حفاظت کی جا رہی ہے۔ (3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَزَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡیَا بِمَصَابِیۡحَ ۖ وَحِفۡظًا ؕ ذٰلِکَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ﴾ ''اور ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے زینت دی اور محفوظ کر دیا، یہ اندازہ ہے سب پر غالب سب کچھ جاننے والے کا۔'' (حم السجدہ:12) (4) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَقَدۡ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡیَا بِمَصَابِیۡحَ وَجَعَلۡنٰهَا رُجُوۡمًا لِّلشَّیٰطِیۡنِ وَاَعۡتَدۡنَا لَهُمۡ عَذَابَ السَّعِیۡرِ﴾ ''اور ہم نے قریب کے آسمان کو چراغوں سے سجایا ہے اور ہم نے ان کو شیطانوں کے مار بھگانے کا ذریعہ بنایا ہے اور ہم نے ان کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔'' (الملک:5)

﴿اِلَّا مَنِ اسۡتَرَقَ السَّمۡعَ فَاَتۡبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِیۡنٌ (18)﴾

''مگر جو کوئی سنی ہوئی بات چرا لے تو ایک روشن شعلہ اس کا پیچھا کرتا ہے۔'' (18)

سوال1: ﴿اِلَّا مَنِ اسۡتَرَقَ السَّمۡعَ فَاَتۡبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِیۡنٌ﴾ ''مگر جو کوئی سنی ہوئی بات چرا لے تو ایک روشن شعلہ اس کا پیچھا کرتا ہے'' کی وضاحت کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿ اِلَّا مَنِ اسۡتَرَقَ السَّمۡعَ ﴾ ''مگر جو کوئی سنی ہوئی بات چرالے'' یعنی جب کبھی کوئی شیطان سن گن لینے کی کوشش کرتا ہے اور چوری چھپے باتیں سننے کے لیے بڑھتا ہے۔(2)﴿ فَاَتۡبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيۡنٌ ﴾ ''تو ایک روشن شعلہ اس کا پیچھا کرتا ہے'' یعنی اگر کوئی شیطان چوری چھپے باتیں سننے کی کوشش کرے تو اسے ایک روشن انگارہ پیچھا کر کے سن گن لیتے ہوئے کو ڈھیر کر دیتا ہے۔کبھی ایسا ہوتا ہے کہ شہاب ثاقب کے پہنچنے سے پہلے وہ آسمانی خبر اپنے دوست کو بتا دیتا ہے اور وہ اس میں سو جھوٹ ملا کر بیان کرتا ہے۔(3) رب العزت نے فرمایا: وَّاَنَّا كُنَّا نَقۡعُدُ مِنۡهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمۡعِ ؕ فَمَنۡ يَّسۡتَمِعِ الۡاٰنَ يَجِدۡ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ''اور یقیناً ہم اس کی کئی جگہوں میں باتیں سننے بیٹھا کرتے تھے تو اب جو کوئی بھی کان لگاتا ہے وہ اپنے لیے ایک چمک دار شعلہ گھات میں پاتا ہے۔'' (الجن:9)(4) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ آسمان پر کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو فرشتے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو سن کر جھکتے ہوئے، عاجزی کرتے ہوئے اپنے بازو پھڑ پھڑاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان انہیں اس طرح سنائی دیتا ہے جیسے صاف چکنے پتھر پر زنجیر چلانے سے آواز پیدا ہوتی ہے۔پھر جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو وہ آپس میں پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ کہتے ہیں کہ حق بات کا حکم فرمایا اور وہ بہت اونچا، سب سے بڑا ہے۔پھر ان کی یہی گفتگو چوری چھپے سننے والے شیطان سن کر بھاگتے ہیں۔شیطان آسمان کے نیچے یوں نیچے اوپر ہوتے ہیں، سفیان نے اس موقع پر ہتھیلی کو موڑ کر انگلیاں الگ الگ کر کے شیاطین کے جمع ہونے کی کیفیت بتائی کہ اس طرح سے شیاطین ایک کے اوپر ایک رہتے ہیں۔پھر وہ شیاطین کوئی ایک کلمہ سن لیتے ہیں اور اپنے نیچے والے کو بتاتے ہیں، اس طرح وہ کلمہ ساحر یا کاہن تک پہنچتا ہے۔کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کہ وہ کلمہ اپنے سے نیچے والے کو بتائیں، آگ کا گولہ انہیں آدبوچتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب وہ بتا لیتے ہیں تو آگ کا انگارہ ان پر پڑتا ہے۔اس کے بعد کاہن اس میں سو جھوٹ ملا کر لوگوں سے بیان کرتا ہے۔(ایک بات جب اس کاہن کی صحیح ہو جاتی ہے تو ان کے ماننے والوں کی طرف سے) کہا جاتا ہے کہ کیا اسی طرح ہم سے فلاں دن کاہن نے نہیں کہا تھا، اسی ایک کلمہ کی وجہ سے جو آسمان پر شیاطین نے سنا تھا، کاہنوں اور ساحروں کی بات کو لوگ سچا جاننے لگتے ہیں۔'' (بخاری:4800)(5) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کاہن ہمیں بعض چیزیں بیان کرتے تھے جنہیں ہم ویسا ہی پاتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ایک سچی بات ہوتی ہے جس کو کوئی جن فرشتوں سے اچک لیتا ہے پھر اسے اپنے کاہن کے کان میں ڈال دیتا ہے اور وہ کاہن اس سچ میں سو جھوٹ کی زیادتی کر دیتا ہے۔(مسلم:5816)(6) شہاب مبین کے لغوی معنی شعلۂ روشن کے ہیں۔دوسری جگہ قرآنِ مجید میں اس کی جگہ شہاب ثاقب کا لفظ استعمال ہوا ہے یعنی تاریکی کو چھیدنے والا شعلہ۔اس سے مراد ضروری نہیں ہے کہ وہ ٹوٹنے والا تارا ہی ہو جسے ہماری زبان میں اصطلاحاً شہابِ ثاقب کہا جاتا ہے۔ممکن ہے کہ یہ شاید کسی اور نوعیت کی شعاعیں ہوں مثلاً کائناتی شعاعیں یا ان سے بھی زیادہ شدید کوئی اور قسم جو ابھی ہمارے علم میں نہ آئی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ شہابِ ثاقب مراد ہے جنہیں کبھی کبھی ہماری آنکھیں زمین کی طرف گرتے ہوئے دیکھتی ہیں۔(7) زمانۂ حال کے مشاہدات سے یہ معلوم ہوا کہ دوربین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے دِکھائی دینے والے شہاب ثاقب جوفضائے بسیط سے زمین کی طرف آتے نظر آتے ہیں ان کی تعداد اوسط ایک کھرب روزانہ ہے۔ جن میں سے دو کروڑ روزانہ کے قریب ہر روز زمین کے بالائی خطے میں داخل ہوتے ہیں اور بمشکل صرف ایک زمین کی سطح تک پہنچتا ہے۔ ان کی رفتار بالائی فضاء میں کم وبیش 26 میل فی سیکنڈ ہوتی ہے اور بسا اوقات 50 میل فی سیکنڈ پر دکھائی گئی ہے۔ بارہا ایسا بھی ہوا ہے کہ برہنہ آنکھوں نے بھی ٹوٹنے والے تاروں کی غیر معمولی بارش دیکھی ہے۔ چنانچہ یہ چیز ریکارڈ پر موجود ہے کہ 13 نومبر 1833 کو شمالی امریکہ کے مشرقی علاقے میں صرف ایک مقام پر نصف شب سے لے کر صبح تک 2 لاکھ شہاب ثاقب گرتے ہوئے دیکھے گئے۔ (انسائیکلوپیڈیا برٹینکا:337/15)

﴿وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ(19)﴾

''اور ہم نے زمین کو پھیلا دیا ہے اور اس میں پہاڑ گاڑ دیئے ہیں اور اس میں ہر چیز مناسب مقدار سے اگائی ہے۔'' (19)

سوال1: ﴿وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ﴾ ''اور ہم نے زمین کو پھیلا دیا ہے اور اس میں پہاڑ گاڑ دیئے ہیں اور اس میں ہر چیز مناسب مقدار سے اگائی ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا﴾ ''اور ہم نے زمین کو پھیلا دیا ہے'' یعنی ہم نے زمین کو وسیع اور فراخ بنا کر پھیلا دیا تاکہ زمین میں رہنا بسنا اور رزق کا حصول آسان ہو۔ (2) ﴿وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ﴾ ''اور اس میں پہاڑ گاڑ دیئے ہیں'' یعنی زمین میں بڑے بڑے پہاڑوں کی میخیں گاڑ دی ہیں تاکہ زمین جمی رہے، اس کی حفاظت ہو، وہ کہیں ڈھلک نہ جائے۔ (3) ﴿وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ﴾ ''اور اس میں ہر چیز مناسب مقدار سے اگائی ہے'' یعنی زمین کے اندر اناج، پھل، پھول اور طرح طرح کی نفع مند اور ضروریات کی چیزیں پیدا کیں اور اس میں ہر معلوم اور وزن والی چیز پیدا کی۔ (4) زمین کی نباتات کے اندر بڑھنے کی لامحدود صلاحیت ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کا اندازہ مقرر کر دیا ہے۔ زمین کی ہر چیز بڑھتے ہوئے ایک خاص حد تک پہنچ کر رک جاتی ہے۔ اس سے آگے نہیں جا پاتی۔ پودوں اور درختوں کو اگر بلا روک ٹوک بڑھنے دیا جائے تو چند برس کے اندر زمین ہر ایک ہی پودا نظر آئے کسی اور کی گنجائش نہ رہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس زمین اور کائنات کو کوئی کنٹرول کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو حسب ضرورت اندازے کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ (5) ان چیزوں میں کوئی شخص نہ کمی لا سکتا ہے اور نہ زیادتی، اور جس ہیئت وکیفیت میں انہیں پیدا کیا ہے اس سے عمدہ کوئی کیفیت نہیں ہو سکتی ہے۔ (تیسیر الرحمٰن:743) (6) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ﴾ ''اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا رزق کشادہ کر دیتا تو وہ زمین میں سرکش ہو جاتے لیکن وہ ایک اندازے سے نازل کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے، یقیناً وہ اپنے بندوں سے خوب باخبر خوب دیکھنے والا ہے۔'' (الشوریٰ:27)

﴿وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ(20)﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اور ہم نے اس میں تمہاری معیشت کے اسباب بنائے ہیں اور ان کے بھی جنہیں تم ہرگز روزی دینے والے نہیں ہو۔''(20)

سوال1:﴿ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴾ ''اور ہم نے اس میں تمہاری معیشت کے اسباب بنائے ہیں اور ان کے بھی جنہیں تم ہرگز روزی دینے والے نہیں ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ ﴾ ''اور ہم نے اس میں تمہاری معیشت کے اسباب بنائے ہیں'' سے مراد معیشت کے لئے اسباب ووسائل ہیں۔یعنی تمہارے لیے زمین میں زندگی اور روزی کے اسباب رکھ دیئے ہیں،ایک طرف زندگی کی ضروریات ہیں غذا، لباس،دوا اور پانی وغیرہ اور دوسری طرف ایسے جانور پیدا کیے جن کا تم دودھ پیتے ہو،گوشت کھاتے ہو اور ان پر سوار ہوتے ہو۔اسی طرح زمین میں تم پھل،اجناس،سبزیاں وغیرہ حاصل کرتے ہو،کہیں کھیتی باڑی سے تم روزی حاصل کرتے ہو اور کہیں پیشوں اور دستکاریوں سے اور کہیں تم غلاموں اور لونڈیوں سے خدمت لیتے ہو۔(2)﴿ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴾ ''اور ان کے بھی جنہیں تم ہرگز روزی دینے والے نہیں ہو''یعنی تمہارے فائدے کے لیے جو جانور اور غلام اور ملازم تمہیں عطا کیے ہیں ان کے رزق کے تم ذمہ دار نہیں ہو،بلکہ رب العزت نے وہ تمہیں عطا فرمائے ہیں اور ان کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔رب العزت نے فرمایا:﴿نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ﴾ ''ہم انہیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی''(بنی اسرائیل:31)تم فائدہ اٹھاؤ اور تمہارا رب انہیں کھلائے پلائے۔اللہ تعالیٰ ہی کے ذمے ان کا رزق ہے۔وھو خیر الرازقین۔

﴿وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۡ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ(21)﴾

''اور کوئی چیز ایسی نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں اور ہم اسے ایک معلوم اندازے کے ساتھ ہی نازل کرتے ہیں۔''(21)

سوال1:﴿وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۡ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ﴾ ''اور کوئی چیز ایسی نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں اور ہم اسے ایک معلوم اندازے کے ساتھ ہی نازل کرتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ﴾ ''اور کوئی چیز ایسی نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں'' اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مالک ہے،ہر چیز کے خزانے اس کے پاس ہیں۔(2)خزانوں سے مراد بارش ہے جو کہ پیداوار کا ذریعہ ہے۔اس سے مراد کائنات کے خزانے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ وجود میں لاتا ہے۔(3)یعنی ہر قسم کا رزق اور ہر قسم کی تقدیر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے قبضہ اختیار میں نہیں،رزق کے خزانے اسی کے ہاتھ میں ہیں۔وہ اپنی حکمت اور بے کراں رحمت کے مطابق جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔اور جسے چاہتا ہے محروم کر دیتا ہے۔(سعدی:1368/2)(4)''اور ہم اسے ایک معلوم اندازے کے ساتھ ہی نازل کرتے ہیں''اللہ تعالیٰ نے اشیاء کی فراہمی کے لئے حد بندی کا اصول مقرر کیا ہے۔ہر چیز کے لئے ایک معلوم اور متعین مقدار مقرر ہے۔مثال کے طور پر ہوا ایک حد کے اندر چلتی ہے ورنہ وہ طوفان بن

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جائے۔سورج ایک خاص فاصلے پر ہے اگر تھوڑا اوپر چلا جائے تو زمین برف کی طرح جم جائے اور اگر نیچے آئے تو ہر چیز جل جائے۔زمین کی کشش ایک حد کے اندر ہے۔اگر زمین کی جسامت نصف ہوتی تو کشش اتنی کم ہوجاتی کہ ہر چیز ہلکی ہوجاتی اور ہلکے پن کی وجہ سے زمین پر چیزوں کا ٹھہرنا ممکن نہ ہوتا۔اگر زمین کی جسامت دوگنا ہوجاتی تو کشش اتنی زیادہ ہوجاتی کہ بوجھ کی وجہ سے چلنا دوبھر ہوجاتا۔اللہ تعالیٰ کے اندازے سے نہ کوئی چیز گھٹتی ہے نہ بڑھتی ہے۔(5)اس کے پاس ہر چیز کا خزانہ ہے،وہ جب چاہے اور جتنا چاہے ظاہر کردے،لیکن وہ آسمان سے زمین پر اپنے بندوں کے لئے اتنا ہی اتارتا ہے جس کا اس کی مشیت تقاضا کرتی ہے۔(تیسیر الرحمٰن:743/1)(6)رب العزت نے فرمایا:﴿ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ﴾''اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے رزق کشادہ کردیتا تو وہ زمین میں سرکش ہوجاتے مگر وہ ایک اندازے سے جو چاہتا ہے نازل کرتا ہے۔''(الشوریٰ:27)

﴿وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ(22)﴾

''اور ہم نے ہواؤں کو بار آور بنا کر بھیجا،پھر ہم نے آسمان سے پانی اتارا،پس ہم نے وہ تمہیں پلایا اور تم اس کو ہرگز ذخیرہ کرنے والے نہیں ہو۔''(22)

سوال1:﴿وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴾''اور ہم نے ہواؤں کو بار آور بنا کر بھیجا،پھر ہم نے آسمان سے پانی اتارا،پس ہم نے وہ تمہیں پلایا اور تم اس کو ہرگز ذخیرہ کرنے والے نہیں ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ ﴾''اور ہم نے ہواؤں کو بار آور بنا کر بھیجا''لواقح ملاقح کے معنی میں ہے جو ملقحة کی جمع ہے یعنی حاملہ کرنے والی۔(بخاری کتاب التفسیر)(2)ہم نے ہواؤں یعنی رحمت کی ہواؤں کو مسخر کیا ہے جو بادلوں کو بار آور کرتی ہیں جیسے نر مادہ کو بار آور کرتا ہے۔(تفسیر سعدی:1368/2)(3)بوجھل ہواؤں سے مراد پانی سے بھرپور بادل ہیں جنہیں ہوائیں آسمان میں پھیلادیتی ہیں یعنی جب ہوائیں بادلوں پر قلم چڑھاتی ہیں تو ان سے پانی برستا ہے اور درختوں پر قلم چڑھاتی ہیں تو ان پر پتے اور کلیاں پھوٹ آتی ہیں یہ سب قدرت کی نشانیاں ہیں۔(مختصر ابن کثیر:962/1)(4)رب العزت نے فرمایا:﴿وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ﴾''اور ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز کو بنایا''(الانبیاء:30)(5)﴿فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ﴾''پھر ہم نے آسمان سے پانی اتارا،پس ہم نے وہ تمہیں پلایا''یعنی آسمان سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی بارش نازل ہوتی ہے،اس کے پانی سے اللہ تعالیٰ انسانوں،جانوروں اور کھیتوں کو سیراب کرتا ہے۔(6)رب العزت نے فرمایا:﴿اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿٦٨﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿٦٩﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿٧٠﴾﴾''تو کیا تم نے دیکھا وہ پانی جو تم پیتے ہو؟ کیا اسے بادلوں سے تم نے نازل کیا ہے یا اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نازل کرنے والے ہم ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو اسے سخت کھاری بنا دیں پھر تم کیوں شکر ادا نہیں کرتے؟" (الواقعۃ:68-70)(7)﴿ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴾ "اور تم اس کو ہرگز ذخیرہ کرنے والے نہیں ہو" بارش کے پانی کے بارے میں رب العزت نے وضاحت فرمائی ہے کہ تم اس کا خزانہ جمع کر کے نہیں رکھ سکتے۔ تمہاری یہ قدرت نہیں، وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو تمہارے لیے اس پانی کو خزانہ کر کے رکھ دیتا ہے پھر وہ اسی پانی کو چشموں کی صورت میں بہا دیتا ہے، یہ اس کی رحمت ہے۔

﴿ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ (23) ﴾

"اور بلاشبہ ہم ہی یقیناً زندگی دیتے ہیں اور ہم ہی موت دیتے ہیں اور ہم وارث ہیں۔" (23)

سوال:﴿ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴾ "اور بلاشبہ ہم ہی یقیناً زندگی دیتے ہیں اور ہم ہی موت دیتے ہیں اور ہم وارث ہیں" کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ ﴾ "اور بلاشبہ ہم ہی یقیناً زندگی دیتے ہیں اور ہم ہی موت دیتے ہیں" اللہ تعالیٰ ہی نے زندگی کو ایجاد کیا اور وہی اعادہ کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔(2) اللہ تعالیٰ ہی ساری مخلوقات کو عدم سے وجود میں لاتا ہے، انہیں زندگی عطا کرتا ہے حالانکہ اپنی زندگی سے قبل وہ کچھ بھی نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ ہی زندگی کے بعد موت دیتا ہے اور ایک مقررہ وقت پر دوبارہ اٹھائے گا۔ رب العزت نے فرمایا:﴿ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ﴾ "ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کے چہرے کے" (القصص:88)(3)﴿ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴾ "اور ہم وارث ہیں" اللہ تعالیٰ زمین اور اس کی تمام چیزوں کا وارث ہے۔ رب العزت نے فرمایا:﴿ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴾ "یقیناً ہم ہی زمین کے وارث ہوں گے اور جو اس پر ہے وہ سب ہماری طرف ہی پلٹائے جائیں گے۔" (مریم:40)(4) اللہ تعالیٰ ہی وارث ہے کیونکہ مخلوق فنا ہونے والی اور اللہ تعالیٰ ہی باقی رہنے والا ہے۔ وہ زندہ ہے اس کو کبھی موت نہیں آئے گی جو اس کے وجود کو الگ کر دے۔ رب العزت نے فرمایا:﴿ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ﴾ "اور آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔" (آل عمران:180)(فتح القدیر:160/3)

﴿ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ (24) ﴾

"اور بلاشبہ یقیناً ہم نے جان لیا ہے جو تم میں سے بہت آگے جانے والے ہیں اور بلاشبہ یقیناً ہم نے جان لیا جو بہت پیچھے آنے والے ہیں۔" (24)

سوال:﴿ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴾ "اور بلاشبہ یقیناً ہم نے جان لیا ہے جو تم میں سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہت آگے جانے والے ہیں اور بلاشبہ یقیناً ہم نے جان لیا جو بہت پیچھے آنے والے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنكُم ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے جان لیا ہے جو تم میں سے بہت آگے جانے والے ہیں'' اللہ تعالیٰ پہلے لوگوں کو بھی جانتا ہے۔(2)﴿ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے جان لیا جو بہت پیچھے آنے والے ہیں'' اور بعد میں آنے والے لوگوں کا بھی اس کو علم ہے ۔(3)سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا: ﴿ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ ﴾ سے مراد آدم اور ان کی اولاد میں سے جو گزر چکے اور ﴿ الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴾ سے مراد جو ابھی مردوں کی پشت میں ہیں۔(ابن ابی حاتم:7/2262)(3) اللہ تعالیٰ ہر ایک کے بارے میں انفرادی طور پر علم رکھتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے انفرادی علم کا اندازہ انسان اپنے finger prints سے لگا سکتا ہے۔ہر ایک کے نشانات مختلف ہوتے ہیں دوہرائے نہیں جاتے۔

﴿ وَاِنَّ رَبَّکَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ط اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ (25) ﴾

''اور یقیناً آپ کا ربّ ان سب کو اکٹھا کرے گا بلاشبہ وہ کمال حکمت والا ،سب کچھ جاننے والا ہے۔''(25)

سوال1:﴿ وَاِنَّ رَبَّکَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ط اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴾ ''اور یقیناً آپ کا رب ان سب کو اکٹھا کرے گا بلاشبہ وہ کمال حکمت والا ،سب کچھ جاننے والا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ وَاِنَّ رَبَّکَ ﴾ ''اور یقیناً آپ کا ربّ'' اے رسول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب۔(2)﴿ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ﴾ ''ان سب کو اکٹھا کرے گا'' وہ سب کو قیامت کے دن اکٹھا کرے گا تا کہ ان کا حساب کرے اور انہیں جزا دے۔(3) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی خاک کے ذرے ذرے کا علم رکھتا ہے۔وہ اپنے بندوں کی خاک کو جمع کرنے اور انہیں نئے سرے سے پیدا کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔وہ ضرور اپنی حکمت سے سب کو محشر میں جمع فرمائے گا۔(4)﴿ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ ﴾ ''بلاشبہ وہ کمال حکمت والا'' اللہ تعالیٰ کمال حکمت کی وجہ سے ہر چیز کو اس کے مقام پر رکھتا ہے۔وہی حساب کتاب کے بعد ہر ایک کو اس کے عمل کا بدلہ دے گا۔(5)﴿ عَلِيْمٌ ﴾ ''سب کچھ جاننے والا ہے'' اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے۔وہ جانتا ہے زمین مردوں میں جو کچھ کمی کر رہی ہے۔وہ علم رکھتا ہے کون کیا اعمال کر رہے ہیں اور کس نیت سے کر رہے ہیں۔وہ دل کے بھیدوں کے جاننے والا ہر ایک کو اس کے عمل کی جزا پورے عدل سے دے گا۔(6) یہ حقیقت جس طرح اس کے کمال قدرت کی دلیل ہے، اسی طرح اس کے کمال علم کی بھی دلیل ہے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اول و آخر تمام انسانوں کو ان کی کثرت کے باوجود میدانِ محشر میں جمع کرے گا اور اپنے علم و حکمت کے مطابق ان سے معاملہ کرے گا۔(تیسیر الرحمٰن:1/744)

سوال2:''اللہ تعالیٰ حساب لے گا'' یہ یقین انسان کو کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟

جواب:(1) اللہ تعالیٰ حساب لے گا اس کا یقین اللہ تعالیٰ کی کتاب پر ایمان لانے سے آتا ہے۔(2) اس کا یقین اپنی ذات پر غور و فکر کرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے آتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو دوسرے سے مختلف بنایا ہے۔انسان کے انگوٹھے کا نشان بتاتا ہے کہ اس کے خالق نے اُن جیسا نشان کسی اور کا نہیں بنایا۔وہ انفرادی طور پر ہر ایک کے بارے میں جانتا ہے ہر ایک سے حساب بھی الگ الگ لے گا۔(3)اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کو دیکھ کر یقین آتا ہے کہ قدرت والے رب کے لئے حساب لینے میں کوئی مشکل نہیں۔

رکوع نمبر 3

﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ (26)﴾

''اور ہم نے انسان کو بدبودار کیچڑ سے بجنے والی مٹی سے پیدا کیا''۔(26)

سوال:﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ﴾ ''اور ہم نے انسان کو بدبودار کیچڑ سے بجنے والی مٹی سے پیدا کیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)اللہ رب العزت نے انسان پر اپنے احسان کا ذکر فرمایا ہے﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ﴾''اور ہم نے انسان کو پیدا کیا''یعنی ہم نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔(2)﴿مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ﴾ ''بدبودار کیچڑ سے بجنے والی مٹی سے''﴿صَلْصَال ﴾ یعنی خشک اور بجنے والی﴿ حَمَاٍ ﴾یعنی کیچڑ﴿مَّسْنُوْنٍ ﴾یعنی چکنی مٹی یعنی وہ مٹی جو کیچڑ سے بنی تھی اور خشک ہوگئی یعنی صاف اور شفاف تھی۔(3)﴿ حَمَاءٍ﴾ حماۃ کی جمع ہے بدبودار کیچڑ۔﴿مَسْنُوْن﴾ قالب میں ڈھالی گئی۔(بخاری کتاب التفسیر)(3)﴿حَمَاٍ مَّسْنُوْن ﴾یعنی اس گارے سے پیدا کیا جس میں خشک ہونے کے بعد کھنکھناہٹ کی آواز پیدا ہوجاتی ہے۔جیسے پکی ہوئی ٹھیکری کی آواز۔(تفسیر سعدی:1370/2)

﴿ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ(27) ﴾

اور اس سے پہلے جنوں کو ہم نے آگ کی لپٹ سے پیدا کیا۔(27)

سوال:﴿ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴾'اور اس سے پہلے جنوں کو ہم نے آگ کی لپٹ سے پیدا کیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ﴾ ''اور اس سے پہلے جنوں کو ہم نے پیدا کیا''﴿الْجَآنَّ﴾ سے مراد جنوں کا باپ یعنی ابلیس۔انسان سے پہلے جن آگ سے پیدا کے گئے۔(2)جن پوشیدہ ہیں،آنکھ سے نظر نہیں آتے اس لئے انہیں جن کہتے ہیں۔(3)﴿مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴾ ''آگ کی لپٹ سے''''سموم'' کا معنی ایسی شدید گرم ہوا ہے جو شدت حرارت کی وجہ سے رگ و پے میں گھسی جاتی ہے۔(تیسیر الرحمٰن:744/1)(4)جنوں کو ایسی آگ سے پیدا کیا گیا جس میں ہوا ملی ہوئی تھی۔سموم بمعنی سخت گرم ہوا۔یعنی اتنی گرم ہوا سے جو آگ جیسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گرم ہو اور ہر چیز کو جھلس کر رکھ دے۔ جس سے معلوم ہوا کہ جنوں کی پیدائش میں غالب عنصر آگ تھا۔ ابلیس اصل میں جنوں کی جنس سے تعلق رکھتا تھا مگر اپنی ہمہ وقت عبادت گزاری کی وجہ سے وہ فرشتوں کی صفوں میں شامل ہو گیا تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فرشتے نور سے پیدا کیے گئے ہیں، جن آگ کے شعلے سے پیدا کیے گئے اور آدم علیہ السلام اس چیز (مٹی) سے پیدا کیے گئے جس کا ذکر (قرآن مجید میں) کیا گیا ہے۔ (صحیح مسلم:7495)

﴿ وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ(28) ﴾

''اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ یقیناً میں بدبودار کیچڑ سے بجنے والی مٹی سے ایک انسان پیدا کرنے والا ہوں''۔(28)

سوال: ﴿وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ﴾ ''اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ یقیناً میں بدبودار کیچڑ سے بجنے والی مٹی سے ایک انسان پیدا کرنے والا ہوں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿ وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ﴾ ''اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا'' اے ہمارے رسول یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا'' یہ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے کا ذکر ہے۔ (2) ﴿اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ﴾ ''یقیناً میں بدبودار کیچڑ سے بجنے والی مٹی سے ایک انسان پیدا کرنے والا ہوں'' مفسرین لکھتے ہیں کہ لفظ 'صلصال' کو بار بار دہرانے سے مقصود حضرت انسان کو اس کی اصل کی یاد دہانی کراتے رہنا ہے، تاکہ کبر و نخوت میں پڑ کر تمرد و سرکشی کی زندگی نہ اختیار کرے۔ (تیسیر الرحمٰن:745/1)

﴿ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ(29) ﴾

پھر جب میں اسے پورا بنا دوں اور اپنی روح سے اس میں پھونک دوں تو اس کے آگے سجدہ کرتے ہوئے گر جانا۔(29)

سوال: ﴿ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ﴾ ''پھر جب میں اسے پورا بنا دوں اور اپنی روح سے اس میں پھونک دوں تو اس کے آگے سجدہ کرتے ہوئے گر جانا'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ﴾ ''پھر جب میں اسے پورا بنا دوں'' یعنی جب میں اس کے جسم کو پورا بنا چکوں یعنی اس کی تخلیق کو پورا کر چکوں۔ (2) ﴿وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ﴾ ''اور اپنی روح سے اس میں پھونک دوں'' روح پھونکنے کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا ہلکا سا پر تو انسان میں پیدا ہو جائے اور انسان کو دوسرے جانداروں سے زیادہ عقل و تمیز، قوت ارادہ و اختیار، مختلف اشیاء کے خواص معلوم کرنے کا علم نیز غور و فکر کے ذریعہ استنباط یا نتائج حاصل کرنے کا علم دیا گیا ہے۔ یہ سب کچھ اسی نفخہ کا نتیجہ ہے اور اسی بنا پر انسان زمین میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ بنایا گیا۔ (تیسیر القرآن:481،482/2) (3) ﴿فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ﴾ '' تو اس کے آگے سجدہ کرتے ہوئے گر جانا'' یعنی آدم کو سجدہ کرو یعنی اللہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کی عزت اور آدم علیہ السلام کی عزت وتکریم کے لئے نہیں۔

﴿ فَسَجَدَ الۡمَلٰٓـئِكَةُ كُلُّهُمۡ اَجۡمَعُوۡنَ (30) ﴾

''تو ان سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا''۔(30)

سوال:﴿فَسَجَدَ الۡمَلٰٓـئِكَةُ كُلُّهُمۡ اَجۡمَعُوۡنَ ﴾''تو ان سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''تو ان سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا'' فرشتے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے۔ان سب نے سجدہ کیا۔

﴿ اِلَّاۤ اِبۡلِيۡسَ ؕ اَبٰٓى اَنۡ يَّكُوۡنَ مَعَ السّٰجِدِيۡنَ (31) ﴾

''مگر ابلیس نے انکار کردیا کہ وہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہو''۔(31)

سوال:﴿ اِلَّاۤ اِبۡلِيۡسَ ؕ اَبٰٓى اَنۡ يَّكُوۡنَ مَعَ السّٰجِدِيۡنَ ﴾''مگر ابلیس نے انکار کردیا کہ وہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)ابلیس نے سیدنا آدم علیہ السلام کی دشمنی کی وجہ سے سجدہ کرنے سے انکار کیا،کفر' غرور اور تکبر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا حکم ٹھکرا دیا۔(2)ابلیس نے اپنے نفس کی تعظیم کی،اپنے آپ کو بڑا جانا اور حسد کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی بات ثبت ہوگئی۔(2) یہ نسل انسانی کے ساتھ ابلیس کی دشمنی کا آغاز تھا۔

﴿ قَالَ يٰۤاِبۡلِيۡسُ مَا لَـكَ اَلَّا تَكُوۡنَ مَعَ السّٰجِدِيۡنَ (32) ﴾

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''اے ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ شامل نہ ہوا؟''(32)

سوال:﴿ قَالَ يٰۤاِبۡلِيۡسُ مَا لَـكَ اَلَّا تَكُوۡنَ مَعَ السّٰجِدِيۡنَ ﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''اے ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ شامل نہ ہوا؟'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''اے ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ شامل نہ ہوا؟''اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے یہ سوال کیا تھا کہ کس چیز نے تجھے فرشتوں کے سجدے کے ساتھ شامل ہونے سے روکا؟(2)ابلیس کو حسد نے سجدہ کرنے سے روکا۔

﴿ قَالَ لَمۡ اَكُنۡ لِّاَسۡجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقۡتَهٗ مِنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ (33) ﴾

اس نے کہا:''میں ایسا نہیں ہوں کہ اس انسان کو سجدہ کروں جس کو تو نے بدبودار کیچڑ سے بجنے والی مٹی سے پیدا کیا ہے۔''(33)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال1:﴿ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ﴾ " اس نے کہا: ''میں ایسا نہیں ہوں کہ اس انسان کو سجدہ کروں جس کو تو نے بدبودار کیچڑ سے بجنے والی مٹی سے پیدا کیا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ﴾ ''اس نے کہا: ''میں ایسا نہیں ہوں کہ اس انسان کو سجدہ کروں'' ابلیس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلے میں تکبر، سرکشی اور خود پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ میں آدم کو سجدہ نہیں کروں گا اور اس کی وجہ یہ بتائی۔(2)﴿ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ﴾ ''جس کو تو نے بدبودار کیچڑ سے بجنے والی مٹی سے پیدا کیا ہے'' ابلیس نے اپنی شان بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں اس لئے سجدہ نہیں کروں گا کہ آگ کو مٹی پر شرف حاصل ہے یعنی انسان تو مٹی سے بنا ہے اور آگ مٹی کو کھا جاتی ہے۔(جامع البیان:34/14)(3)رب العزت نے فرمایا:﴿ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ط خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ﴾ ''میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔'' (ص:76)(4)ابلیس نے حسد، کفر، عناد اور تکبر کی وجہ سے سارے فرشتوں کے سامنے سجدہ کرنے سے انکار کیا۔(تفسیر منیر:337/7)(5)یہ شیطان کا فلسفہ ہے جس کا شکار خود انسان ہو گئے اور اسی وجہ سے رسولوں کی بشریت کے منکر ہو گئے۔

سوال2:حسد اور تکبر کا انجام کیا ہے؟

جواب:(1)حسد اور تکبر اجتماعی خرابیوں کی جڑ ہے۔(2)انسان جب ان بیماریوں میں مبتلا ہوتا ہے تو شیطان کا پیروکار بنتا ہے۔

سوال3:انسان کی زندگی میں حسد اور تکبر کے مواقع آئیں تو اسے کیا کرنا چاہئے؟

جواب:انسان کی زندگی میں حسد اور تکبر کے مواقع آئیں تو (1)انسان کو ایسے موقعوں پر جلن کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔(2)انسان کو فرشتوں کی پیروی کرنی چاہئے۔

﴿ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ (34)﴾

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''پھر یہاں سے نکل جا بلاشبہ تو مردود ہے''۔(34)

سوال:﴿قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''پھر یہاں سے نکل جا بلاشبہ تو مردود ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿قَالَ﴾ اللہ رب العزت نے شیطان کو کہا۔(2)﴿ فَاخْرُجْ مِنْهَا ﴾ ''پھر یہاں سے نکل جا'' ''منھا'' کی ضمیر سے مراد ''معزز و مکرم فرشتوں کی جماعت'' ہے۔(تیسیر الرحمٰن:745/1)(3)یعنی تم جنت سے نکل جاؤ۔(ایسر التفاسیر:740)(4)﴿فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ﴾ ''بلاشبہ تو مردود ہے'' ''رجیم'' سے مراد ہر خیر اور ہر عزت و تکریم سے محروم کیا گیا ہے۔(تیسیر الرحمٰن:745/1)یعنی تم رد کر کے ہر بھلائی سے دور کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیے گئے۔

﴿ وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ (35) ﴾

''اور بے شک جزا کے دن تک تجھ پر خاص لعنت ہے۔'' (35)

سوال: ﴿ وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴾ ''اور بے شک جزا کے دن تک تجھ پر خاص لعنت ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿ وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ ﴾ ''اور بے شک تجھ پر خاص لعنت ہے'' لعن کے لفظی معنی دور کر دینا اور دھتکار دینا ہیں۔ لعنت کا لفظ عذاب کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ (2) ابلیس کے اوپر آسمان والے فرشتے اور زمین کے اہل ایمان لعنت کرتے رہیں گے۔ (3) ﴿ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴾ ''جزا کے دن تک'' قیامت تک سے محاورے میں مراد دوام ہوتی ہے یہ امر مراد نہیں کہ قیام قیامت کے بعد ابلیس کی ملعونیت جاتی رہے گی۔ (تفسیر ماجدی: 739/2) (4) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (قیامت کے روز) سب سے پہلے ابلیس کو آگ کا لباس پہنایا جائے گا۔ وہ اسے پیشانی پر رکھ کر پیچھے سے گھسیٹتا پھرے گا۔ اس کی اولاد (یعنی اس کے پیروکار) اس کے پیچھے پیچھے ہوں گے، ابلیس اپنی موت اور ہلاکت کو پکارتا پھر رہا ہوگا۔ اس کے پیروکار بھی موت اور ہلاکت کو پکاریں گے حتیٰ کہ جب وہ آگ کے اوپر کھڑے ہوں گے تو ابلیس کہے گا ہائے موت (اس کے ساتھ) اس کے پیروکار بھی کہیں گے ہائے موت! اس پر ان سے کہا جائے گا آج ایک موت کو نہیں بہت سی موتوں کو پکارو۔ (مسند احمد)

﴿ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (36) ﴾

اس نے کہا: ''اے میرے رب! پھر مجھے تو اس دن تک مہلت دے جب وہ اٹھائے جائیں گے۔'' (36)

سوال: ﴿ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴾ اُس نے کہا: ''اے میرے رب! پھر مجھے تو اس دن تک مہلت دے جب وہ اٹھائے جائیں گے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْ ﴾ اس نے کہا: ''اے میرے رب! پھر مجھے تو مہلت دے'' ابلیس نے آدم علیہ السلام سے حسد کی وجہ سے مہلت مانگ لی۔ (2) ﴿ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴾ ''اس دن تک مہلت دے جب وہ اٹھائے جائیں گے۔'' یہ مہلت قیامت کے دن تک کے لیے مانگی۔

﴿ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ (37) ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''بے شک تو مہلت دیئے گئے لوگوں میں سے ہے۔''(37)

سوال:﴿قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ﴾''اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''بے شک تو مہلت دیئے گئے لوگوں میں سے ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)''اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''بے شک تو مہلت دیئے گئے لوگوں میں سے ہے''ابلیس کی دعا استدراج کے طور پر قبول کر لی گئی۔(مختصر ابن کثیر:964/1)(2)اللہ تعالیٰ کا شیطان کی دعا کو قبول کر لینا اس کے حق میں اکرام وتکریم نہیں، بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شیطان اور بندوں کے لئے ابتلاء اور امتحان ہے، تاکہ دشمن میں سے اس کا وہ سچا بندہ الگ ہو جائے جو اس کی اطاعت کرتا ہے۔ بنابریں اللہ تعالیٰ نے ہمیں شیطان مردود سے بہت ڈرایا ہے اور کھول کھول کر بیان کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے۔(تفسیر سعدی:1371/2)

﴿اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ (38)﴾

''ایسے وقت کے دن تک جو معلوم ہے۔''(38)

سوال:﴿اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ﴾''ایسے وقت کے دن تک جو معلوم ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ﴾''ایسے وقت کے دن تک جو معلوم ہے''ابن عباس نے کہا: اس سے مراد نفخہ اولیٰ ہے(یعنی جب پہلی بار صور پھونکا جائے گا) یا وہ وقت جب ساری مخلوق کی موت واقع ہوگی۔ یہ بھی کہا گیا کہ اس سے مراد وہ وقت ہے جس کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے، ابلیس نہیں جانتا جب ابلیس کو موت آجائے گی اور اسے دوبارہ اٹھایا جائے گا۔(قرطبی:20/5)

﴿قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ (39)﴾

''اس نے کہا:''اے میرے رب! اس وجہ سے کہ تو نے مجھے بہکایا ہے، میں زمین میں ضرور ان کے لیے(گناہ) مزین کروں گا اور میں ان سب کو ضرور بہکاؤں گا۔''(39)

سوال:﴿قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾''اس نے کہا:''اے میرے رب! اس وجہ سے کہ تو نے مجھے بہکایا ہے، میں زمین میں ضرور ان کے لیے(گناہ) مزین کروں گا اور میں ان سب کو ضرور بہکاؤں گا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ﴾''اس نے کہا:''اے میرے رب! اس وجہ سے کہ تو نے مجھے بہکایا ہے، میں زمین میں ضرور ان کے لیے(گناہ) مزین کروں گا''ابلیس نے دل میں چھپے حسد کو کھولتے ہوئے کہا کہ جیسے آپ نے مجھے گمراہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے میں بھی آدم کے بچوں کے دلوں میں گناہوں کی محبت کو بوؤں گا، ان کے اندر نافرمانیوں کی رغبت پیدا کروں گا۔(2) میں انہیں ایسی بہاریں دکھاؤں گا کہ انہیں لحہ لحہ گناہوں میں مزا آئے گا۔(3) میں ان کے سامنے دنیا کو ایسے مزین کروں گا اور انہیں اس طرح سے آمادہ کروں گا کہ انہیں گناہوں کے بغیر چین ہی نہیں آئے گا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِیْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ (١٦) ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْ مبَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ط وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ (١٧)﴾ ابلیس نے کہا پھر اس وجہ سے کہ آپ نے مجھے گمراہ کیا ہے یقیناً میں ان کے لیے آپ کے سیدھے راستے میں ضرور بیٹھوں گا۔ پھر میں لازماً ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے اور ان کے دائیں سے اور ان کے بائیں سے ان پر آؤں گا اور آپ ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائیں گے۔(الاعراف:16,17)(4) میں ان کے کردار کو داغ دار بنائے بغیر چین سے نہیں بیٹھوں گا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِیْ كَرَّمْتَ عَلَیَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ ''اس نے کہا کیا تو نے دیکھا یہ شخص جس کو تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے؟ یقیناً اگر تو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے گا تو بہت تھوڑے لوگوں کے سوا اس کی پوری نسل کو ہر صورت جڑ سے اکھاڑ پھینکوں گا۔''(بنی اسرائیل:62)(5)﴿وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ ''اور میں ان سب کو ضرور بہکاؤں گا''یعنی میں سب کے سب انسانوں کو بہکاؤں گا اور انہیں سیدھے راستے سے گمراہ کر دوں گا۔(6) اغوا سے مراد حق سے، اللہ تعالیٰ کے راستے سے اور اس کی سنتوں سے اغوا ہونا ہے۔(الاساس فی التفسیر:2882/6)(7) سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک شیطان انسان میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔''(بخاری:3281)

سوال2: تزئین سے کیا مراد ہے؟

جواب: تزئین شیطان کا ہتھیار ہے اور اغوا اس کا طریقہ کار ہے۔

سوال3: ابلیس باطل کی تزئین کیسے کرتا ہے؟

جواب: (1) لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے ابلیس حق کو باطل اور باطل کو حق بنا کر پیش کرتا ہے اور انسان کو باطل خوب صورت اور حق بدنما ہو کر نظر آتا ہے۔(2) حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شیطان کی ایک فریب کاری یہ بھی ہے کہ وہ انسان کو مکر وفریب میں مبتلا کرنے کے لیے ہمیشہ اس کی عقل پر اپنا جادو جگاتا ہے۔ اس کی جادوگری سے وہی شخص بچ سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ بچائے رکھے۔ انسان کے لیے جو چیز ضرر رساں ہو شیطان اسے اتنی خوش نما بنا کر پیش کرتا ہے کہ وہ اسے سب سے زیادہ مفید معلوم ہوتی ہے۔ اللہ اکبر شیطان نے اس فسوں کاری سے کتنے انسانوں کو بہکایا۔ دل وایمان کے درمیان اس سے کتنی دیواریں کھڑیں کیں باطل کو رنگ وروغن کر کے کتنی حسین شکل میں نمایاں کیا اور حق کو مسخ کر کے اس کی کتنی بھدی صورت دکھائی۔ سکے پرکھنے والوں کی نگاہوں میں کتنے کتنے کھوٹے سکے کھرے بتائے۔ اہل بصیرت کو کتنے مکر وفریب دیئے۔ وہی تو ہے جس نے لوگوں کے دل ودماغ پر جادو کر کے انہیں مختلف مذاہب اور بے شمار راہوں پر ڈال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیا۔انہیں گمراہی کا ہر راستہ دکھایا۔تباہی کے ہر کھڈ میں گرایا۔بتوں کی پرستش،رشتہ داروں سے قطع تعلق،ماں بہنوں سے شادی اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کو اچھا بتایا۔کفر وفسق اور عصیان ونافرمانی کے باوجود اس نے لوگوں سے جنت کا وعدہ کیا اور ان کے لیے تعظیم کی عظیم شکل میں شرک کا چور دروازہ کھول دیا۔اللہ تعالیٰ کی صفات علو وتکلم کو تنزیہہ کا نام دیا۔امر بالمعروف ونہی عن المنکر چھوڑنے کو لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی اور یاری بتایا اور اللہ تعالیٰ کے اس قول:﴿عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ﴾ تم اپنی فکر کرو پر عمل درآمد اور رسول کی سنت سے اعراض کو تقلید کے سانچے میں پیش کیا۔(اغاثۃ اللھفان:130/1) (3)سیدنا آدم علیہ السلام کو بہکانے کے لیے ابلیس نے اسی ہتھکنڈے کو استعمال کیا تھا۔جس درخت کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے حرام کردیا تھا شیطان نے اس کا پھل کھانے کو اچھا بتایا اور آدم سے باصرار کہنے لگا کہ یہ شجرۃ خلد ہے اس کا پھل کھالو تو ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہوگے یا فرشتہ بن جاؤگے۔آدم علیہ السلام نے اس کی بات مان لی ۔انجام کار انہیں جنت سے نکلنا پڑا۔آج شیطان نوازوں کو دیکھیے وہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے کس طرح اس ہتھکنڈے کو استعمال کررہے ہیں۔کمیونزم اور سوشلزم کو دیکھیے۔لوگ کہتے ہیں کہ ان ہی نظریات کے ذریعہ سے انسانیت کو حیرانی وپریشانی تباہی وبھکمری سے نجات مل سکتی ہے۔پھر ان تحریکوں کو دیکھو جو عورت کی آزادی کے نام پر خاتون خانہ کی بجائے ''سبھا کی پری'' بنانے پر تلی ہوئی ہیں اور آرٹ کے نام پر ان بے ہودہ ڈراموں کو اسٹیج کرنے کی روادار علمبردار ہیں جن میں عزت وناموس کو پیروں تلے روندا جاتا اور اخلاقی اقدار کی دھجیاں اڑائی جاتی ہیں۔ان افکار پر بھی نظر ڈالو جو افزائش اور وافر نفع کے نام پر زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کرنے کے لیے سودی بینکوں میں روپے جمع کروانے کے پروپیگنڈے میں مصروف ہیں۔ان نظریات پر بھی غور کرو جن کے یہاں مذہب پر عمل درآمد قدامت پسندی،دقیانوسیت اور ملائیت ہے اور مبلغین اسلام مشرقی ومغربی ملکوں کے ایجنٹ۔یہ سب شیطان کے اسی ہتھکنڈے کا تسلسل ہے جس کے ذریعہ سے اس نے بہت پہلے آدم کو بہکایا تھا یعنی باطل کو دیدہ زیب ودل فریب بنانا اور حق کے چہرے پر کالک لگا کر لوگوں کو اس سے متنفر کرنا۔رب العزت نے فرمایا:﴿تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ﴾ '' اللہ تعالیٰ کی قسم!بلاشبہ یقیناً آپ سے پہلے بھی بہت سی امتوں کی طرف ہم نے رسول بھیجے۔پھر شیطان نے ان کے لیے ان کے اعمال کو خوش نما بنادیا۔''(النحل:63) واللہ یہ بڑا خطرناک حربہ ہے اس لیے کہ انسان کے سامنے کوئی غلط چیز مزین کرکے پیش کردی جائے اور وہ اسے صحیح سمجھ بیٹھے تو جس چیز کو اس نے صحیح سمجھا ہے اس کے حصول کے لیے وہ پوری قوت سے کھڑا ہو جاتا ہے خواہ اسے اس کی اپنی قربانی ہی کیوں نہ دینی پڑے۔﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا (103) اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا﴾ '' آپ کہہ دو کیا ہم تمہیں بتائیں جو لوگ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ خسارے والے ہیں؟وہ لوگ جن کی محنت دنیا کی زندگی میں ہی کھوگئی اور وہ سمجھتے رہے کہ یقیناً وہ ایک اچھا کام کررہے ہیں۔''(الکھف:103,104) یہی وجہ ہے کہ اہل کفر دنیا کو ترجیح دیتے اور آخرت سے تغافل برتتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ﴾ ''اور ہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے ان پر برے دوست مسلط کر دیئے ہیں تو انہوں نے ان کے آگے اور ان کے پیچھے سے ہر چیز کو ان کے لیے خوش نما بنا دیا''(حم السجدہ:25)علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شیطان ہی سے اس کے گرگوں کو یہ ہنر وراثت میں ملا ہے کہ وہ حرام چیزوں کا ایسا نام رکھتے ہیں جس نام کی چیز کو انسان کا دل پسند کرتا ہے جیسے شراب کو اصل مزہ، جوئے کو آرام کی روٹی، سود کو لین دین اور ظالمانہ ٹیکس کو شاہی حقوق کا نام دے دیا گیا ہے۔آج سود کو انٹرسٹ اور رقص وسرود، گانوں ڈراموں اور تصویروں ومجسموں کو آرٹ بتایا جا رہا ہے، جنوں کا نام خرد رکھ دیا، خرد کا جنوں جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔(4)افراط وتفریط:اس سلسلہ میں علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:اللہ تعالیٰ جب کوئی حکم صادر کرتا ہے تو اس کے بارے میں شیطان کی دو خواہشیں ہوتی ہیں یا تو اس میں کمی وکوتاہی کی جائے یا زیادتی وغلو۔اس کی بلا سے بندہ دونوں میں سے کوئی بھی غلطی کرے۔شیطان انسان کے دل کے پاس آتا ہے اور اسے سونگھتا ہے۔اگر اس میں پست ہمتی، تن آسانی اور سہل پسندی کی صفت ہوتی ہے تو وہ اس کے دروازہ سے انسان پر حملہ کرتا ہے چنانچہ اس کی حوصلہ شکنی کر کے فرائض کی انجام دہی سے روک دیتا ہے۔اس پر تن آسانی اور آرام طلبی مسلط کر دیتا ہے اور اس کے لیے تاویل وتوجیہہ کا دروازہ کھول دیتا ہے۔پھر وہ وقت بھی آتا ہے جب انسان تمام احکام سے کلی طور پر آزاد ہو جاتا ہے۔اگر انسان کے دل میں حقیقت پسندی، احتیاط اور جوش وولولہ ہوتا ہے اور شیطان کو اس پر اس دروزاہ سے حملہ کرنے کی توقع نہیں رہتی ہے تو وہ اسے ضرورت سے زیادہ اجتہاد کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔اس سے کہتا ہے کہ تمہارے لیے اتنا کافی نہیں تم تو اس سے زیادہ کر سکتے ہو۔تمہیں ان سے زیادہ عمل کرنا چاہیے۔اگر وہ سوتے ہیں تو تمہیں سونا نہیں چاہیے۔وہ افطار کرتے ہیں تو تمہیں افطار نہیں کرنا چاہیے۔ان کو سستی لاحق ہوتی ہے تو تمہیں سستی لاحق نہیں ہونی چاہیے۔اگر کوئی اپنا چہرہ تین تین مرتبہ دھوئے تو تمہیں سات سات مرتبہ دھونا چاہیے۔وہ نماز کے لیے وضو کرتے ہیں تو تمہیں غسل کرنا چاہیے اور اسی طرح دوسرے کاموں میں افراط اور ناجائز زیادتی کی ترغیب دیتا ہے۔غرض یہ کہ اسے غلو، انتہا پسندی اور صراط مستقیم کی راہ سے آگے بڑھا دیتا ہے جیسا کہ پہلے شخص کو صراط مستقیم تک پہنچنے نہیں دیتا اور دوسری صورت میں آگے نکل جاتا ہے۔اکثر لوگ اس فتنہ کا شکار ہوئے۔اس سے نجات کی صورت صرف اور صرف گہرے علم، مضبوط ایمان، شیطان کی مخالفت کی طاقت اور اعتدال کی راہ اپنانے میں ہے۔واللہ المستعان۔(الوابل الصیب:19)

﴿ اِلَّا عِبَادَکَ مِنۡهُمُ الۡمُخۡلَصِيۡنَ (40)﴾

''مگر ان میں تیرے وہ بندے جو خالص کیے ہوئے ہیں۔''(40)

سوال1:﴿اِلَّا عِبَادَکَ مِنۡهُمُ الۡمُخۡلَصِيۡنَ﴾''مگر ان میں تیرے وہ بندے جو خالص کیے ہوئے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)''مگر ان میں تیرے وہ بندے جو خالص کیے ہوئے ہیں''یعنی جو تیرے مخلص بندے ہوں گے اور اپنے دین واعمال کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کریں گے ان پر میرا داؤ نہیں چلے گا۔(تیسیر الرحمن:746/1)(2)وہ بندے جن کو آپ نے اخلاص، ایمان اور توکل کی وجہ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چن کر خالص کرلیا ان پر میرا بس نہیں۔(3) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ وہ تو تمہارے دلوں اور اعمال کی طرف دیکھتا ہے۔(مسلم:6543)

سوال2: مخلص بندوں پر شیطان کا زور کیوں نہیں چلتا؟

جواب: (1) مخلص بندوں کی نظریں رب پر لگی ہوتی ہیں۔ مخلص بندوں پر شیطان کا داخلہ بند ہوتا ہے۔ مخلص بندے شیطان کے وسوسوں پر نہیں چلتے۔(2) سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے شیطان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے معصیتوں کو سجا سنوار کر پیش کیا تو انہوں نے استغفار کے ذریعے میری کمر توڑ دی، اس کے بعد میں نے ایسے گناہ آراستہ کیے جن سے وہ اللہ تعالیٰ سے استغفار نہیں کرتے، یہ گناہ خواہشات نفسانی ہیں۔ شیطان نے سچ کہا ہے لوگوں کو ان امور میں یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ وہ گناہ کی طرف جا رہے ہیں اس لئے استغفار ہی کیا کریں گے؟(احیاء علوم) (3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ اور ابلیس نے ان پر اپنا گمان سچ کر دکھایا پھر ایمان والوں کے ایک گروہ کے سوا سب نے اس کی پیروی کی۔(سبا:20)

﴿قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ (41)﴾

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”یہ راستہ ہے جو مجھ تک سیدھا ہے۔“(41)

سوال: ﴿قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ﴾ ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”یہ راستہ ہے جو مجھ تک سیدھا ہے“ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالَ﴾ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔(2) ﴿هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ﴾ ”یہ راستہ ہے جو مجھ تک سیدھا ہے“ یعنی یہ اعتدال والا راستہ مجھ تک اور میرے معزز گھر تک پہنچاتا ہے۔(2) مجاہد نے کہا: ﴿صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ﴾ کا معنی سچا راستہ جو اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف جاتا ہے۔(بخاری کتاب التفسیر)

﴿اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ (42)﴾

”بے شک میرے بندوں پر تیرے لیے کوئی غلبہ نہیں ہوگا مگر جو گمراہوں میں سے تیرے پیچھے چلیں گے۔“(42)

سوال1: ﴿اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ﴾ ”بے شک میرے بندوں پر تیرے لیے کوئی غلبہ نہیں ہوگا“ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ عِبَادِيْ﴾ ”بے شک میرے بندوں پر“ یعنی جو اہل ایمان اور اہل تقویٰ ہوں گے۔(تفسیر الثعالبی:401/3)(2) ﴿لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ﴾ ”تیرے لیے کوئی غلبہ نہیں ہوگا“ یعنی میرے بندوں پر تیرا بس نہیں چلے گا کہ تم انہیں گمراہ کرسکو جن کے لیے میں نے ہدایت لکھ دی ہے تم ان تک نہیں پہنچ سکو گے۔(3) میرے بندوں کے گمراہ نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ وہ اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس کے احکامات کی فرماں برداری کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں شیطان کے طریقہ واردات سے بچا لیتے ہیں۔

سوال2:﴿ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْغٰوِیْنَ﴾ ''مگر جو گمراہوں میں سے تیرے پیچھے چلیں گے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1) ''مگر جو گمراہوں میں سے تیرے پیچھے چلیں گے'' الضال بھی گمراہ کو کہتے ہیں مگر اس گمراہ کو جو حق کو جانے بغیر اس کو چھوڑ دے۔ الغاوی اس گمراہ کو کہتے ہیں جو حق کو پہچان کر اسے چھوڑ دے۔(2) جو جان بوجھ کر میری اطاعت کی بجائے تمہاری اور کافروں کی اطاعت پر راضی ہو گیا۔(3) یعنی تمہاری دعوت اور وسوسے ان پر اثر انداز ہوں گے جنہوں نے شرک کیا۔(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَا کَانَ لَہٗ عَلَیْھِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَۃِ مِمَّنْ ھُوَ مِنْھَا فِیْ شَکٍّ ؕ وَرَبُّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظ﴾ اور ابلیس کا ان پر کوئی اقتدار نہ تھا مگر یہ اس لیے ہوا تا کہ ہم یہ معلوم کر لیں کہ کون ان میں سے آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور کون ہے جو اس کی طرف سے شک میں مبتلا ہے۔(سبا:21)(5) رب العزت نے فرمایا:﴿ اِنَّہٗ لَیْسَ لَہٗ سُلْطٰنٌ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ (۹۹) اِنَّمَا سُلْطٰنُہٗ عَلَی الَّذِیْنَ یَتَوَلَّوْنَہٗ وَالَّذِیْنَ ھُمْ بِہٖ مُشْرِکُوْنَ ﴾ یقیناً ان لوگوں پر اس کا کچھ غلبہ نہیں جو ایمان لائے اور جو اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں یقیناً اس کا زور تو صرف ان ہی لوگوں پر چلتا ہے جو اسے اپنا سرپرست بناتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والے ہیں۔(النحل:99,100)

سوال2: شیطان کی پیروی سے کیسے بچیں؟

جواب:(1) سیدنا عبداللہ عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں' سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ''جابیہ'' مقام پر ایک خطبہ دیا اور یوں فرمایا:''رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان اس طرح کھڑے ہوئے جس طرح میں کھڑا ہوں اور فرمایا: تم میں سے جو وسط جنت کا ارادہ رکھتا ہے اسے جماعت کو لازم پکڑنا چاہیے، کیونکہ شیطان ایک آدمی کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ دو آدمیوں سے دور رہتا ہے۔(تلبیس ابلیس)(2) سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول ﷺ نے اپنے دست مبارک سے ایک خط کھینچا پھر اسی طرح گویا ہوئے:''یہ اللہ تعالیٰ کا سیدھا راستہ ہے'' پھر آپ نے اس کے دائیں اور بائیں خط کھینچے اور یوں فرمایا:''ان راستوں میں سے کوئی بھی راستہ ایسا نہیں ہے مگر اس پر شیطان موجود ہے جو اپنی دعوت دے رہا ہے''۔اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:﴿ وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ ج وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ ﴾ اور یقیناً یہی میرا سیدھا راستہ ہے اسی کی پیروی کرو اور دوسرے راستوں کی پیروی نہ کرو۔(الانعام:153)(تلبیس ابلیس)(3) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے وہ خطبہ سنا جو انہوں نے وفات نبوی ﷺ کے دوسرے دن پڑھا تھا جس دن مسلمانوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی تھی۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے منبر پر چڑھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پہلے خطبہ پڑھا، پھر کہا: امابعد! اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لیے وہ چیز (آخرت) پسند کی جو اس کے پاس تھی اس کے بجائے جو تمہارے پاس تھی یعنی دنیا، اور یہ کتاب اللہ موجود ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے تمہارے رسول کو دین وسیدھا راستہ بتایا۔پس اسے تم تھامے رہو تو ہدایت یاب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہو گے یعنی اس راستے پر رہو گے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو بتلایا تھا۔(صحیح بخاری:7269)(4) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: سب سے اچھی بات کتاب اللہ ہے اور سب سے اچھا طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے اور سب سے بری نئی بات (بدعت) پیدا کرنا ہے (دین میں) اور بلاشبہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ آکر رہے گی اور تم پروردگار سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے۔(صحیح بخاری:7277)

﴿ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ (43)﴾

''اور بے شک جہنم یقیناً ان سب کے وعدے کی جگہ ہے۔''(43)

سوال1:﴿ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴾''اور بے شک جہنم یقیناً ان سب کے وعدے کی جگہ ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1) یعنی شیاطین کے تمام پجاریوں کے لیے، ابلیس اور اس کے لشکروں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔(2) رب العزت نے فرمایا:﴿ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ط اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ط وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ج فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ق اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾'' کیا پھر وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل پر ہے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لیے ایک گواہ بھی آ گیا اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب راہ نما اور رحمت تھی۔ ایسے ہی لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں اور گروہوں میں سے جو اس سے کفر کرے گا تو اس کے وعدے کی جگہ آگ ہے، پھر تم اس کے بارے میں کسی شک میں نہ ہو یقیناً یہ حق ہے تمہارے رب کی طرف سے مگر اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔(ھود:17)(3) جو جماعت قرآن کو نہ مانے اس کے وعدے کی جگہ آگ ہے۔

﴿ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ط لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ (44)﴾

''اس کے سات دروازے ہیں، ہر دروازے کا ان میں سے تقسیم شدہ حصہ ہے۔''(44)

سوال:﴿ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ط لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴾''اس کے سات دروازے ہیں، ہر دروازے کا ان میں سے تقسیم شدہ حصہ ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ﴾''اس کے سات دروازے ہیں'' یعنی جہنم کے سات دروازے ہیں اور لوگ ہر دروازے کے لیے بٹے ہوئے ہیں اسی سے وہ جہنم میں جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو جہنم سے بچائے۔ آمین۔(مختصر ابن کثیر:965/1) جہنم کے سات درجے ہیں۔ پہلا جہنم، دوسرا لظیٰ، تیسرا حطمہ، چوتھا سعیر، پانچواں سقر، چھٹا جحیم، ساتواں ھاویہ۔ ہر دروازہ دوسرے دروازے سے نیچے ہوگا۔(2)﴿ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴾''ہر دروازے کا ان میں سے تقسیم شدہ حصہ ہے'' یعنی ابلیس کے پیروکاروں میں سے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جہنم کے سات دروازے ہیں۔ان میں سے ایک دروازہ ان لوگوں کے لئے ہے جو میری امت پر تلوار اٹھائیں۔(ترمذی)(4)﴿ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ﴾ ''تقسیم شدہ حصہ ہے''یعنی ان کے اعمال کے مطابق۔رب العزت کا ارشاد ہے:﴿ فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ (٩٤) وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴾''پھر وہ اوندھے منہ اس میں ڈال دیئے جائیں گے وہ اور بہکے ہوئے لوگ اور ابلیس کا لشکر سب کے سب''۔(الشعراء:94,95)(6) جہنم میں توحید پرست جنہیں کچھ عرصہ بعد سفارش پر نکال لیا جائے گا۔دوسرے درجے میں یہودی،تیسرے درجے میں عیسائی،چوتھے درجے میں صابی،پانچویں درجے میں مجوسی،چھٹے درجے میں مشرکین ،ساتویں درجے میں منافقین۔(فتح القدیر)(7) رب العزت کا فرمان ہے:﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ج وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا﴾'' یقیناً منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے اور ان کے لیے آپ ہرگز کوئی مددگار نہ پاؤگے''(النساء:145)(8) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب سے روایت ہے کہ انھوں نے عرض کیا: یا رسول ﷺ! ابو طالب آپ کی حفاظت کرتے تھے اور آپ ﷺ کے لئے (دوسرے لوگوں سے) ناراض ہوتے تھے،کیا یہ چیز ان کے کسی کام آئے گی؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا''ہاں! اب وہ جہنم کے اوپر کے درجہ میں ہیں اگر میں ان کے لئے سفارش نہ کرتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں ہوتے۔(مسلم،کتاب الایمان)(9) سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: قیامت کے دن دوزخ والوں میں سب سے ہلکا عذاب اس آدمی کو ہوگا جس کے پاؤں کے نیچے آگ کے دو انگارے ہوں گے جن کی وجہ سے اس کا دماغ کھول رہا ہوگا۔(صحیح مسلم:516) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے جہنم سے بھاگنے والے کسی شخص کو (آرام کی نیند) سوتے نہیں دیکھا نہ ہی جنت کے کسی خواہش مند کو (آرام کی نیند) سوتے دیکھا ہے۔(ترمذی)

رکوع نمبر 4

﴿ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ (45) ﴾

''بلاشبہ متقی باغوں اور چشموں میں ہوں گے''۔(45)

سوال: ﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ﴾ 'بلاشبہ متقی باغوں اور چشموں میں ہوں گے'' کی وضاحت کریں؟

جواب::﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ﴾ بلاشبہ متقی یعنی وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھ کر اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کے عذابوں کا خوف رکھتے ہوئے شیطان کی فرماں برداری،اس کے وسوسوں،گناہوں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچتے ہیں۔سیدنا عرباض رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان فرمایا:''رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں نماز پڑھائی،پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہمیں انتہائی مؤثر وعظ فرمایا،کہ اس کی بنا پر آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور دل ڈر گئے۔''ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ایسے معلوم ہوتا ہے کہ) جیسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ الوداع کرنے والے کی نصیحت ہے۔آپ ہمیں کس بات کی ذمہ داری سونپتے ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور سمع و اطاعت کی اگر چہ (امیر) حبشی غلام ہو۔(احمد،ترمذی) (2) جمہور صحابہ اور تابعین کے نزدیک یہاں ''متقین'' سے مراد شرک باللہ سے بچنے والے ہیں، اور ایک قول کے مطابق ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو تمام گناہوں سے بچتے ہیں۔(تفسیر تیسیر الرحمن:746)
(3) سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم اپنے رب تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو، اپنی پانچ نمازیں پڑھو، اپنے مہینے کے روزے رکھو، اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے امیر کی اطاعت کرو اور اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔''(سنن ابی داؤد:4607،3851) (4) سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ''رسول اللہ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا: ''تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو، برائی کے پیچھے نیکی لگا کر اس کو مٹا دو اور لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔''(ترمذی:2053) (4) آپ ﷺ نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: ''میں تمہیں خلوت و جلوت میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔''(مسند احمد:21573) (5) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''تم اس وقت کیسے ہو گے جب تم گھٹیا لوگوں میں رہ جاؤ گے؟'' میں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! وہ کیسے ہوگا'' آپ ﷺ نے فرمایا: جب وہ ان کے وعدوں کی پاسداری اور امانتوں کی حفاظت نہ ہوگی اور وہ اس طرح ہوں گے۔ یونس نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کرتے ہوئے اس کو بیان کیا انہوں نے عرض کی اس وقت میں کیا کروں؟'' نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل کا تقویٰ اختیار کرنا، معروف کو تھام لینا اور منکر کو چھوڑ دینا۔(مسند احمد:6508) (6) امام بخاری نے سیدنا سلیم بن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! مجھے وصیت فرمائیے۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو، کسی بھی بھلائی کو حقیر نہ سمجھو اگر چہ (صرف) پانی طلب کرنے والے کے لئے اپنے ڈول سے اس کے برتن میں پانی ڈال دو یا اپنے بھائی کی ساتھ فرحت و انبساط کے ساتھ گفتگو کرو۔(صحیح الادب المفرد ص:331)(المسند:6508) (7) امام احمد نے سیدنا حرملہ عنبری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کہ انہوں نے بیان کیا: ''میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا ''یا رسول اللہ! مجھے وصیت فرمائیے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو جب تم کسی مجلس میں ہو اور اس سے اٹھ کر چلے جاؤ، پھر انہیں وہ بات کہتے ہوئے سنو، جو تمہیں ناپسند ہو اس (مجلس) سے اعراض کرلو۔)(مجمع الزوائد:4/216) (8) تقویٰ کی دعا: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَسْأَلُکَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى﴾ ''اے اللہ بلا شبہ میں آپ سے، ہدایت، تقوی، پاک دامنی اور تونگری کا سوال کرتا ہوں''۔(9) ﴿تِلْکَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا﴾ ''یہ وہ جنت ہے جس کا وارث اپنے بندوں میں سے اُسے ہم بنائیں گے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہو''(مریم:63) (10) ﴿وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ '' اور اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف دوڑو جس کی وسعت آسمانوں اور زمین جتنی ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لیے تیار کی گئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے''۔(آل عمران:133)(11)﴿فِي جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ﴾''باغوں اور چشموں میں ہوں گے''یعنی اہل جنت سدابہار باغوں میں امن وسلامتی سے داخل ہوں گے جس میں ہر قسم کے پکے ہوئے درختوں کے اور گھنی چھاؤں والے ہر قسم کے درخت ہوں گے جنت میں داخلے کے وقت ان سے کہا جائے گا﴿مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ط فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ج وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ج وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۵ ج وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ط وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ط كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ﴾''جنت کی مثال جس کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بدلنے والا نہیں اور دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ تبدیل نہیں ہوا اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لیے لذیذ ہیں ورخوب صاف کیے ہوئے شہد کی نہریں ہیں اور اُن کے لیے اس میں ہر طرح کے پھل ہیں اور اُن کے رب کی طرف سے بخشش ہے، کیا وہ اُس کی طرح ہیں جو آگ میں ہمیشہ رہنے والا ہے؟ اور اُن کو گرم کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا تو وہ اُن کی آنتیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دے گا''۔(محمد:15)(12)سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے پوچھا: کون سی چیز لوگوں کو جنت میں بہت داخل کرتی ہے؟ فرمایا: اللہ عزوجل سے ڈرنا اور حسن خلق اور اس چیز کے بارے میں پوچھا جو بہت زیادہ دوزخ میں داخل کرتی ہے، فرمایا: منہ اور شرم گاہ (فرج)''(جامع ترمذی:2004)

﴿اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ (46)﴾

''سلامتی اور امن کے ساتھ ان میں داخل ہو جاؤ''۔(46)

سوال:﴿اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ﴾''سلامتی اور امن کے ساتھ ان میں داخل ہو جاؤ'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿اُدْخُلُوْهَا﴾''ان میں داخل ہو جاؤ''جنت میں داخل ہوتے وقت کہا جائے گا کہ داخل ہو جاؤ اس میں۔(2)﴿بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ﴾''سلامتی اور امن کے ساتھ''یعنی ہر تکلیف اور آفت سے صحیح سالم رہتے ہوئے یعنی بیماری، غم، نعمتوں میں کمی یا نعمتیں چھن جانے سے، نیند اور تھکن سے اور سب سے بڑھ کر موت سے سلامتی پا کر مامون و محفوظ ہو جاؤ۔(3) رب العزت نے فرمایا:﴿لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ اُن کے رب کے پاس اُن کے لیے سلامتی کا گھر ہے اور وہ اس کی وجہ سے اُن کا مددگار ہے جو وہ عمل کیا کرتے تھے۔(الانعام:127)(4) رب العزت نے فرمایا:﴿خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا﴾''وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے، ان سے جگہ بدلنا نہ چاہیں گے''۔(الکھف:108)

﴿وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ (47)﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اوران کے سینوں میں سے کینہ ہم کھینچ نکالیں گے،وہ آمنے سامنے تختوں پر بھائی بھائی ہوں گے۔'' (47)

سوال1:﴿ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴾ ''اوران کے سینوں میں سے کینہ ہم کھینچ نکالیں گے،وہ آمنے سامنے تختوں پر بھائی بھائی ہوں گے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ ﴾ ''اوران کے سینوں میں سے کینہ ہم کھینچ نکالیں گے'' اللہ تعالیٰ اہلِ جنت کے سینوں میں کوئی ایسا جذبہ نہیں رہنے دے گا جوان کی خوشبو کو پامال کرے اوران کے دل ودماغ میں تکدر پیدا کرے،اس لئے ان کے سینوں سے بغض و عداوت اور حسد وکینہ کو یکسر نکال دے گا۔ (تیسیر الرحمٰن:747)(2)اہل جنت کے دل حسد اورکینہ سے پاک صاف ہوں گے۔(3)ابن عیینہ نے کہا:غل سے مراد عداوت ہے۔(جامع البیان:39/14)(4) کفوی نے کہا:غل سے مراددل کامخلوق کے بارے میں خیانت کرنا ہے۔(تفسیر قرطبی:133/7)(5)عزبن عبدالسلام نے کہا:غل سے مراد ان باطنی خرابیوں میں سے ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے جس کے لئے یہ آیت دلیل ہے:﴿ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ ''اور جولوگ اُن کے بعد آئے وہ کہتے ہیں:''اے ہمارے رب!ہمیں اور ہمارے اُن بھائیوں کوبھی بخش دے جوایمان میں ہم سے سبقت لے گئے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لئے کوئی بغض نہ رکھنا اے ہمارے رب!یقیناً تو بے حد شفقت کرنے والا،نہایت رحم والا ہے۔(الحشر:10)(نضرۃ النعیم)سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ سے کہا گیا:کون سا آدمی افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:صاف دل (جوحسد اور کبر اور بغض اور خیانت سے خالی ہو)زبان کا سچا۔لوگوں نے کہا کہ زبان کے سچے کوتو ہم پہچانتے ہیں لیکن صاف دل کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پرہیز گار پاک صاف جس کے دل میں نہ گناہ ہو نہ بغاوت نہ بغض نہ حسد۔(ابن ماجہ:4216)(6)سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:جب فارس اورروم کو فتح کرلیا جائے گا تو اس وقت تم کس حال میں ہو گے؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا:ہمیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے:(یعنی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکرادا کریں گے)رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:کیا اس کے علاوہ اور کچھ نہیں؟تم ایک دوسرے پررشک کرو گے۔پھرآپس میں ایک دوسرے سے حسد کرو گے پھر آپس میں ایک دوسرے سے بگاڑ پیدا کرو گے پھر آپس میں ایک دوسرے سے بغض رکھو گے یا آپ ﷺ نے اسی طرح کچھ فرمایا:پھرتم مسکین مہاجروں کی طرف جاؤ گے اورپھرایک دوسرے کی گردنوں پرسوار کرو گے۔''(مسلم:7427)(7)سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:سوموار اور جمعرات کے دن جنت کے دروازوں کوکھول دیا جاتا ہے اور ہراس بندے کی مغفرت کردی جاتی ہے کہ جواللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کوشریک نہ ٹھہراتا ہوسوائے اس آدمی کے جواپنے (مسلمان) بھائی کے ساتھ کینہ رکھتا ہواور کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کی طرف دیکھتے رہو یہاں تک کہ وہ دونوں صلح کرلیں۔ان دونوں کی طرف دیکھتے رہو یہاں تک کہ وہ صلح کرلیں۔ان دونوں کی طرف دیکھتے رہو یہاں تک کہ وہ صلح کرلیں''(مسلم:6544)(9)سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا: تمہاری طرف (بھی) پہلی قوموں کا مرض چپکے سے چل پڑا ہے اور وہ حسد ہے اور بغض ایسی خصلت ہے جو مونڈ دینے والی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ بالوں کو مونڈتی ہے بلکہ دین کو مونڈ دیتی ہے"۔ (جامع ترمذی: 2510) (10) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ نبی ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے: ﴿رَبِّ أَعِنِّي وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ، وَانْصُرْنِي وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ، وَامْكُرْ لِي وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ، وَاهْدِنِي وَيَسِّرِ الْهُدَى لِي، وَانْصُرْنِي عَلَى مَنْ بَغَى عَلَيَّ، رَبِّ اجْعَلْنِي لَكَ شَكَّارًا، لَكَ ذَكَّارًا، لَكَ رَهَّابًا، لَكَ مِطْوَاعًا، لَكَ مُخْبِتًا، إِلَيْكَ أَوَّاهًا مُنِيبًا، رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِي، وَاغْسِلْ حَوْبَتِي، وَأَجِبْ دَعْوَتِي، وَثَبِّتْ حُجَّتِي، وَسَدِّدْ لِسَانِي، وَاهْدِ قَلْبِي، وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ صَدْرِي﴾ یعنی یا اللہ میری مدد کر اور میرے اوپر کسی کی مدد نہ کر اور میری تائید کر اور میرے اوپر کسی کی تائید نہ کر اور میرے لیے تدبیر کر اور میرے نقصان اور ضرر کے لیے کسی کے لیے تدبیر نہ کر اور مجھ کو ہدایت کر اور میرے لیے ہدایت آسان کر اور اس شخص کے اوپر میری مدد کر جو مجھ پر زیادتی کرے اور اے میرے رب تو مجھے اپنا ہی شکر کرنے والا، اور تجھ سے ڈرنے والا، اور تیری ہی اطاعت کرنے والا اور تجھی سے ڈرنے والا تیری ہی اطاعت کرنے اور تیرے ہی سے اپنا دردواندوہ بیان کرنے والا اور تیری ہی طرف رجوع کرنے والا بنا دے۔ اے رب میری توبہ قبول کر اور میرا گناہ دھودے اور میری دعا قبول کر اور میری حجت ثابت کر دے اور میری زبان کو سیدھا کر دے اور میرے دل کو ہدایت دے اور میرے سینہ کا حسد نکال دے۔" (ترمذی: 3551) (11) آپ ﷺ نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا: "تقویٰ یہاں ہے۔ کسی آدمی کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر پورا پورا احرام ہے، اس کا خون اور اس کا مال اور اس کی عزت وآبرو۔" (مسلم: 6541) (12) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنتیوں کے دل ایک آدمی کے دل جیسے ہوں گے کہ نہ ان میں اختلاف ہوگا اور نہ بغض۔" (صحیح بخاری: 3246) (13) سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا "مومنین جہنم سے چھٹکارا پا جائیں گے لیکن دوزخ اور جہنم کے درمیان ایک پل پر انھیں روک لیا جائے گا اور پھر ایک دوسرے پر ان مظالم کا بدلہ لیا جائے گا جو دنیا میں ان کے درمیان آپس میں ہوئے تھے اور جب کانٹ چھانٹ کر لی جائے گی اور صفائی ہو جائے گی تب انھیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت ملے گی۔ پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! جنتیوں میں سے ہر کوئی جنت میں اپنے گھر کو دنیا کے اپنے گھر کے مقابلے میں زیادہ بہتر طریقے پر پہچان لے گا۔" (صحیح بخاری: 6535)

سوال 2: کدورتیں کیسے پیدا ہوتی ہیں؟

جواب: (1) آپس کی غلط فہمیوں کی وجہ سے۔ (2) آپس کی رنجشوں کی وجہ سے۔ (3) حسد کی وجہ سے۔ (4) ہتک عزت کی وجہ سے۔ (5) کسی کا حق مارنے کی وجہ سے۔ (6) سرکشی کی وجہ سے۔

سوال 3: ﴿اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ﴾ "وہ آمنے سامنے تختوں پر بھائی بھائی کی طرح ہوں گے" کی وضاحت کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1) یہ آیت کریمہ ان کے آپس میں ایک دوسرے کی زیارت کرنے، ان کو اکٹھے ہونے اور ان کے آپس میں حسن ادب پر دلالت کرتی ہے نیز یہ اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ وہ جنت میں ایک دوسرے سے پیٹھ پھیر کر نہیں بلکہ سجے تختوں پر تکیے لگا کر، موتی اور مختلف قسم کے جواہرات جڑے ہوئے بچھونوں پر، ایک دوسرے کے سامنے بیٹھیں گے۔ (تفسیر سعدی:1373/2)(2)﴿وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''اور جو لوگ اُن کے بعد آئے وہ کہتے ہیں: ''اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے اُن بھائیوں کو بھی بخش دے جو ایمان میں ہم سے سبقت لے گئے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لئے کوئی بغض نہ رکھنا۔ اے ہمارے رب! یقیناً تو بے حد شفقت کرنے والا، نہایت رحم والا ہے''۔ (الحشر:10)

﴿لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ (48)﴾

''نہ ہی وہاں انہیں کوئی تھکاوٹ چھوئے گی اور نہ ہی وہ اس سے کبھی نکالے جانے والے ہیں''۔ (48)

سوال:﴿لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ﴾ ''نہ ہی وہاں انہیں کوئی تھکاوٹ چھوئے گی اور نہ ہی وہ اس سے کبھی نکالے جانے والے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ﴾ ''نہ ہی وہاں انہیں کوئی تھکاوٹ چھوئے گی'' جنت میں انہیں تکلیف، دکھ اور غم نہیں آئے گا، نہ انہیں ظاہری تھکاوٹ ہوگی، نہ باطنی۔(2) اللہ تعالیٰ جنت میں کامل حیات عطا فرمائیں گے جو آفتوں کا اثر قبول نہیں کرے گی۔ (تفسیر سعدی: 1373/2)(3) سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں خدیجہ کو جنت میں ایسے گھر کی بشارت دے دوں جو موتیوں سے بنا ہو، اس میں نہ کوئی شور وغوغا ہوگا اور نہ کوئی تکان''۔ (بخاری:1792)(4)﴿وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ﴾ ''اور نہ ہی وہ اس سے کبھی نکالے جانے والے ہیں'' یعنی وہ جنت سے نکالے نہیں جائیں گے (5) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب جنت والے جنت کی طرف چلے جائیں گے اور دوزخ والے دوزخ کی طرف چلے جائیں گے تو پھر موت کو جنت اور دوزخ کے درمیان لایا جائے گا پھر اسے ذبح کیا جائے گا۔ پھر ایک پکارنے والا پکارے گا: اے جنت والو! اب موت نہیں ہے اور اے دوزخ والو! اب موت نہیں ہے تو پھر جنت والوں کی خوشی بڑھ جائے گی اور دوزخ والوں کی پریشانی میں اور زیادتی ہو جائے گی۔ (صحیح مسلم:7184)

﴿نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (49)﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''آپ میرے بندوں کو بتادیں بلاشبہ میں بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہوں۔'' (49)

سوال1: ﴿نَبِّیءْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ﴾ ''آپ میرے بندوں کو بتادیں بلاشبہ میں بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہوں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿نَبِّیءْ عِبَادِیْٓ﴾ ''آپ میرے بندوں کو بتادیں'' اللہ رب العزت نے اپنے نبی محمد ﷺ کو حکم دیا ہے کہ آپ ﷺ میرے مومن توحید پرست بندوں کو دلائل کی تائید کے ساتھ خبر دے دیں۔ (2) ﴿اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ﴾ '' بلاشبہ میں بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہوں''یعنی اگر میرے بندے نافرمانی کریں اور اس سے توبہ کرلیں تو میں ان کے لئے غفور ہوں اور میں ان پر رحیم ہوں انہیں عذاب نہیں دوں گا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۵۳﴾ وَاَنِیْبُوْٓا اِلٰی رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾ ﴾ آپ کہہ دیں کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ تعالیٰ سب کے سب گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ یقیناً وہی بڑا بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔ اور اپنے رب کی طرف پلٹ آؤ اور اُس کے مطیع بن جاؤ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آجائے، پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔ (سورہ الزمر:53,54) (3) کیونکہ جب بندے اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ اور اس کی مغفرت کی معرفت حاصل کرلیں گے تو ان اسباب کے حصول میں کوشاں ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ تک پہنچاتے ہیں، گناہوں کے ارتکاب سے رک کر ان سے توبہ کریں گے، تا کہ وہ اس کی مغفرت کے مستحق قرار پائیں اور وہ امید کے اس حال تک نہ پہنچ جائیں کہ وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی گرفت سے مامون سمجھ کر اللہ تعالیٰ کے بارے میں جرأت کا رویہ رکھیں۔ (تفسیر سعدی:1373/2)

سوال2: اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کا ذکر عذاب سے پہلے کیا گیا، اس میں کیا حکمت ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کا ذکر عذاب سے پہلے کیا گیا کہ (1) اللہ تعالیٰ نے رحمت و مغفرت کو اپنے اوپر فرض کرلیا ہے اور (2) اللہ تعالیٰ کی رضا اسی میں ہے کہ لوگوں کو مغفرت اور رحمت نصیب ہو۔

﴿ وَ اَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ ﴿50﴾ ﴾

''اور یقیناً میرا عذاب وہ دردناک عذاب ہے''۔ (50)

سوال: ﴿وَ اَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ﴾ ''اور یقیناً میرا عذاب وہ دردناک عذاب ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ''اور یقیناً میرا عذاب وہ دردناک عذاب ہے'' اللہ تعالیٰ کے عذاب کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا نہ اس کی حقیقت کو معلوم کیا جاسکتا ہے۔ رب العزت نے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ میرے بندوں کو خبر دے دیں کہ میرا عذاب دردناک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے عذاب سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بچالے۔(2) رب العزت نے فرمایا:﴿ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ (٢٥) وَّلَا يُوثِقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ (٢٦)﴾ ”چنانچہ اُس دن اللہ تعالیٰ کے عذاب جیسا کوئی عذاب نہ دے گا۔ اور نہ ہی اُس کے باندھنے جیسا کوئی باندھے گا۔“ (الفجر:25,26)(4) بندے کا دل اللہ تعالیٰ کے عذاب سے خوف کھاتا ہے تو وہ ہر اس چیز سے دور رہنے کی کوشش کرتا ہے جو عذاب کا سبب بنے۔ پھر اس کے دل میں گناہوں سے خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کے مقابلے میں بندہ جب رب کی رحمت اور مغفرت کی طرف نظر کرتا ہے تو اس کا دل امید اور رغبت سے بھر جاتا ہے۔(5) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر ایمان والا اللہ تعالیٰ کے غضب اور عذابوں سے پوری طرح واقف ہوتا تو اس کے دل سے جنت کی طمع ہٹ جاتی یعنی وہ صرف عذابوں اور اللہ تعالیٰ کے غیض و غضب سے بچنے کے لیے کوشاں رہتا۔ اگر کافر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور رحمتوں کو جان لیتا تو کبھی بھی ناامید نہ ہوتا“۔ (بخاری:6469)(6) سیدنا ابو ذر ﷺ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے، جس نے ایک نیکی کی، اس کے لیے دس گناہ اجر ہے یا اس سے بھی زیادہ میں دوں گا۔ جو مجھ سے ایک بالشت کے برابر (نیکیوں کے ذریعے سے) قریب ہوگا میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوں گا اور جو مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوگا میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوں گا، جو میرے پاس چل کر آئے گا میں اس کی طرف دوڑتا ہوا آؤں گا، اور جو مجھ سے زمین بھر برائی لے کر ملے گا (لیکن) وہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو، تو میں اس سے اسی قدر بخشش لے کر ملوں گا۔ (مسلم:6833)(7) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (ایک مرتبہ) سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! میں نے عرض کیا، حاضر ہوں یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے (دوبارہ) فرمایا: معاذ! میں نے عرض کیا حاضر ہوں اے اللہ کے رسول ﷺ، تین بار ایسا ہوا (اس کے بعد) آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”جو شخص سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ﷺ نہیں، محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ پر حرام کر دیتا ہے“ میں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! کیا اس بات سے لوگوں کو باخبر نہ کر دوں تاکہ وہ خوش ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (اگر تم یہ خبر سناؤ گے) تو لوگ اس پر ﷺ کر بیٹھیں گے عمل چھوڑ دیں گے) سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے انتقال کے وقت یہ حدیث اس خیال سے بیان فرما دی کہ کہیں حدیث رسول چھپانے کے گناہ پر ان سے آخرت میں مواخذہ نہ ہو۔ (بخاری:128)(8) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کچھ جنگی قیدی حاضر کیے گئے ان میں ایک عورت بھی تھی جس کے پستان دودھ سے بھرے ہوئے تھے۔ جب قیدیوں میں ایک بچے پر اس کی نظر پڑی تو دوڑ کر عورت نے بچہ کو پکڑ کر علیہ السلام سے چمٹا لیا اور اس کو دودھ پلایا۔ نبی ﷺ نے فرمایا ”دیکھو کیا یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں پھینک سکتی ہے؟“ ہم نے عرض کیا ”نہیں وہ ایسا کر ہی نہیں سکتی“ فرمایا: ”جس قدر یہ عورت اپنے بچہ پر مہربان ہے اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔“ (صحیح بخاری:5999)(9) سیدنا سلمان فارسی علیہ السلام روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے لیے سو رحمتیں ہیں ان میں سے ایک رحمت کی وجہ سے مخلوق ایک دوسرے کے ساتھ رحم کا معاملہ کرتی ہے اور ننانویں رحمتیں قیامت کے دن کے لیے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔“(مسلم:6975)(10)سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک بندے نے بہت گناہ کیے اور کہا: اے میرے رب میں تیرا ہی گناہ گار بندہ ہوں مجھ بخش دے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا: میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ضرور ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور گناہ کی وجہ سے سزا بھی دیتا ہے، میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ پھر بندہ رکا رہا جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا اور اس نے گناہ کیا اور عرض کیا: میرے رب! میں نے گناہ کرلیا اسے بھی بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرا بندہ کہتا ہے کہ اس کا رب ضرور ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور اس کے بدلے میں سزا بھی دیتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا بندہ گناہ سے رکا رہا اور اس نے گناہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا: اے میرے رب! میں نے گناہ پھر کرلیا ہے تو مجھے بخش دے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ضرور ہے جو گناہ معاف کرتا ہے ورنہ اس کی وجہ سے سزا بھی دیتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا تین مرتبہ۔ پس اب جو چاہے عمل کرے۔“(صحیح بخاری:7507)(11)سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی موت کے وقت کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی ایک حدیث تم سے چھپائے رکھی تھی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ ایسی مخلوق پیدا فرماتا جو گناہ کرتی اور (اللہ تعالیٰ) انہیں معاف فرماتا۔(مسلم:6963)(12)سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ تمہیں (دنیا) سے لے جاتا اور ایسی قوم لے آتا جو گناہ کرتے پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے تو اللہ انہیں معاف فرما دیتا۔ (مسلم:6965)(13)سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ ہمارے ساتھ سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی لوگوں کی ایک جماعت میں موجود تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان سے اٹھ کر تشریف لے گئے اور ہمارے پاس واپس آنے میں دیر لگا دی۔ ہمیں اندیشہ ہوا کہ کہیں ہماری غیر حاضری میں (دشمن نے) آپ کو نقصان نہ پہنچایا ہو، چنانچہ ہم گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ گھبرانے والوں میں میں سب سے پہلا شخص تھا۔ پس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلا، یہاں تک کہ میں ایک انصار کے ایک باغ میں آ گیا۔ پھر انہوں نے ایک لمبی حدیث ذکر فرمائی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جاؤ! اس باغ کے باہر جو بھی تمہیں ملے جو دل کے یقین کے ساتھ لا الہ الا اللہ کی گواہی دے تو اسے جنت کی خوش خبری سنا دو۔(مسلم:147)(14)سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے فرمان، جو ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ہے، کی تلاوت فرمائی: ﴿رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضۡلَلۡنَ كَثِيۡرًا مِّنَ النَّاسِ﴾ ”اے پروردگار (ان معبودانِ باطلہ) نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے تو جس نے میری تابع داری کی تو وہ مجھ سے ہوا (میرا ہے) اور جس نے نافرمانی کی تو تُو اس کو بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔“ اور یہ آیت جس میں عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے:” اگر تو انہیں عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو تو غالب، کمال حکمت والا ہے۔“ پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک اٹھائے اور فرمایا اے اللہ میری امت، میری امت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور آپ ﷺ پر گریہ طاری ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبریل! جاؤ محمد ﷺ کے پاس حالانکہ تیرا رب خوب جانتا ہے۔ ان سے پوچھ کہ آپ ﷺ کیوں رو رہے ہیں؟ جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور جو کچھ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو خبر دی حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ (اور سب کچھ) جاننے والا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبریل! جاؤ محمد ﷺ کی طرف اور ان سے کہہ دو کہ ہم آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی امت کے بارے میں راضی کردیں گے اور ہم آپ ﷺ کو نہیں بھولیں گے۔ (صحیح مسلم:499)

﴿ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ﴿51﴾ ﴾

''اور آپ ان کو ابراہیم کے مہمانوں کے بارے میں خبر دیں''۔ (51)

سوال: ﴿ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ﴾ ''اور آپ ان کو ابراہیم کے مہمانوں کے بارے میں خبر دیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ''اور آپ ان کو ابراہیم کے مہمانوں کے بارے میں خبر دیں'' اللہ رب العزت نے نبی ﷺ کو حکم دیا ہے کہ آپ انہیں ابراہیم کے مہمانوں کا واقعہ سنادیں۔ مہمانوں سے مراد فرشتے ہیں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا رَآ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ﴿٧٠﴾﴾ اور بلاشبہ یقیناً ابراہیم کے پاس ہمارے فرشتے خوش خبری کے ساتھ آئے، انہوں نے کہا سلام ہے، اُس نے کہا سلام ہے، پھر اس نے دیر نہیں کی کہ ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آیا۔ تو جب دیکھا ان کے ہاتھ اُس کی طرف نہیں پہنچ رہے تو انہیں اجنبی جانا اور ان سے ایک قسم کا خوف محسوس کیا، انہوں نے کہا: ''ڈرو نہیں بلاشبہ ہمیں قومِ لوط کی طرف بھیجا گیا ہے۔'' (ہود: 69,70)

﴿ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿52﴾ ﴾

''جب وہ اس کے ہاں داخل ہوئے تو انہوں نے سلام کیا،'' ابراہیم نے کہا: ''یقیناً ہم تم سے ڈرنے والے ہیں۔'' (52)

سوال: ﴿ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴾ ''جب وہ اس کے ہاں داخل ہوئے تو انہوں نے سلام کیا'' ''ابراہیم نے کہا: ''یقیناً ہم تم سے ڈرنے والے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ﴾ ''جب وہ اس کے ہاں داخل ہوئے'' یعنی جب فرشتے آئے تو انہوں نے ابراہیم کو سلام کیا اور ابراہیم نے انہیں جواب دیا۔ (2) ﴿قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ﴾ ''ابراہیم نے کہا: ''یقیناً ہم تم سے ڈرنے والے ہیں'' سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سلام کا جواب دے کر فرمایا کہ ہمیں تم سے ڈر لگتا ہے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿ فَلَمَّا رَآ اَيْدِيَهُمْ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لا تَصِلُ اِلَیْهِ نَکِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِیْفَةً ﴾ ” تو جب دیکھا ان کے ہاتھ اُس کی طرف نہیں پہنچ رہے تو انہیں اجنبی جانا اور ان سے ایک قسم کا خوف محسوس کیا۔“(ہود:70) (3) خوف زدہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ جب فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تو آپ نے ان کو مہمان سمجھا اور آپ جلدی سے گھر گئے اور ان کی مہمان نوازی کے لئے بھنا ہوا بچھڑا لے آئے اور ان کی خدمت میں پیش کر دیا۔ جب آپ نے دیکھا کہ مہمانوں کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھ رہے تو آپ نے ان کو چور وغیرہ سمجھا اور خوف زدہ ہو گئے۔ (تفسیر سعدی:2/1374،1375)

﴿ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ(53) ﴾

”انہوں نے کہا:” ڈرو نہیں! بلاشبہ ہم آپ کو صاحبِ علم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔“(53)

سوال: ﴿قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ ﴾ انہوں نے کہا:” ڈرو نہیں! بلاشبہ ہم آپ کو صاحبِ علم لڑکے کی خوش خبری دیتے ہیں“ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالُوْا﴾ فرشتوں نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔ (2) ﴿ لَا تَوْجَلْ ﴾ ”” ڈرو نہیں“ یعنی آپ ہم سے خوف نہ کھائیں۔ (3) ﴿اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ﴾ ” بلاشبہ ہم آپ کو صاحبِ علم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں“ علم والے لڑکے سے مراد سیدنا اسحاق علیہ السلام ہیں۔ علیم سے مراد بہت علم والا، دین کا بہت فہم رکھنے والا۔ ایک اور مقام پر سیدنا اسحاق کے بارے میں رب العزت نے فرمایا: ﴿وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ﴾ اور ہم نے اُسے اسحٰق کی خوشخبری دی، صالحین میں سے ایک نبی ہوگا۔ (الصافات:112)

﴿قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِیْ عَلٰۤی اَنْ مَّسَّنِیَ الْکِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ (54)﴾

”ابراہیم نے کہا:” کیا تم مجھے خوشخبری دیتے ہو جب کہ مجھے بڑھاپا آپہنچا ہے، تو تم کس چیز کی خوشخبری دیتے ہو؟“(54)

سوال: ﴿ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِیْ عَلٰۤی اَنْ مَّسَّنِیَ الْکِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴾ ”ابراہیم نے کہا:” کیا تم مجھے خوشخبری دیتے ہو جب کہ مجھے بڑھاپا آپہنچا ہے، تو تم کس چیز کی خوشخبری دیتے ہو؟“ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالَ﴾ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کی خوش خبری پر تعجب کرتے ہوئے کہا۔ (2) ﴿اَبَشَّرْتُمُوْنِیْ عَلٰۤی اَنْ مَّسَّنِیَ الْکِبَرُ ﴾ ” کیا تم مجھے خوشخبری دیتے ہو جب کہ مجھے بڑھاپا آپہنچا ہے۔“ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے وعدے پر یقین کرتے ہوئے تعجب سے پوچھا کہ تم مجھے بشارت دیتے ہو جب کہ اولاد ہونے کے اسباب تو ختم ہو چکے۔ (3) ﴿ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴾ ” تو تم کس چیز کی خوشخبری دیتے ہو؟“ یعنی تم مجھے کس بنا پر بشارت دیتے ہو؟ (4) سورہ ہود میں اور اس مقام میں قدرے اختلاف ہے۔ سورہ ہود کے مطابق فرشتوں نے یہ خوشخبری سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سارہ کو دی تھی جو پاس ہی کھڑی فرشتوں اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا مکالمہ سن رہی تھیں۔ اس نے بھی اس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بڑھاپے کی عمر میں بچہ پیدا ہونے کی بشارت پر تعجب کا اظہار کیا تھا اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بھی از راہ تعجب فرشتوں سے یہی بات پوچھی کہ یہ کیا خوشخبری دے رہے ہو؟ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا یہ تعجب اس لیے نہ تھا کہ وہ اس بات کو ناممکن سمجھتے تھے یا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو چکے تھے بلکہ اس لیے تھا کہ وہ اس تکرار سے تاکید مزید اور اسی نسبت سے اپنی مسرت میں مزید اضافہ کے خواہش مند تھے۔ (تیسیر القرآن 494,495/2:)

﴿قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ (55)﴾

''انہوں نے کہا: ''ہم آپ کو حق کے ساتھ خوشخبری دیتے ہیں، سو آپ مایوس ہو جانے والوں میں سے نہ ہوں۔'' (55)

سوال: ﴿قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ﴾ ''انہوں نے کہا: ''ہم آپ کو حق کے ساتھ خوشخبری دیتے ہیں، سو آپ مایوس ہو جانے والوں میں سے نہ ہوں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالُوْا﴾ ''فرشتوں نے کہا۔'' (2) ﴿بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ﴾ ''ہم آپ کو حق کے ساتھ خوشخبری دیتے ہیں'' ہم تو آپ کو سچی خوش خبری دے رہے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ جو چاہے کر سکتا ہے۔ آپ لوگوں پر تو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر یقین رکھو۔ اس کے فضل کو ناممکن نہ سمجھو۔ (3) ﴿فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ﴾ ''سو آپ مایوس ہو جانے والوں میں سے نہ ہوں'' یعنی آپ ناامیدوں میں سے نہ ہو جائیں جو بھلائی کو ناممکن اور دور کا معاملہ سمجھتے ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار رہیں۔

﴿قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ (56)﴾

''ابراہیم نے کہا: ''اور گمراہ لوگوں کے سوا اپنے رب کی رحمت سے کون مایوس ہوتا ہے؟'' (56)

سوال 1: ﴿قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ﴾ ''ابراہیم نے کہا: ''اور گمراہ لوگوں کے سوا اپنے رب کی رحمت سے کون مایوس ہوتا ہے؟'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالَ﴾ ابراہیم نے فرشتوں کو جواب دیتے ہوئے فرمایا۔ (2) ﴿وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ﴾ ''اور گمراہ لوگوں کے سوا اپنے رب کی رحمت سے کون مایوس ہوتا ہے؟'' ''قنوط'' خیر اور رحمت سے مایوسی کو کہتے ہیں۔ (3) یعنی رب کی رحمت سے نا امید ہونے والے تو وہ لوگ ہوتے ہیں جو اس کی قدرت کا کامل علم نہیں رکھتے۔ (4) جو اپنے رب اور اس کی قدرت کاملہ سے لاعلم ہیں، لیکن جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور علم عظیم سے نواز رکھا ہو، مایوسی اس تک راہ نہیں پا سکتی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حصول کے لئے اسباب و وسائل اور طریقوں کی کثرت کو خوب جانتا ہے۔ پھر جب فرشتوں نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے کی بشارت دی تو انہوں نے جان لیا کہ ان کو نہایت اہم کام پر بھیجا گیا ہے۔ (تفسیر سعدی: 1375/2) یعقوب نے بھی یہی بات ارشاد فرمائی تھی: ﴿اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْكٰفِرُوْنَ ﴾ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کافروں کے سوا کوئی مایوس نہیں ہوتا۔(یوسف:87)(6) رب العزت نے فرمایا:﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ تعالیٰ سب کے سب گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ یقیناً وہی بڑا بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے''۔(الزمر:53)

سوال2: گمراہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کیوں مایوس ہوجاتے ہیں؟

جواب:(1) گمراہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والا صراط مستقیم گم کر دیتے ہیں۔(2) گمراہ لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے سے ہٹ جاتے ہیں اس لیے ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نہیں ہوتیں۔(3) گمراہ لوگوں کو یہ شعور نہیں رہتا کہ ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں انسان پر نازل ہوتی ہیں۔(4) گمراہ لوگوں کو یہ سمجھ نہیں آتی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رحم وکرم پر ہیں۔(5) گمراہ لوگوں کو یہ سمجھ نہیں آتی کہ اللہ تعالیٰ ہی حفاظت کرتا ہے۔

سوال3: کون لوگ مایوسی کا شکار نہیں ہوتے؟

جواب:(1) جو لوگ اللہ تعالیٰ سے جڑے ہوئے ہوتے ہیں وہ مایوسی کا شکار نہیں ہوتے۔(2) جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی سنت، اللہ تعالیٰ کے طریقے کا شعور ہو وہ مایوسی کا شکار نہیں ہوتے۔(3) جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا یقین رکھتے ہیں چاہے وہ کتنے مصائب میں گھرے ہوئے ہوں مایوسی کا شکار نہیں ہوتے۔(4) مایوسی ایمان کی کمزوری کی دلیل ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ سے کاٹ دیتی ہے۔ مایوسی فہم اور عقل کی کمی کی دلیل ہے جس کو شیطان پسند کرتا ہے تاکہ انسانوں کی نسل کو گمراہ کردے۔ مایوسی انسان کو ان کاموں سے عاجز کر کے بٹھا دیتی ہے جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جب مایوسی انسان پر غالب آجاتی ہے تو بدعات اور باطل کاموں اور سستی کو اس کے لئے آسان کر دیتی ہے۔(نضرۃ النعیم)

﴿قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ(57)﴾

''اس نے کہا:''اے فرشتو پھر تمہارا کیا معاملہ ہے؟''(57)

سوال:﴿ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴾ اس نے کہا:''اے فرشتو پھر تمہارا کیا معاملہ ہے؟'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1):﴿ قَالَ ﴾ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں سے پوچھا۔(2)﴿ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴾ ''اے فرشتو پھر تمہارا کیا معاملہ ہے؟'' سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا ڈر چلا گیا تو انہوں نے فرشتوں کی آمد کا مقصد پوچھتے ہوئے کہا کہ تمہارا کیا معاملہ ہے؟(3) قرآن نے یہاں ''خطب'' کا لفظ استعمال فرمایا اور یہ لفظ کسی ناگوار صورت حال کے لیے آتا ہے گویا آپ ان فرشتوں کی آمد سے فی الواقع ڈر رہے تھے۔ پھر جب فرشتوں نے بتایا کہ وہ قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں تو آپ علیہ السلام کا ڈر جاتا رہا۔(تیسیر القرآن:494,495/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰی قَوْمٍ مُّجْرِمِیْنَ (58)﴾

''انہوں نے کہا:''بلاشبہ ہمیں ایک مجرم قوم کی طرف بھیجا گیا ہے۔''(58)

سوال:﴿قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰی قَوْمٍ مُّجْرِمِیْنَ ﴾ انہوں نے کہا:''بلاشبہ ہمیں ایک مجرم قوم کی طرف بھیجا گیا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ قَالُوْا ﴾فرشتوں نے کہا۔(2)﴿اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰی قَوْمٍ مُّجْرِمِیْنَ﴾''بلاشبہ ہمیں ایک مجرم قوم کی طرف بھیجا گیا ہے'' یعنی ہم ایسی قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں جن میں شر اور فساد بہت زیادہ ہوگیا ہے اور وہ قوم لوط تھی۔(3)فرشتوں کو قوم لوط پر عذاب نازل کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔

﴿اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِیْنَ (59)﴾

''لوط کے گھر والوں کے سوا، بیشک ہم اُن سب کو ضرور بچانے والے ہیں''۔(59)

سوال:﴿اِلَّآاٰلَ لُوْطٍ ؕ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِیْنَ﴾''لوط کے گھر والوں کے سوا، بے شک ہم اُن سب کو ضرور بچانے والے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ﴾ ''لوط کے گھر والوں کے سوا''یعنی جنہوں نے لوط علیہ السلام کی پیروی کی۔(جامع البیان:44/14)(2)یعنی سوائے لوط علیہ السلام اوران کے گھر والوں کے۔(3)﴿ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِیْنَ﴾ ''بے شک ہم ان سب کو ضرور بچانے والے ہیں۔''یعنی انہیں ہم ہلاک نہیں کریں گے بلکہ ہم انہیں عذاب سے بچالیں گے۔(4)ان کے ایمان اور نیک اعمال کی وجہ سے۔(ایسر التفاسیر:743)

﴿ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِیْنَ(60)﴾

''اس کی بیوی کے ماسوا، ہم نے مقدر کر دیا ہے کہ بے شک وہ یقیناً پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوگی''۔''(60)

سوال:﴿ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِیْنَ ﴾ اس کی بیوی کے ماسوا، ہم نے مقدر کر دیا ہے کہ بے شک وہ یقیناً پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوگی'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اِلَّا امْرَاَتَهٗ ﴾''اس کی بیوی کے ماسوا''یعنی لوط علیہ السلام کی بیوی کے۔(2)﴿ قَدَّرْنَآ﴾''ہم نے مقدر کر دیا ہے''یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کی تقدیر میں لکھ دیا ہے(3)﴿اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِیْنَ﴾ ''یقیناً پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوگی''یعنی وہ عذاب میں مبتلا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہونے والوں میں رہ جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی ہلاکت کا فیصلہ کر رکھا ہے۔(4) لوط علیہ السلام کی بیوی کافر تھی اس لئے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہ بچ سکی جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ یُغْنِیَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا وَّقِیْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کی مثال بیان کی ہے۔وہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں، پھر اُن دونوں نے ان سے خیانت کی تو وہ اللہ تعالیٰ سے بچانے میں ان کے کچھ بھی کام نہ آئے اور ان سے کہہ دیا گیا: ''داخل ہونے والوں کے ساتھ تم دونوں بھی آگ میں داخل ہو جاؤ۔'' (التحریم:10) (5) سیدنا ابراہیم علیہ السلام قوم لوط کے عذاب کے بارے میں فرشتوں سے جھگڑا کرنے لگے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿یٰۤاِبْرٰهِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِیْهِمْ عَذَابٌ غَیْرُ مَرْدُوْدٍ﴾ ''اے ابراہیم! اس سے منہ موڑ لو، حقیقت یہ ہے کہ بلاشبہ تمہارے رب کا حکم آ گیا ہے اور یقیناً اُن پر وہ عذاب آنے والا ہے جو ہٹایا جانے والا نہیں ہے۔'' (ہود:76)

رکوع نمبر 5

﴿فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ۨ الْمُرْسَلُوْنَ (61)﴾

''پھر جب فرشتے آلِ لوط کے پاس پہنچے۔''(61)

سوال: ﴿فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ۨ الْمُرْسَلُوْنَ﴾ ''پھر جب فرشتے آلِ لوط کے پاس پہنچے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَلَمَّا جَآءَ﴾ ''پھر جب پہنچے'' یعنی فرشتے جب ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے نکلے تو خوب صورت نوجوانوں کی صورت میں آئے۔(2) ﴿اٰلَ لُوْطِ ۨ الْمُرْسَلُوْنَ﴾ ''فرشتے آلِ لوط کے پاس'' فرشتے لوط علیہ السلام کی بستی میں آئے تو ان کے گھروں میں داخل ہو گئے۔

﴿قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ (62)﴾

''لوط نے کہا: ''یقیناً تم لوگ اجنبی ہو۔''(62)

سوال: ﴿قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ﴾ ''لوط نے کہا: ''یقیناً تم لوگ اجنبی ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1): ﴿قَالَ﴾ لوط علیہ السلام نے فرشتوں سے کہا۔(2) ﴿اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ﴾ ''یقیناً تم لوگ اجنبی ہو'' یعنی تم لوگ جان پہچان کے نہیں ناشناسا لگتے ہو۔میں تمہیں اجنبی محسوس کرتا ہوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿قَالُوْا بَلْ جِئْنٰکَ بِمَا کَانُوْا فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ (63)﴾

''انہوں نے کہا:'' بلکہ ہم تمہارے پاس اُس چیز کو لے کر آئے ہیں جس میں وہ شک کیا کرتے تھے۔'' (63)

سوال:﴿ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰکَ بِمَا کَانُوْا فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ﴾ ''انہوں نے کہا:'' بلکہ ہم تمہارے پاس اُس چیز کو لے کر آئے ہیں جس میں وہ شک کیا کرتے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ قَالُوْا ﴾فرشتوں نے کہا(2)﴿بَلْ جِئْنٰکَ بِمَا کَانُوْا فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ ﴾'' بلکہ ہم تمہارے پاس اُس چیز کو لے کر آئے ہیں جس میں وہ شک کیا کرتے تھے'' یعنی ہم آپ کے پاس ان لوگوں کے لئے عذاب لے کر آئے ہیں جس کے بارے میں وہ شک کرتے تھے اور آپ سے عذاب کی وعید سن کر کہتے تھے کہ ہم پر کبھی عذاب نہیں آئے گا۔

﴿وَاَتَیْنٰکَ بِالْحَقِّ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ (64)﴾

''اور ہم تمہارے پاس حق لائے ہیں اور بلاشبہ ہم یقیناً سچے ہیں۔'' (64)

سوال:﴿وَاَتَیْنٰکَ بِالْحَقِّ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ﴾ ''اور ہم تمہارے پاس حق لائے ہیں اور بلاشبہ ہم یقیناً سچے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَاَتَیْنٰکَ بِالْحَقِّ﴾ ''اور ہم تمہارے پاس حق لائے ہیں'' یعنی ہم آپ کے پاس ثابت شدہ حق لے کر آئے ہیں جس میں کوئی شک نہیں۔(ایسر التفاسیر:743)(2) جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:﴿ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا کَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِیْنَ﴾ ہم فرشتوں کو حق کے ساتھ ہی نازل کرتے ہیں اور اس وقت وہ مہلت دیے گئے نہیں ہوتے۔(الحجر:8)(2)﴿وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ﴾ ''اور بلاشبہ ہم یقیناً سچے ہیں'' ہم آپ کو جو عذاب کی خبر دے رہے ہیں اس میں ہم سچے ہیں۔

﴿ فَاَسْرِ بِاَهْلِکَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا یَلْتَفِتْ مِنْکُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَیْثُ تُؤْمَرُوْنَ(65)﴾

''پس تم رات کے کسی حصے میں اپنے گھر والوں کو لے چلو اور تم ان کے پیچھے پیچھے چلو اور تم میں سے کوئی پلٹ کر نہ دیکھے اور وہاں چلے جاؤ جہاں جانے کا تمہیں حکم دیا جاتا ہے۔'' (65)

سوال:﴿ فَاَسْرِ بِاَهْلِکَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا یَلْتَفِتْ مِنْکُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَیْثُ تُؤْمَرُوْنَ﴾ ''پس تم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رات کے کسی حصے میں اپنے گھر والوں کو لے چلو اور تم ان کے پیچھے پیچھے چلو اور تم میں سے کوئی پلٹ کر نہ دیکھے اور وہاں چلے جاؤ جہاں جانے کا تمہیں حکم دیا جاتا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿فَاَسْرِ﴾ ''پس لے چلو'' سیدنا لوط علیہ السلام کو اپنے اہل خاندان سمیت راتوں رات نکل جانے کا حکم ملا۔ (2)﴿بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ﴾ ''ایک حصہ میں رات کے'' یعنی رات کا کچھ حصہ گزر جانے پر سب نکل جائیں۔ (3)﴿وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ﴾ ''اور پیچھے چلو ان کی پشتوں کے'' یعنی آپ ان کے پیچھے چلیں اور باقی لوگ آگے چلیں تا کہ ان کی حفاظت ہو سکے۔ (4) پیغمبر اسلام بھی جنگی لشکر کے پیچھے پیچھے چلا کرتے تھے تا کہ کمزوروں کو آگے بڑھائیں اور گری پڑی چیزیں اٹھالیں۔ (مختصر ابن کثیر: 968/1) (4)﴿وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ﴾ ''اور تم میں سے کوئی پلٹ کر نہ دیکھے'' یعنی کوئی بھی پیچھے مڑ کر مجرموں پر عذاب نازل ہوتا نہ دیکھے۔ (5) یعنی چیخیں سن کر پیچھے نہ دیکھنا' لوگوں کو چھوڑ کر آگے بڑھ جانا۔ (6)﴿وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ﴾ ''اور وہاں چلے جاؤ جہاں جانے کا تمہیں حکم دیا جاتا ہے'' گویا ان کے ساتھ کوئی رہبر تھا جو ان کی راہنمائی کرتا تھا کہ انہیں کہاں جانا ہے۔ (تفسیر سعدی: 1377/2) (7) یعنی جیسے تمہارے رب نے تمہیں حکم دیا ہے اور انہیں شام کی طرف جانے کا حکم دیا گیا تھا۔ (ایسر التفاسیر: 743)

﴿وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ (66)﴾

''اور اُسے ہم نے یہ فیصلہ پہنچا دیا کہ یقیناً صبح ہوتے ہی ان کی جڑ کاٹ دی جانے والی ہے۔'' (66)

سوال: ﴿وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ﴾ ''اور اُسے ہم نے یہ فیصلہ پہنچا دیا کہ یقیناً صبح ہوتے ہی ان کی جڑ کاٹ دی جانے والی ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ﴾ ''اور اُسے ہم نے یہ فیصلہ پہنچا دیا'' یعنی ہم نے ایسی خبر کے بارے میں بتا دیا ہے جس کے بارے میں فیصلہ ہو چکا، جس میں تبدیلی کی گنجائش نہیں۔ (2)﴿اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ﴾ ''یقیناً صبح ہوتے ہی ان کی جڑ کاٹی دی جانے والی ہے'' یعنی صبح کے وقت ان پر عذاب آجائے گا اور ان کی جڑ کاٹ دے گا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ﴾ ''یقیناً ان کے وعدے کا وقت صبح ہے۔'' (ہود: 18) (3) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت خیبر پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کسی قوم پر حملہ کرنے کے لیے رات کے وقت پہنچتے تو فوراً ہی حملہ نہیں کرتے تھے، بلکہ جب صبح ہو جاتی تو پھر حملہ کرتے۔ چنانچہ صبح کے وقت یہودی اپنے کلہاڑے اور ٹوکرے لے کر باہر نکلے لیکن جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو شور کرنے لگے کہ اللہ کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم لشکر لے کر آ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خیبر برباد ہوا، ہم جب کسی قوم کے میدان میں اتر جاتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے۔'' (بخاری: 4197)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ (67)﴾

''اورشہر کے لوگ خوش ہوتے ہوئے آ گئے۔'' (67)

سوال: ﴿وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ﴾ ''اورشہر کے لوگ خوش ہوتے ہوئے آ گئے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ﴾ ''اورشہر کے لوگ آ گئے'' سدوم کے باشندے نوجوان لڑکوں کے بارے میں سن کر بھاگتے ہوئے آ گئے۔ (2) ﴿يَسْتَبْشِرُوْنَ﴾ ''خوش ہوتے ہوئے'' یعنی لوط علیہ السلام کے خوب صورت مہمانوں کی آمد اوران پر انہیں قدرت حاصل ہونے کی بنا پر وہ ایک دوسرے کو خوش خبری دیتے تھے۔ ان کا مقصد ان کے ساتھ بدفعلی کرنے کا تھا۔ پس وہ آئے اور سیدنا لوط علیہ السلام کے گھر پہنچ گئے اوران کے مہمانوں کے بارے میں ان کے ساتھ جھگڑنے لگے اور لوط علیہ السلام نے ان سے بچنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا: ﴿قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ﴾ ''لوط نے کہا: ''یقیناً یہ لوگ میرے مہمان ہیں سو تم مجھے ذلیل نہ کرو۔'' (تفسیر سعدی:2/1377)

﴿ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ (68)﴾

''لوط نے کہا: ''یقیناً یہ لوگ میرے مہمان ہیں سو تم مجھے ذلیل نہ کرو''۔'' (68)

سوال: ﴿قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ﴾ ''لوط نے کہا: ''یقیناً یہ لوگ میرے مہمان ہیں سو تم مجھے ذلیل نہ کرو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ﴾ ''یقیناً یہ لوگ میرے مہمان ہیں'' یعنی یہ خبر لانے والے فرشتے میرے مہمان ہیں۔ (2) ''سو تم مجھے ذلیل نہ کرو'' یعنی بے حیائی کا مطالبہ کر کے مجھے رسوا نہ کرو اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ۔

﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ (69)﴾

''اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو۔'' (69)

سوال: ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو'' یعنی میرے اور اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ کہ کہیں تم پر اس کا عذاب نہ آ جائے۔ (جامع البیان:47/14) (2) ﴿وَلَا تُخْزُوْنِ﴾ ''اور مجھے رسوا نہ کرو'' میرے مہمانوں کے سامنے مجھے شرمندہ نہ کرو۔ ان مقدس مہمانوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی بے حرمتی نہ کرو۔

﴿قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (70)﴾

''انہوں نے کہا: ''کیا ہم نے سارے جہانوں سے تمہیں منع نہیں کیا؟'' (70)

سوال: ﴿قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ''انہوں نے کہا: ''کیا ہم نے سارے جہانوں سے تمہیں منع نہیں کیا؟'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿قَالُوْٓا﴾ ''انہوں نے کہا'' لوط علیہ السلام کی قوم نے انہیں جواب دیا۔ (2) ﴿اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ''کیا ہم نے سارے جہانوں سے تمہیں منع نہیں کیا؟ یعنی ہم نے تو ان کی مہمان نوازی کرنے سے تمہیں پہلے ہی روک دیا ہے اور ہم نے پہلے ہی تمہیں ان باتوں سے ڈرایا ہے اس لئے ہم بری الذمہ ہیں۔

﴿قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ (71)﴾

''لوط نے کہا: ''یہ میری بیٹیاں ہیں اگر تم کرنے ہی والے ہو۔'' (71)

سوال: ﴿قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ﴾ ''لوط نے کہا: ''یہ میری بیٹیاں ہیں اگر تم کرنے ہی والے ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالَ﴾ لوط نے معاملے کو اپنے ہاتھ سے نکلتے دیکھ کر فرمایا۔ (2) ﴿هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْ﴾ ''یہ میری بیٹیاں ہیں'' لوط علیہ السلام نے انہیں سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے عورتیں بنائی ہیں، ان سے نکاح کر کے اپنا مقصد حاصل کر لو۔ (3) بیٹیوں سے مراد بیویاں ہیں۔ پیغمبر قوم کے لئے باپ کی طرح ہوتا ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں رب العزت نے فرمایا: ﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ﴾ ''نبی ایمان والوں پر ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھنے والا ہے اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں'' (الاحزاب:6) (4) ﴿اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ﴾ ''اگر تم کرنے ہی والے ہو'' یعنی اگر تم اپنی خواہش پوری کرنا چاہتے ہو تو قوم کی عورتیں ہیں جو تمہاری بیویاں ہیں۔

﴿لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (72)﴾

''آپ کی عمر کی قسم! بلاشبہ وہ اپنے نشے میں بہک رہے تھے۔'' (72)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال:﴿لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ﴾ ''آپ کی عمر کی قسم! بلاشبہ وہ اپنے نشے میں بہک رہے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿لَعَمْرُكَ﴾ ''آپ کی عمر کی قسم'' اللہ رب العزت نے نبی ﷺ سے فرمایا: آپ ﷺ کی زندگی کی قسم۔(2)﴿اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ﴾ ''بلاشبہ وہ اپنے نشے میں بہک رہے تھے۔'' لوگ اپنے نشے اور بے ہوشی میں چور تھے۔ یہ نشہ فحش کام کا تھا جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:﴿اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ (١٦٥) وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ط بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ (١٦٦)﴾ ''کیا تم جہانوں میں سے مردوں کے پاس آتے ہو؟ اور تم چھوڑ دیتے ہو جو تمہارے رب نے تمہاری بیویاں پیدا کی ہیں، بلکہ تم حد سے گزر جانے والے لوگ ہو۔'' (الشعراء:165,166)

﴿فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ (73)﴾

''پس دن نکلتے ہی اُنہیں ایک چنگھاڑ نے پکڑ لیا۔''(73)

سوال:﴿فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ﴾ ''پس دن نکلتے ہی اُنہیں ایک چنگھاڑ نے پکڑ لیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ''پس دن نکلتے ہی اُنہیں ایک چنگھاڑ نے پکڑ لیا'' صبح سویرے سیدنا جبرائیل علیہ السلام کی دلدوز اور ہیبت ناک چیخ نے ان کے دل پھاڑ ڈالے۔

﴿فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ (74)﴾

''تو ہم نے اس بستی کے اوپر کو اس کے نیچے کر دیا اور ان پر پکی ہوئی مٹی کے پتھروں کی بارش برسائی۔''(74)

سوال: ﴿فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ﴾ ''تو ہم نے اس بستی کے اوپر کو اس کے نیچے کر دیا اور ان پر پکی ہوئی مٹی کے پتھروں کی بارش برسائی'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا﴾ ''تو ہم نے اس بستی کے اوپر کو اس کے نیچے کر دیا'' یعنی ان کی بستیاں آسمان تک اٹھا کر پٹخ کر پلٹ دی گئیں۔(2)﴿وَاَمْطَرْنَا﴾ ''اور بارش برسائی ہم نے'' ان کے اوپر سے یعنی آسمان سے پتھر برسائے گئے۔(3)﴿حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ﴾ ''پکی ہوئی مٹی کے پتھر'' وہ پتھر جو آگ میں پکی ہوئی مٹی کے تھے۔(4) یہ پتھر ان لوگوں کا پیچھا کرتے تھے جو بستی سے نکلنے کی کوشش کرتے تھے۔(4) یہ کل چار بستیاں تھیں جن میں چار لاکھ لڑنے والے مرد موجود تھے اور یہ سب بدکار اور مجرم تھے، جبرئیل علیہ السلام نے اس پورے خطہ زمین کو اپنے پروں پر اٹھایا پھر فضا میں بلندی پر لے کر انہیں اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک زبردست

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دھماکے کی آواز پیدا ہوئی۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب فرونہ ہوا تو پھر اسی خطہ زمین پر اوپر سے پتھروں کی بارش کی گئی۔ چنانچہ یہ خطہ زمین سطح سمندر سے 400 میٹر نیچے چلا گیا اور اوپر پانی آ گیا۔ یہی پانی بحرمیت یا غرقاب لوطی ہے۔ (تیسیر القرآن:2/ 497،498)

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ (75)﴾

''یقیناً اس میں غور وفکر کرنے والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں''۔ (75)

سوال: ﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ﴾ ''یقیناً اس میں غور وفکر کرنے والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ﴾ ''یقیناً اس میں'' یعنی ان شہروں کے کھنڈرات میں۔ (2) ﴿لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ﴾ ''یقیناً غور وفکر کرنے والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں'' وسم کے معنی فہم وفراست کے ہیں۔ (راغب) (3) اور متوسمین وہ لوگ ہیں جو نصیحت قبول کریں اور اہل عبرت وعرفان میں سے ہوں۔ (تفسیر ماجدی:2/ 754) (4) یعنی اہل بصیرت کے لئے ان کھنڈرات میں بڑا سبق ہے اور سوچنے سمجھنے والوں کے لئے نصیحت ہے۔ (5) یعنی غور وفکر کرنے والوں کے لیے۔ وہ لوگ جو فکر ورائے اور فراست کے مالک ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ اس سے کیا مراد ہے، انہیں معلوم ہے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جرأت کرتا ہے، خاص طور پر اس انتہائی فحش کام کا ارتکاب، تو اللہ تعالیٰ اسے اسی طرح بدترین سزا دے گا جس طرح انہوں نے بدترین جرم کے ارتکاب کی جسارت کی ہے۔ (تفسیر سعدی:2/ 1378)

﴿وَاِنَّهَا لَبِسَبِیْلٍ مُّقِیْمٍ (76)﴾

''اور بے شک وہ (بستی) یقیناً مستقل (آباد) راستے پر ہے۔'' (76)

سوال: ﴿وَاِنَّهَا لَبِسَبِیْلٍ مُّقِیْمٍ﴾ ''اور بے شک وہ (بستی) یقیناً مستقل (آباد) راستے پر ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنَّهَا﴾ ''اور بے شک وہ (بستی)'' یعنی لوط علیہ السلام کا شہر۔ (2) ﴿لَبِسَبِیْلٍ مُّقِیْمٍ﴾ ''یقیناً مستقل (آباد) راستے پر ہے'' یعنی سدوم ایک آباد گزرگاہ پر واقع ہے۔ اس علاقے میں جانے والے اس جگہ کو پہچانتے ہیں۔ (3) یعنی عرب وشام کے درمیان خوب چلتے ہوئے راستے پر۔ سدوم وعمورہ کے برباد شدہ شہر، بحر لوط یا بحر مردہ کے کنارے عین اسی راستہ پر واقع تھے جس پر حجاز وشام کے درمیان قافلے برابر آتے جاتے رہتے تھے اور جس سے قرآن مجید کے مخاطبین اول، اہل عرب خوب واقف ومانوس تھے۔ (تفسیر ماجدی: 2/ 755) (4) ﴿وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ (١٣٧) وَبِالَّيْلِ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (١٣٨)﴾ ''اور یقیناً تم اُن پر سے صبح کو گزرتے ہو۔ اور رات کو بھی، تو کیا تم سمجھتے نہیں۔'' (الصافات 137،138) (5) سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تبوک کے لیے جاتے ہوئے مقام حجر میں اترے تو آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ یہاں کے کنویں کا پانی نہ پئیں اور نہ (مشکوں وغیرہ میں) بھر کر رکھیں۔ صحابہ نے عرض کی کہ ہم نے تو اس پانی سے آٹا گوندھ لیا ہے اور اسے بھر کر بھی رکھ لیا ہے۔ تو آپ نے انہیں آٹا پھینک دینے اور پانی بہا دینے کا حکم دیا۔ (بخاری:3345)

﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿77﴾﴾

''بے شک اس میں ایمان والوں کے لیے یقیناً نشانی ہے۔'' (77)

سوال: ﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ﴾ ''بے شک اس میں ایمان والوں کے لیے یقیناً نشانی ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ﴾ ''بے شک اس میں'' یعنی قوم لوط کی تباہی اور ایمان والوں کی سلامتی میں نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کو برباد کر دیتا ہے اور مومنوں کو بچا لیتا ہے۔ (2) ﴿لَاٰیَۃً لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ﴾ ''ایمان والوں کے لیے یقیناً نشانی ہے'' اس قصے میں ایمان والوں کے لیے نشانی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آتا ہے تو ٹل نہیں سکتا۔ اس میں تاخیر بھی ممکن نہیں ہوتی۔ (2) اس قصے میں ایمان والوں کے لیے نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو بچا لیتے ہیں اور مجرموں کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ (3) اس قصے میں بہت سی عبرتیں ہیں۔ (الف) اللہ تعالیٰ کی اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام پر بے حد عنایات تھیں۔ لوط علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے اہل ایمان ابراہیم علیہ السلام کے متبعین میں شمار ہوتے ہیں۔ گویا سیدنا لوط علیہ السلام سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے شاگرد تھے۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کے ہلاکت کے مستحق ہونے پر ان کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس نے اپنے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے ہو کر جائیں، تاکہ وہ ان کو بیٹے کی خوشخبری دے سکیں اور ان کو آگاہ بھی کریں کہ ان کو کس کام کے لئے بھیجا گیا ہے۔ یہاں تک کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام قوم لوط کے بارے میں فرشتوں سے بحث کرنے لگے۔ حتیٰ کہ فرشتوں نے ان کو مطمئن کر دیا اور وہ مطمئن ہو گئے۔ (ب) اسی طرح سیدنا لوط علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی بے پایاں عنایات تھیں۔ کیونکہ ان کی قوم کے لوگ، ان کے اہل وطن تھے، اس لئے بسا اوقات ان کو ان پر رحم آجاتا تھا، اللہ تعالیٰ نے ایسے اسباب مقرر فرمائے جن کی بنا پر ان کو اپنی قوم پر سخت غصہ آیا حتی کہ وہ سمجھنے لگے کہ ان کی قوم پر عذاب نازل ہونے میں دیر ہو رہی ہے۔ ان سے کہا گیا: ﴿اِنَّ مَوۡعِدَهُمُ الصُّبۡحُ ؕ اَلَیۡسَ الصُّبۡحُ بِقَرِیۡبٍ﴾ ''ان کے وعدے کا یقینی وقت صبح کا ہے، کیا صبح قریب نہیں ہے؟'' (ھود:81) (ج) جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتا ہے، تو ان کا شر اور ان کی سرکشی بڑھ جاتی ہے اور جب شر اور سرکشی کی انتہا ہو جاتی ہے، تو اللہ تعالیٰ ان پر وہ عذاب واقع کر دیتا ہے جس کے وہ مستحق ہوتے ہیں۔ (تفسیر سعدی:1379/2)

﴿وَ اِنۡ کَانَ اَصۡحٰبُ الۡاَیۡکَۃِ لَظٰلِمِیۡنَ ﴿78﴾﴾

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''اور بے شک ایکہ والے یقیناً ظالم تھے۔'' (78)

سوال: ﴿وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ﴾ ''اور بے شک ایکہ والے یقیناً ظالم تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ''اور بے شک ایکہ والے یقیناً ظالم تھے'' اصحاب ایکہ سے مراد قوم شعیب ہے۔یعنی یہ قوم شرک میں مبتلا تھی' ڈکیتی ان کا پیشہ تھا اور ناپ تول میں کمی بیشی کرنا ان کی عادت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک خوف ناک چیخ' زلزلہ اور سائے والے دن کا عذاب بھیج کر ان سے انتقام لیا۔ یہ قوم قوم لوط کے بعد کی ہے اور جگہ کے اعتبار سے یہ دونوں قومیں ایک ہیں یعنی دونوں مشہور راہ پر آباد تھیں۔ (مختصر ابن کثیر 971,970/1) (2) یہ سیدنا شعیب علیہ السلام کی قوم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی (الایکۃ) کی طرف اضافت کی ہے اور (الایکۃ) سے مراد وہ باغ ہے جس میں بکثرت درخت ہوں، تاکہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی نعمت کا ذکر فرمائے، مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر ادا نہ کیا، بلکہ اس کے برعکس، جب ان کے نبی شعیب علیہ السلام ان کے پاس آئے اور ان کو توحید کی دعوت دی، ناپ تول میں ان کو لوگوں پر ظلم کرنے سے باز آنے کی تلقین کی اور اس ظلم سے ان کو سختی سے منع کیا مگر وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے بارے میں اپنے ظلم پر جمے رہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کا یہاں ظالمین کے لفظ سے ذکر فرمایا۔ (تفسیر سعدی 1379/2) (3) رب العزت نے فرمایا: ﴿كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ (۱۷۶) اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ (۱۷۷) اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ (۱۷۸) فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ (۱۷۹)﴾ ایکہ والوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔ جب اُن سے شعیب نے کہا: ''کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟ یقیناً میں تمہارے لیے امانت دار رسول ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور میری اطاعت کرو۔ (الشعراء: 179-176)

﴿فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ (79)﴾

''تو ہم نے ان سے انتقام لیا اور بے شک وہ دونوں (بستیاں) یقیناً کھلے راستے پر ہیں۔'' (79)

سوال: ﴿فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ﴾ ''تو ہم نے اُن سے انتقام لیا اور بے شک وہ دونوں (بستیاں) یقیناً کھلے راستے پر ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ﴾ ''تو ہم نے ان سے انتقام لیا'' یعنی چھتری والے دن کا عذاب ان پر اترا۔ رب العزت نے فرمایا ﴿فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ (۱۸۹)﴾ تو ان کو سائبان کے دن والے عذاب نے پکڑ لیا، یقیناً وہ بہت بڑے دن کا عذاب تھا۔ (الشعراء: 189) (2) اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر اور نافرمانیوں پر انہیں عذاب دیا۔ (3) ﴿وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ﴾ ''اور بے شک وہ دونوں (بستیاں) یقیناً کھلے راستے پر ہیں'' یعنی یہ دونوں بستیاں واضح راستے پر واقع ہیں جہاں ہر وقت مسافروں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قافلے گزرتے رہتے ہیں۔ان کے وہ آثار نمایاں ہیں جن کا آنکھوں سے مشاہدہ کیا جاسکتا ہے اور عقل مند لوگ اس سے عبرت حاصل کرسکتے ہیں۔(تفسیر سعدی:1379،1380/2)

رکوع نمبر 6

﴿وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ (80)﴾

''اور بلاشبہ یقیناً حجر والوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا۔''(80)

سوال:﴿وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً حجر والوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَلَقَدْ كَذَّبَ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً جھٹلایا''جس نے ایک نبی کو جھٹلایا اس نے تمام انبیاء کو جھٹلایا۔(2)﴿اَصْحٰبُ الْحِجْرِ﴾ ''حجر والوں نے''یعنی ثمود نے جو کہ مدینہ اور شام کے درمیان رہتے تھے۔(3)﴿الْمُرْسَلِيْنَ﴾''رسولوں کو''انہوں نے صالح علیہ السلام کو جھٹلایا جو ان کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے تھے۔جس نے ایک رسول کو جھٹلایا اس نے گویا کہ سب ہی کو جھٹلا دیا کیونکہ سب رسولوں کی دعوت ایک ہی تھی۔انہوں نے رسول کی ذات کو نہیں اس حق کو جھٹلایا تھا جو سارے رسول لے کر آئے تھے۔

﴿وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ (81)﴾

''اور ہم نے ان کو اپنی نشانیاں دیں مگر وہ سب ان سے منہ موڑنے والے تھے۔''(81)

سوال:﴿وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ﴾''اور ہم نے ان کو اپنی نشانیاں دیں مگر وہ سب ان سے منہ موڑنے والے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا﴾''اور ہم نے ان کو اپنی نشانیاں دیں''اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی نشانیاں عطا کی تھیں جن سے صالح علیہ السلام کی تصدیق ہوتی تھی مثلاً صالح علیہ السلام کی دعا سے اونٹنی کا چٹان سے نکلنا،پھر اونٹنی کا ان کے درمیان چلنا پھرنا،پھر اس کے لیے پانی کے دن کا مقرر ہونا۔(2)﴿فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ﴾''مگر وہ سب ان سے منہ موڑنے والے تھے''یعنی وہ ان نشانیوں پر اعتبار کرنے والے نہ تھے۔(فتح القدیر:176/3)(3)انہوں نے سرکشی سے نشانیوں سے روگردانی کی اور اونٹنی کو مار ڈالا تو سیدنا صالح علیہ السلام نے ان سے کہا:﴿تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ﴾ ''تین دن تک تم اپنے گھروں میں فائدہ اٹھا لو یہ ایسا وعدہ ہے جو جھوٹا نہ ہوگا''(ہود:65)(4)رب العزت نے فرمایا:﴿وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴾ ''رہے ثمود تو ہم نے ان کو ہدایت کا راستہ دکھا دیا، پھر انہوں نے ہدایت کے مقابلے میں اندھے پن کو پسند کیا تو ان کو ذلت کے ٹوٹ پڑنے والے عذاب نے پکڑ لیا ان اعمال کی وجہ سے جو وہ کماتے تھے''۔ (فصلت:17)

﴿ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ (82)﴾

''اور وہ پہاڑوں سے بے خوف ہو کر گھر تراشتے تھے۔'' (82)

سوال:﴿ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ﴾ ''اور وہ پہاڑوں سے بے خوف ہو کر گھر تراشتے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ وَكَانُوْا ﴾ ''اور وہ تھے'' یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو پا کر وہ تھے۔(2)﴿ يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ﴾ ''پہاڑوں سے بے خوف ہو کر گھر تراشتے تھے'' اصحاب حجر پہاڑ تراش کر گھر بناتے تھے۔اصحاب حجر سمجھتے تھے کہ ہم نے شان دار گھر بنا کر اپنی حفاظت کے سارے انتظامات مکمل کر لیے ہیں۔(3) یعنی اپنے گھروں میں ہر خوف سے مطمئن ہو کر۔پس اگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کیا ہوتا اور اپنے نبی صالح علیہ السلام کی تصدیق کی ہوتی تو اللہ تعالیٰ ان کو بے پناہ رزق عطا کرتا اور مختلف انواع کے دنیاوی اور اخروی ثواب کے ذریعے ان کی عزت افزائی کرتا مگر انہوں نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کرتے ہوئے کہنے لگے:﴿ يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴾'' اے صالح اگر تم واقعی رسولوں میں سے ہو تو ہم پر لے آؤ جس کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو'' (الاعراف:77)(تفسیر سعدی:1380/2)

﴿ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ (83)﴾

''چنانچہ صبح ہوتے ہی انہیں ایک چنگھاڑ نے پکڑ لیا۔'' (83)

سوال: ﴿ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ﴾ ''چنانچہ صبح ہوتے ہی انہیں ایک چنگھاڑ نے پکڑ لیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1) ﴿ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ ﴾ ''چنانچہ انہیں ایک چنگھاڑ نے پکڑ لیا'' سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے آسمان سے چیخ ماری تو ان کے دل ان کے سینوں میں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔(2)﴿ مُصْبِحِيْنَ ﴾ ''صبح ہوتے ہی'' سیدنا صالح علیہ السلام نے تین دن کی مہلت کا اعلان کیا تھا اور یہ چوتھے دن کی صبح تھی جب وہ اپنے گھروں میں اوندھے گرے ہوئے تھے اور ہمیشہ کی ذلت، رسوائی اور لعنت ان پر مسلط ہو گئی۔

﴿ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (84)﴾

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''پھر وہ ان کے کسی کام نہ آیا جو وہ کماتے تھے۔'' (84)

سوال: ﴿فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ ''پھر وہ ان کے کسی کام نہ آیا جو وہ کماتے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) اصحاب الحجر نے مضبوط عمارات تعمیر کیں تھیں مگر ان کے کام نہ آئیں۔ پہاڑوں اور چٹانوں کے گھروں سے بڑھ کر محفوظ پناہ گاہیں نہیں ہوسکتیں۔ انسان پر محفوظ پناہ گاہوں کی تباہی اس طرح اثر انداز ہوتی ہے کہ انسان یہ سمجھ لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کچھ کام آنے والا نہیں۔ (2) سورۃ کے آغاز میں رب العزت نے فرمایا: ﴿ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ﴾ '' آپ چھوڑ دو انہیں وہ کھائیں اور فائدے اٹھائیں اور امیدیں انہیں غفلت میں رکھیں پھر جلد ہی وہ جان لیں گے''۔ (الحجر:3) دنیا کی زندگی میں انسان کھانے پینے، رہنے سہنے اور دنیا برتنے کو سب کچھ سمجھتا ہے پھر جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آجاتا ہے تو مال ودولت کی کثرت اور مددگاروں کی قوت کسی کام نہیں آتی، کاش سب لوگ یہ سمجھ جائیں کہ زندگی محض کھا پی کر جینے اور من کی ماننے کے لیے نہیں ہوتی۔ ہمیں تو ہمارے رب نے اپنے لیے پیدا کیا ہے تا کہ ہمارے دل محبت اور تعظیم کے ساتھ اس سے جڑ جائیں۔ یا ارحم الرحمین! سب انسانوں کو اس کا فہم نصیب فرمادے اور سب کو زندگی کا مقصد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔ (آمین)

﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ (85)﴾

''اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو بھی ان دونوں کے درمیان ہے اسے حق کے ساتھ بنایا ہے اور یقیناً قیامت ضرور آنے والی ہے، سو آپ اچھے انداز میں درگزر کریں۔'' (85)

سوال: ﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ﴾ ''اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو بھی ان دونوں کے درمیان ہے اسے حق کے ساتھ بنایا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کو بے مقصد نہیں بنایا۔ (2) حق سے مراد وہ فوائد اور مصلحتیں ہیں جو اس کی پیدائش سے مقصود ہیں۔ (3) اس سے مراد ہے کہ کائنات کی گہرائیوں میں سچائی ہے، کائنات کی تخلیق میں سچائی ہے، کائنات کے وجود میں سچائی ہے، کائنات کی منصوبہ بندی میں سچائی ہے، کائنات کے ضابطوں میں سچائی ہے، اس کائنات کے انجام میں سچائی ہے۔ اس کائنات کو حق کے ساتھ حد درجہ حکمت کے ساتھ بنایا گیا ہے۔ ہر چیز کو جیسا ہونا چاہئے ویسی ہے۔ (4) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ؕ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ﴾ ''اور ہم نے آسمان کو اور زمین کو اور دونوں کے درمیان کو بے مقصد پیدا نہیں کیا یہ ان لوگوں کو گمان ہے جنھوں نے کفر کیا سو جنھوں نے کفر کیا ان کے لیے آگ کی ہلاکت ہے۔ (ص:27) (5)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ (۳۸) مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور ان دونوں کے درمیان جو کچھ ہے کھیلتے ہوئے پیدا نہیں کیا۔ہم نے تو ان کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے لیکن ان کے اکثر لوگ نہیں جانتے۔(الدخان:38,39)(6) نبی ﷺ جب رات کو اٹھتے تو دعا کرتے اور یہ آیت بھی تلاوت کرتے ﴿رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ج سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ ''اے ہمارے رب تو نے یہ سب کچھ بے مقصد نہیں بنایا، آپ پاک ہیں سو ہمیں آگ کے عذاب سے بچا لیں۔(آل عمران:191)(7) رب العزت نے فرمایا:﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ (۱۱۵) فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ج لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ﴾ ''تو پھر کیا تم نے یہ گمان کیا کہ ہم نے تمہیں بلا مقصد پیدا کیا ہے اور بلا شبہ تمہیں ہماری طرف واپس نہیں لوٹایا جائے گا؟ تو اللہ تعالیٰ بے حد بلند ہے جو بادشاہ حقیقی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، عزت والے عرش کا رب ہے''۔(المومنون:115,116)

سوال2:﴿اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ﴾ ''اور یقیناً قیامت ضرور آنے والی ہے،سو آپ اچھے انداز میں درگزر کریں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ﴾ ''اور یقیناً قیامت ضرور آنے والی ہے'' یعنی قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں کیونکہ زمین و آسمان کو پہلی بار پیدا کرنا اس کے اعادہ کرنے سے زیادہ مشکل ہے۔(2) رب العزت نے فرمایا:﴿اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا﴾ ''یقیناً قیامت آنے والی ہے قریب ہے کہ میں اسے چھپاؤں۔''(طٰہٰ:15)(3) رب العزت نے فرمایا:﴿وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا لا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ ''اور یقیناً قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ انہیں اٹھائے گا جو قبروں میں ہیں۔(الحج:7)(4)﴿وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ لا اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ﴾ ''اور جب کہا جاتا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کوئی شک نہیں تو تم کہتے تھے کہ ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا ہوتی ہے۔ہم تو ایک معمولی گمان رکھتے ہیں اور ہم پورا یقین کرنے والے نہیں ہیں۔''(الجاثیہ:32)(5)﴿وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ﴾ ''اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرم سخت مایوس ہوں گے۔''(الروم:12)(6)﴿فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ﴾ ''سو آپ اچھے انداز میں درگزر کریں'' اچھے انداز میں درگزر کرنے کی تلقین اس لیے کی گئی کہ سچائی بیچ ہو کر رہنے والی ہے لہٰذا آپ عداوت رکھنے کے بجائے درگزر کریں۔(7) سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ﴿الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ﴾ کے بارے میں فرمایا: بغیر عتاب کے راضی ہونا ہے۔(اضواء البیان:2/312)

﴿اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ (86)﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''یقیناً آپ کا رب ہی کمال درجے کا پیدا کرنے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔'' (86)

سوال: ﴿اِنَّ رَبَّکَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ﴾ ''یقیناً آپ کا رب ہی کمال درجے کا پیدا کرنے والا، سب کچھ جاننے والا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ رَبَّکَ هُوَ الْخَلّٰقُ﴾ ''یقیناً آپ کا رب ہی کمال درجے کا پیدا کرنے والا'' وہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا۔ آپ کا رب تو وہ ہے جس نے انہیں بھی پیدا کیا اور ہر چیز کو پیدا کیا جس نے مومن بھی پیدا کیے ہیں اور کافر بھی۔ (2) ﴿الْعَلِیْمُ﴾ ''سب کچھ جاننے والا ہے'' جو آپ کے حال کو بھی جانتا ہے اور ان کے حالات سے بھی پوری طرح باخبر ہے۔ اس سے کوئی چیز چھپی نہیں رہ سکتی جو آپ کے اور ان کے درمیان جاری ہے وہ بھی چھپا نہیں ہے، وہ آپ لوگوں کے درمیان فیصلے کرے گا۔ (3) جو رب پیدا کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے وہ قیامت کے لانے پر قدرت رکھتا ہے، اس کو کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی۔

﴿وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ (87)﴾

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے آپ کو سات بار بار دہرائی جانے والی آیات اور قرآن عظیم عطا کیا ہے۔'' (87)

سوال: ﴿وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے آپ کو سات بار بار دہرائی جانے والی آیات اور قرآن عظیم عطا کیا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے آپ کو سات بار بار دہرائی جانے والی آیات عطا کی ہیں'' اللہ رب العزت نے نبی ﷺ پر اپنے انعامات کا تذکرہ فرمایا ہے جن میں سبع مثانی بھی ہے۔ (2) سبع مثانی سورۃ الفاتحہ کی سات آیات ہیں۔ (ایسر التفاسیر: 745) (3) اس سے مراد سات آیتیں ہیں جو نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہیں یعنی سورۃ الفاتحہ۔ حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الحمد للہ رب العالمین یہ سبع مثانی قرآن عظیم ہے جو میں دیا گیا ہوں۔ (بخاری) (4) ابوسعید بن معلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ میرے پاس سے گزرے میں اس وقت نماز پڑھ رہا تھا۔ رسول ﷺ نے مجھے بلایا میں نماز سے فارغ ہونے کے بعد خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ فوراً ہی کیوں نہ آئے؟ عرض کیا کہ نماز پڑھ رہا تھا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو حکم نہیں دیا؟ کہ اے ایمان والو! جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ تمہیں بلائیں تو لبیک کہو! پھر آپ نے فرمایا: کیوں نہ آج میں تمہیں مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کی سب سے عظیم سورت بتاؤں! پھر آپ مسجد سے تشریف لے جانے کے لیے اٹھے تو میں نے بات یاد دلائی آپ ﷺ نے فرمایا کہ سورۃ ''الحمد للہ رب العالمین'' یہی سبع مثانی ہے اور یہی قرآنِ عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔ (بخاری: 4703) (5) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''ام القرآن (یعنی سورۃ فاتحہ) ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے۔(بخاری کتاب التفسیر:4704)(6)﴿وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ﴾ ''اور قرآن عظیم''یعنی سورۃ الفاتحہ کے ساتھ قرآن عظیم عطا کر کے اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو بہترین کلمے سے نواز دیا۔اسی لیے رب العزت نے فرمایا:﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ﴾ ''آپ کہہ دیں یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اوراس کی رحمت سے ہے سو اسی کے ساتھ تو لازم ہے کہ وہ خوش ہوں وہ ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جسے لوگ جمع کرتے ہیں''۔(یونس:58)(7) قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔قرآن مجید انسان کے لیے ہدایت کی کتاب ہے۔قرآن مجید ایمان لانے والوں کے لیے آخرت کی کامیابی کی ضمانت ہے۔قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی راہ نمائی کی آخری کتاب ہے۔قرآن مجید کا آخری کتاب ہونے کی حیثیت سے یہ لازمی امر ہے کہ اسے اپنے مخالفین پر غلبہ حاصل ہو کیونکہ غلبے کے بغیر یہ آخری کتاب کی حیثیت سے باقی نہیں رہ سکتی۔

﴿لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ (88)﴾

''آپ اپنی آنکھیں ہرگز نہ اٹھائیں اس متاع دنیا کی طرف جس کے ساتھ ہم نے مختلف لوگوں کو فائدہ دیا اوران پر غم نہ کھائیں اور مؤمنوں کے لیے اپنے بازو جھکا دیں۔''(88)

سوال1:﴿لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''آپ اپنی آنکھیں ہرگز نہ اٹھائیں اس متاعِ دنیا کی طرف جس کے ساتھ ہم نے مختلف لوگوں کو فائدہ دیا اوراُن پر غم نہ کھائیں اور مؤمنوں کے لیے اپنے بازو جھکا دیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ﴾ ''آپ اپنی آنکھیں ہرگز نہ اٹھائیں اس متاع دنیا کی طرف جس کے ساتھ ہم نے مختلف لوگوں کو فائدہ دیا''یعنی دنیا کی چیزیں آپ کو اتنی اچھی نہ لگیں کہ آپ کو دنیا کی شہوات میں مشغول کردیں۔آپ ﷺ دنیا،اس کی بہاروں اوراس کی چندروز رونقوں کو نہ دیکھیں،ہم نے دنیا پرستوں کو یہ دولت فتنے میں مبتلا ہونے کے لیے دی ہے اللہ رب العزت نے جو سات بار بار دہرائی جانے والی آیات اور قرآن عظیم عطا کیا اس کے ذریعے خوش ہو جائیں۔(2)﴿وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ﴾ ''اوران پر غم نہ کھائیں''ان کے جھٹلانے اوران کی مخالفت سے آپ کا دل غمگین نہ ہو کیونکہ ان سے کسی بھلائی کی امید نہیں رکھی جاسکتی۔اللہ تعالیٰ نے ان کا بہترین نعم البدل ایمان والوں کی صورت میں آپ ﷺ کو عطا کیا ہے۔رب العزت نے فرمایا:﴿وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ﴾ ''اورآپ صبر کریں اور آپ کا صبر نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اورآپ ان پر غم نہ کریں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اور نہ آپ تنگی میں ہوں اس سے جو وہ خفیہ تدبیریں کرتے ہیں۔" (النحل:127) (3) ﴿فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ﴾ "چنانچہ آپ کی جان اُن پر افسوس کر کے نہ جاتی رہے۔" (فاطر:8) (4) ﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا﴾ پس شاید آپ ان کے پیچھے غم ہی سے خود کو ہلاک کرنے والے ہیں کہ وہ اس کلام پر ایمان نہیں لاتے؟ (الکھف:6) (5) ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ "اور مومنوں کے لیے اپنے بازو جھکا دیں" نبی ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ ایمان والوں سے نرمی، محبت اور حسن اخلاق سے پیش آئیں، ان کی تکریم کریں۔ (6) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ "اور آپ مومنوں میں سے جو آپ کے پیچھے چلیں ان کے لیے اپنے بازو جھکائے رکھیں"۔ (الشعراء:215) (7) سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم چھ آدمی نبی ﷺ کے ساتھ تھے تو مشرک لوگوں نے نبی ﷺ سے کہا: آپ ﷺ ان لوگوں کو اپنے پاس سے ہٹا دیں تو یہ ہم پر جرأت نہیں کرسکیں گے۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ان لوگوں میں) میں اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ہذیل کا ایک آدمی اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اور دو آدمی جن کا نام میں نہیں جانتا تھا تو رسول اللہ ﷺ کے دل میں جو اللہ نے چاہا واقع ہوا اور آپ ﷺ نے اپنے دل میں ہی باتیں کیں تو اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: "ان لوگوں کو دور نہ کرو جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں اور اس کی رضا چاہتے ہیں۔" (مسلم فضائل صحابہ:6241)

﴿وَقُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ (89)﴾

"اور آپ کہہ دیں بلاشبہ میں تو کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں۔" (89)

سوال: ﴿وَقُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ﴾ "اور آپ کہہ دیں بلاشبہ میں تو کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں" کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) اللہ رب العزت نے نبی ﷺ کو حکم دیا ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کو بتا دیں کہ آپ پر دوست اور دشمن سب کے لیے تبلیغ کی ذمہ داری عائد کی گئی ہے اور یہ کہ میں صاف صاف ڈرانے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے جو پہلی قوموں پر آیا تمہیں ڈرا رہا ہوں کہ کہیں اپنے نبی کو جھٹلانے پر تم پر بھی وہی عذاب نہ آ جائے۔ (2) سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ آیت جو قرآن میں ہے "اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے" تو رسول ﷺ کے متعلق یہی اللہ تعالیٰ نے تورات میں بھی فرمایا تھا: اے نبی بے شک ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور بشارت دینے والا اور ان عربوں کی حفاظت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ آپ میرے بندے ہیں اور میرے رسول ﷺ ہیں۔ میں نے آپ کا نام متوکل رکھا۔ آپ نہ بدخو ہیں اور نہ سخت دل اور نہ بازاروں میں شور کرنے والے اور نہ وہ برائی کا بدلہ برائی سے دیں گے بلکہ معافی اور درگزر سے کام لیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی روح اس وقت تک قبض نہیں کرے گا جب تک کہ وہ کج قوم عربی کو سیدھا نہ کرلیں یعنی جب تک کہ وہ ان سے لا الہ الا اللہ کا اقرار نہ کرلیں۔ پھر اس کلمہ توحید کے ذریعے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ اندھی آنکھوں کو اور بہرے کانوں کو اور پردہ پڑے ہوئے دلوں کو کھول دیں گے۔(بخاری:4838)(3) نبی کریم ﷺ نے فرمایا"میری اور جس دعوت کے ساتھ مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اس کی مثال ایسے شخص جیسی ہے جو کسی قوم کے پاس آئے اور کہے: اے قوم! میں نے ایک لشکر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور میں ننگ دھڑنگ تم کو ڈرانے والا ہوں، پس بچاؤ کی صورت کرو تو اس قوم کے ایک گروہ نے بات مان لی اور رات کے شروع ہی میں نکل بھاگے اور حفاظت کی جگہ چلے گئے اس لیے نجات پا گئے لیکن ان کی دوسری جماعت نے جھٹلایا اور اپنی جگہ ہی پر موجود رہے، پھر صبح سویرے دشمن کے لشکر نے انہیں آلیا اور انہیں مارا اور ان کو برباد کر دیا۔ یہ مثال ہے اس کی جو میری اطاعت کریں جو دعوت میں لایا ہوں اس کی پیروی کریں اور اس کی مثال ہے جو میری نافرمانی کرے اور جو میں حق لے کر آیا ہوں۔(بخاری:7283)

﴿كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ (90)﴾

"جیسا کہ (عذاب) ہم نے تقسیم کرنے والوں پر اُتارا تھا۔"(90)

سوال: ﴿كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ﴾"جیسا کہ (عذاب) ہم نے تقسیم کرنے والوں پر اتارا تھا" کی وضاحت کریں؟

جواب(1) ﴿الْمُقْتَسِمِيْنَ﴾ سے مراد وہ کافر ہیں جنہوں نے رات کو جا کر قسم کھائی تھی کہ صالح پیغمبر کی اونٹنی کو مار ڈالیں گے۔(بخاری کتاب التفسیر)(2) الْمُقْتَسِمِيْنَ سے مراد(i) کتاب الٰہی کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے ہیں۔(ii) کچھ لوگوں کا خیال ہے اس سے مراد قریش کی قوم ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو تقسیم کر دیا۔ کچھ کو شعر کچھ کو جادو کچھ کو کہانت اور کچھ کو پہلے لوگوں کی کہانیاں قرار دیا۔(iii) کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اس سے مراد اہل کتاب ہیں جنہوں نے آسمانی کتابوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔(iv) کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اس سے مراد صالح کی قوم ہے جنہوں نے قسم کھائی تھی کہ صالح اور ان کے گھر والوں کو رات کے اندھیرے میں قتل کر دیں گے۔(3) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا آیت﴿كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ﴾ میں یہود و نصاریٰ مراد ہیں کچھ قرآن انہوں نے مانا کچھ نہ مانا۔(بخاری:4706)(4) یعنی آپ ﷺ ان کو اسی طرح عذاب سے ڈرا رہے ہیں جیسے پہلے انبیاء نے ڈرایا جن کی قوموں پر عذاب نازل ہوا۔(5)﴿قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ﴾" انہوں نے کہا تم لوگ اللہ تعالیٰ کی قسم کھاؤ، ہم اس پر اور اس کے گھر والوں پر ضرور شب خون ماریں گے، پھر ہم ضرور اس کے وارث سے کہہ دیں گے کہ ہم اس کے گھر والوں کی ہلاکت کے موقع پر موجود نہ تھے اور ہم بلاشبہ سچے ہیں"۔(النمل:49)

﴿الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ (91)﴾

"جن لوگوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔"(91)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال1: ﴿الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ﴾ ''جن لوگوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا آیت ﴿الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ﴾ ''جن لوگوں نے قرآن کے ٹکڑے کر رکھے ہیں'' کے متعلق کہا کہ اس سے مراد اہل کتاب ہیں کہ انہوں نے قرآن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ (صحیح بخاری:4705) (2) یعنی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی کتابوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ (3) جنہوں نے قرآن کو مختلف اصناف، اعضاء اور اجزاء میں تقسیم کر رکھا ہے اور اپنی خواہشات نفس کے مطابق اس میں تصرف کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض (قرآن کے متعلق) کہتے ہیں کہ یہ جادو ہے، بعض کہتے ہیں کہانت ہے، بعض کہتے ہیں کہ یہ افتراء پردازی ہے اور اس قسم کے دیگر اقوال جو ان جھٹلانے والوں نے پھیلا رکھے ہیں جو محض اس مقصد کے لیے قرآن میں جرح وقدح کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو ہدایت کے راستے سے روک سکیں۔ (تفسیر سعدی:2/1383)

﴿فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ (92)﴾

''سو قسم ہے آپ کے رب کی! یقیناً ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے۔'' (92)

سوال1: ﴿فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ ''سو قسم ہے آپ کے رب کی! یقیناً ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَوَرَبِّكَ﴾ ''سو قسم ہے آپ کے رب کی'' رب العزت نے محمد ﷺ کے رب کی قسم کھا کر فرمایا ہے۔ (2) ﴿لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ ''یقیناً ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے'' کہ ان لوگوں سے ضرور پوچھیں گے جو قرآن مجید میں عیب نکالتے ہیں اور اس میں تحریف کرتے ہیں۔ (3) اللہ تعالیٰ کے پوچھنے کا مقصد سزا ہے۔ (4) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی: ﴿اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ﴾ یقیناً ہم تمہاری طرف سے مذاق اُڑانے والوں کے لیے کافی ہیں۔ (الحجر:95) اور فرمایا، نبی ﷺ کا مذاق اڑانے والے یہ لوگ تھے: ولید بن مغیرہ، اسود بن عبد یغوث زہری، ابو زمعہ اسود بن مطلب، حارث بن عیطل سہمی، عاص بن وائل۔ سیدنا جبریل علیہ السلام رسول کریم ﷺ کے پاس آئے تو اللہ کے نبی ﷺ نے مذاق اڑانے والوں کی شکایت جبریل علیہ السلام سے کی۔ جبریل علیہ السلام نے اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے ولید کو کر دیا اور اس کی بغل میں ایک رگ کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا: آپ نے (ولید کے ساتھ) کیا کیا؟ ''جبریل علیہ السلام نے کہا: ''میں نے اسے سزا دے دی۔'' اس کے بعد جبریل علیہ السلام نے اسود کو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے کر دیا اور اس کی آنکھ کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس کے بارے میں بھی جبریل علیہ السلام سے پوچھا: ''آپ نے (اس اسود کا) کیا کیا؟'' جبریل علیہ السلام نے کہا: ''میں نے اس سے انتقام لے لیا۔'' پھر جبریل علیہ السلام نے ابو زمعہ کو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے کیا اور اس کے سر کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جبریل سے کہا: ''آپ نے اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا کیا بندوبست کیا؟''جبریل علیہ السلام نے کہا:''میں نے اس سے بھی بدلہ لے لیا۔اس کے بعد جبریل علیہ السلام نے حارث کو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے کیا اور اس کے سر یا پیٹ کی طرف اشارہ کیا اور کہا:''میں نے اس سے بھی انتقام لے لیا۔اسی طرح عاص کا گزر ہوا تو جبریل علیہ السلام نے اس کے پاؤں کے تلوے کی جانب اشارہ کیا اور کہا: میں نے اس کو بھی دبوچ لیا۔'' ولید کو سزا اس طرح ملی کی خزاعہ قبیلے کا ایک شخص جو اپنے تیروں کو ترتیب دے رہا تھا،اس کے پاس سے ولید کا گزر ہوا تو ایک تیر اس کی بغل کے نیچے رگ پہ جالگا اور اس نے رگ کو کاٹ دیا۔اسود بن مطلب اندھا ہو گیا۔اسود بن عبد یغوث سے انتقام اس طرح لیا گیا کہ اس کے سر میں زخم ہو گئے جن کی وجہ سے وہ مر گیا۔حارث سے انتقام اس طرح لیا گیا کہ زرد پانی حارث کو گھیر لیا،وہ اس کے پیٹ میں داخل ہو گیا اور صورت حال یہ ہو گئی کہ اس کا پاخانہ اس کے منہ سے نکلنے لگا،پھر وہ اس بیماری سے مر گیا۔عاص کو سزا اس طرح ملی کہ اس کے سر میں اس طرح کا پھوڑا نکلا جس طرح کا ایک کانٹے دار پودا حجاز کے ریگستان میں اگتا ہے،وہ پھوڑا اس کے سارے سر میں پھیل گیا اور وہ اس سے مر گیا۔عاص کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ گدھے پر سوار ہو کر طائف کی طرف نکلا،گدھا کودا،اس نے اس کو کانٹوں پر گرا دیا،کانٹا اس کے پاؤں کے تلوے میں پیوست ہو گیا اور وہ اسی سے مر گیا۔(دلائل النبوۃ بیہقی:2/318-316)

﴿عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ (93)﴾

''اس کے متعلق جو وہ عمل کرتے تھے۔''(93)

سوال:﴿عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾''اس کے متعلق جو وہ عمل کرتے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)ابو العالیہ فرماتے ہیں دو چیزوں کا سوال ہر ایک سے ہوگا۔معبود کسے بنا رکھا تھا رسولوں کی مانی یا نہ مانی؟سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے رسول ﷺ نے فرمایا:اے معاذ انسان سے قیامت کے دن ہر ایک عمل کا سوال ہوگا۔یہاں تک کہ اس کے آنکھ کے سرمے اور اس کے ہاتھ کی گندھی ہوئی مٹی کے بارے میں بھی اس سے سوال ہوگا۔دیکھ معاذ ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے بارے میں تو کمی والا رہ جائے۔(مسلم،:64)(تفسیر المراغی:5/180)(2)ابن عیینہ فرماتے ہیں عمل اور مال کا سوال ہوگا۔(ابن کثیر)

﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ (94)﴾

''چنانچہ جس کا آپ کو حکم دیا گیا اس کا صاف اعلان کر دیں اور مشرکوں سے منہ موڑ لیں۔''(94)

سوال1:﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ﴾''چنانچہ جس کا آپ کو حکم دیا گیا اس کا صاف اعلان کر دیں اور مشرکوں سے منہ موڑ لیں'' کی وضاحت کریں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿ فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ ﴾ ''چنانچہ جس کا آپ کو حکم دیا گیا اس کا صاف اعلان کر دیں'' اللہ رب العزت نے رحمت عالم کو حکم دیا ہے کہ آپ اپنے رب کا پیغام کھلم کھلا بیان کریں، ہر کان میں اپنے رب کے پیغام کی آواز دیں، تمام لوگوں کے سامنے توحید کا اعلان کریں ،نماز میں قرآن مجید کی تلاوت کریں۔اس آیت کے نزول سے قبل مسلمان چھپ کر نماز پڑھا کرتے تھے۔اس اعلان کے بعد سب کے سامنے نمازیں پڑھنے لگے۔(2)اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے اس کی تعمیل میں لوگوں کی باتیں راستے کی رکاوٹ نہ بنیں۔(3)﴿ وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴾ ''اور مشرکوں سے منہ موڑ لیں''یعنی جو مشرک آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکنا چاہتے ہیں ان کی پرواہ نہ کریں۔رب العزت نے فرمایا: ﴿ وَدُّوۡا لَوۡ تُدۡهِنُ فَيُدۡهِنُوۡنَ ﴾ ''وہ چاہتے ہیں کاش آپ نرمی اختیار کریں تو وہ بھی نرم پڑ جائیں''۔(القلم:9)

﴿ اِنَّا كَفَيۡنٰكَ الۡمُسۡتَهۡزِءِيۡنَ (95) ﴾

''بلاشبہ آپ کی جانب سے ہم مذاق اڑانے والوں کے لیے کافی ہیں۔''(95)

سوال1: ﴿ اِنَّا كَفَيۡنٰكَ الۡمُسۡتَهۡزِءِيۡنَ ﴾ ''بلاشبہ آپ کی جانب سے ہم مذاق اڑانے والوں کے لیے کافی ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)اللہ رب العزت نے نبی ﷺ سے وعدہ کیا ہے کہ مذاق اڑانے والوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے لیے کافی ہے۔اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا۔جس نے بھی آپ کا مذاق اڑایا اللہ تعالیٰ نے اسے بدترین طریقے سے ہلاک کر دیا۔(2)طبرانی ابونعیم اور بیہقی نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ رسول ﷺ کی ہنسی بنانے والے پانچ قریشی سردار تھے ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، عدی بن قیس، اسود بن مطلب۔یہ لوگ رسول ﷺ کو دکھ پہنچانے اور آپ کا مذاق اڑانے میں بہت آگے بڑھ چکے تھے۔سیدنا جبرائیل نے رسول ﷺ سے کہا، مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ کی طرف سے ان کا کام تمام کر دوں چنانچہ جبرئیل علیہ السلام نے ولید کی پنڈلی کی طرف اشارہ کیا۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی شخص تیر درست کر رہا تھا ولید ادھر سے گزرا اس کا کپڑا تیر سے الجھ گیا اس نے غرور کی وجہ سے جھک کر تیر نہیں نکالا۔آخر تیر کی بوری کسی رگ میں لگ گئی۔اس کے زخم سے وہ مر گیا۔سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عاص کے تلوے کی طرف اشارہ کیا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے تلوے میں کوئی کانٹا چبھ گیا۔ٹانگ سوجھ کر چکی کی طرح ہوگئی اور وہ مر گیا۔عدی بن قیس کی ناک کی طرف اشارہ کیا ناک سے پیپ بہنے لگی اس سے اس کا انتقال ہو گیا۔اسود بن عبد یغوث کے سر کی طرف اشارہ کیا تھا۔ایک روز یہ شخص کسی درخت کی جڑ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ سر کو درخت سے ٹکرانے اور منہ کو کانٹوں سے پیٹنے لگا آخر مر گیا۔اسود بن مطلب کی آنکھوں کی جانب اشارہ کیا تھا جس کی وجہ سے وہ اندھا ہو گیا تھا۔بزار اور طبرانی نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول ﷺ کچھ لوگوں کی طرف سے گزرے ان لوگوں نے رسول ﷺ کی پشت کی طرف طعن آمیز اشارہ کر کے کہا یہی وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو نبی کہتا ہے۔اس وقت جبریل علیہ السلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول ﷺ کے ساتھ تھے۔ جبریل علیہ السلام نے ان کی طرف اشارہ کیا جس کی وجہ سے ناخن کے نشان کی طرح ان کے جسموں پر نشان ہو گیا۔ آخر وہ نشان پھوڑا بن گیا اور سڑ گیا اور ایسا سڑ گیا کہ کوئی پاس بھی نہیں جاتا تھا۔ ان ہی لوگوں کے متعلق آیت ﴿اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَهْزِئِیْنَ﴾ نازل فرمائی۔ (تفسیر مظہری:244)

﴿اَلَّذِیْنَ یَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ﴿96﴾﴾

''جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے معبود بناتے ہیں سوجلد ہی وہ جان لیں گے۔'' (96)

سوال: ﴿اَلَّذِیْنَ یَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ﴾ ''جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے معبود بناتے ہیں سوجلد ہی وہ جان لیں گے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اَلَّذِیْنَ یَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ﴾ ''جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے معبود بناتے ہیں'' یعنی اللہ تعالیٰ جو ان کا رب، ان کا خالق، ان کا مالک، ان کا رازق ہے اسے چھوڑ کر دوسروں کو معبود بناتے ہیں۔ (2) ایک صاحب نے عرض کیا یا رسول ﷺ کون سا گناہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا ہے؟ فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بناؤ حالانکہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ پوچھا پھر کون سا؟ فرمایا یہ کہ تم اپنے بچے کو اس خوف سے مار ڈالو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گا۔ پوچھا پھر کون سا! فرمایا کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورہ فرقان میں اس کی تصدیق میں قرآن نازل فرمایا ''اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی معبودِ باطل کو نہیں پکارتے اور کسی ایسے کی جان نہیں لیتے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے سوائے حق کے اور جو زنا نہیں کرتے اور جو کوئی ایسا کرے گا وہ گناہ سے بھڑ جائے گا۔'' (بخاری:7532) (3) ﴿فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ﴾ ''سوجلد ہی وہ جان لیں گے'' جب وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں گے تو انہیں اپنے اعمال کا انجام پتہ چل جائے گا۔

﴿وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّکَ یَضِیْقُ صَدْرُکَ بِمَا یَقُوْلُوْنَ ﴿97﴾﴾

''اور بلاشبہ یقیناً ہم جانتے ہیں آپ کا سینہ بے شک اس سے تنگ ہوتا ہے جو وہ کہتے ہیں۔'' (97)

سوال: ﴿وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّکَ یَضِیْقُ صَدْرُکَ بِمَا یَقُوْلُوْنَ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم جانتے ہیں آپ کا سینہ بے شک اس سے تنگ ہوتا ہے جو وہ کہتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ''اور بلاشبہ یقیناً ہم جانتے ہیں آپ کا سینہ بے شک اس سے تنگ ہوتا ہے جو وہ کہتے ہیں'' یعنی ہمیں معلوم ہے کہ وہ آپ ﷺ کو جھٹلانے کے لیے کیا کیا باتیں کرتے ہیں، کیسے آپ کا مذاق اڑاتے ہیں۔ (2) ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ ان کی باتوں سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کا دل تنگ ہوتا ہے اور آپ غم زدہ ہوتے ہیں، آپ ﷺ کسی صدمے سے، کسی کے خوف سے اللہ تعالیٰ کا کام نہ چھوڑیں۔ (3) آپ ﷺ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں وہ آپ ﷺ کا محافظ اور مددگار ہے۔ (4) اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دینے کی پوری قدرت رکھتا ہے مگر وہ ان کو ڈھیل دے رہا ہے، اللہ تعالیٰ ان کو یوں ہی نہیں چھوڑے گا۔

﴿ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَکُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ (98) ﴾

''چنانچہ آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کریں اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔'' (98)

سوال: ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَکُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ﴾ ''چنانچہ آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کریں اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جائیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ﴾ ''چنانچہ آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کریں'' آپ ﷺ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں، اس کی حمد اور تسبیح بیان کریں۔ (2) اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقامات پر بھی لوگوں کی ایذاؤں کے مقابلے میں صبر، تسبیح اور استغفار کا طریقہ اختیار کرنے کی نصیحت کی ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿ فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ج وَمِنْ اٰنَآئِ الَّیْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّکَ تَرْضٰی﴾ ''چنانچہ لوگ جو باتیں کرتے ہیں آپ ان پر صبر کریں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کریں سورج نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے۔ (طٰہٰ:130) (3) ﴿ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْهُ ط اِنَّهٗ کَانَ تَوَّابًا ﴾ ''تو آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجیے اور اس سے بخشش مانگیے یقیناً وہ ہمیشہ سے بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ (النصر:3) (4) ﴿فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِکَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْکَارِ﴾ ''چنانچہ آپ صبر کریں یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور اپنے گناہ کی بخشش مانگیں اور صبح و شام اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہیں'' (المومن:55) (5) ﴿وَکُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ﴾ ''اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جائیں'' سجدے سے یہاں مراد نماز ہے۔ (i) سجدوں کی وجہ سے انسان کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ (ii) انسان کو تسکین ملتی ہے۔ (iii) انسان کے دل کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے۔ (iv) اللہ تعالیٰ کے ساتھ سرگوشیاں کرنے سے انسان کو وہ سب کچھ مل جاتا ہے جو وہ پانا چاہتا ہے۔ (v) سجدے تو انسان اکیلے بھی کر سکتا ہے لیکن ایسے لوگوں کی صحبت انسان کو دلی سکون دیتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے آگے بچھنے والے ہیں۔ (vi) اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے ساتھ شامل ہو کر ہی انسان صحیح معنوں میں اپنا مشن پورا کر سکتا ہے۔ (6) رب العزت نے ذکر الٰہی اور تسبیح کے ساتھ دوسرے کام کا حکم دیا ہے کہ آپ نماز پڑھیں کیونکہ اس سے شرح صدر حاصل ہوتا ہے۔ (7) ذکر اور نماز مومن کے لیے دعوت و تبلیغ کے میدان میں بہت بڑا سہارا بنتے ہیں، ذکر سے دل اطمینان پاتے ہیں جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿اَلَا بِذِکْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴾ ''سن لو! اللہ تعالیٰ کی یاد ہی سے دل اطمینان پاتے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

۔(الرعد:28)(8)﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ﴾ ''اور صبر اور نماز کے ذریعے سے مدد مانگو بلاشبہ وہ (نماز) یقیناً بہت بڑی ہے مگر عاجزی کرنے والوں پر۔(البقرہ:45)(9) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جس نے میرے دوست سے دشمنی کی تو اس کو میری طرف سے اعلان جنگ ہے، اور اگر میرا بندہ فرض کی ادائیگی کے ذریعے مجھ سے قرب حاصل کرتا ہے۔تو مجھے اس سے زیادہ محبوب اور کوئی ذریعہ نہیں۔اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا تقرب چاہتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں اور جب میں اسے محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کی شنوائی بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اور اس کی بینائی بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے ، اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے چلتا ہے، اور اگر وہ مجھ سے (کچھ) مانگتا ہے تو اسے ضرور دیتا ہوں، اور اگر وہ کسی سے پناہ چاہے تو اسے پناہ بھی ضرور دیتا ہوں۔(بخاری)(10) دعوت دین کی راہ میں آنے والی مشکلات اور پیچیدگیوں میں گھرے ہوئے ایک انسان کے لئے اس سے بڑی خوش نصیبی اور کیا ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی شنوائی بن جائے اور اس کی بینائی بن جائے اور اس کا ہاتھ بن جائے اور جو کچھ وہ مانگے اسے عطا کرے اور جب وہ اس کی پناہ چاہے تو وہ اسے اپنی پناہ میں لے لے۔(11) سیدنا خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا: ''امیر المومنین! اگر آپ کا توکل اللہ تعالیٰ پر ہو تو کسی کا خوف نہ کھایئے اور اگر اللہ تعالیٰ سے تعلق کمزور ہو تو سمجھ جایئے پھر کوئی سہارا نہیں۔'' (داعی کے اوصاف:175۔180)

﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ (99)﴾

''اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کے پاس یقین آجائے۔''(99)

سوال:﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ﴾ ''اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کے پاس یقین آجائے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ﴾ ''اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں'' عبادت کی اصل اطاعت ہے اللہ رب العزت نے حکم دیا ہے کہ پنے رب کے قرب کے لیے عبادت کرو جیسا کہ فرمایا:﴿فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ﴾ ''سو آپ اسی کی عبادت کریں اور اسی پر بھروسہ رکھیں''۔ (ہود:123)(2)﴿فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ﴾ ''چنانچہ آپ اس کی عبادت کرو اور اسی کی عبادت پر پوری طرح جمے رہو۔''(مریم:65)(3) ﴿حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ﴾ ''یہاں تک کہ آپ کے پاس یقین آجائے'' یعنی آپ ﷺ کو موت آجائے یعنی مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔(4) یعنی اپنے تمام اوقات میں اللہ تعالیٰ کے قرب کے لیے دائمی طور پر مختلف عبادات میں مصروف رہیے۔ نبی ﷺ نے اپنے رب کے حکم کی تعمیل کی حتیٰ کہ آپ کو آپ ﷺ کے رب کی طرف سے واپسی کا حکم آپہنچا۔صلی اللہ علیہ وسلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تسلیما کثیراً۔(تفسیر سعدی:1384/2)(5) یقین سے مراد اس آیت میں موت ہے اس کی دلیل سورہ مدثر کی وہ آیتیں ہیں جن میں بیان ہے کہ جہنمی اپنی برائیاں بیان کرتے ہوئے کہیں گے کہ ہم نمازی نہ تھے باتیں بنایا کرتے تھے اور قیامت کو جھٹلاتے تھے یہاں تک کہ موت آ گئی یہاں بھی موت کی جگہ لفظ یقین ہے۔(ابن کثیر:113/3)(6) اس سے ملحدین کی اس رائے کی بھی تردید ہوتی ہے کہ ''یقین'' سے مراد معرفت ہے اور جب کوئی آدمی مقام معرفت تک پہنچ جائے گا تو تمام عبادات واعمال اس سے ساقط ہو جائیں گے یہ کفر ضلالت اور جہالت اس لیے کہ انبیائے کرام اور ان کے صحابہ اللہ تعالیٰ کا مقام تمام انسانوں سے زیادہ پہچانتے تھے اور اس کے حقوق وصفات کی معرفت تمام لوگوں کی بنسبت انہیں زیادہ حاصل تھی، اس کے باوجود وہ تمام لوگوں سے زیادہ اللہ کی عبادت کرتے، اور اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک نیک کاموں کی پابندی کرتے تھے۔(تیسیر الرحمٰن:754,755/1)

سورۃ النحل

سوال: سورۃ النحل کہاں نازل ہوئی؟ اس کی کتنی آیات اور کتنے رکوع ہیں؟

جواب: (1) سورۃ النحل مکی سورت ہے۔(2) اس کی 128 آیات اور 16 رکوع ہیں۔(3) مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے 16 ویں سورت ہے اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے سترھویں سورت ہے۔

رکوع نمبر 7

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿اَتٰۤی اَمۡرُ اللّٰہِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡہُ ؕ سُبۡحٰنَہٗ وَ تَعٰلٰی عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ (1)﴾

''اللہ تعالیٰ کا حکم آ گیا سو اس کو تم جلدی طلب نہ کرو، وہ پاک ہے، اور بے حد بلند ہے اس سے جن کو وہ شریک بناتے ہیں۔(1)''

سوال 1: ﴿اَتٰۤی اَمۡرُ اللّٰہِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡہُ﴾ ''اللہ تعالیٰ کا حکم آ گیا سو اس کو تم جلدی طلب نہ کرو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اَتٰۤی اَمۡرُ اللّٰہِ﴾ ''اللہ تعالیٰ کا حکم آ گیا'' یعنی تمہارے عذاب کے لیے اللہ تعالیٰ کا حکم قریب آ پہنچا ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿اِقۡتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُہُمۡ وَ ہُمۡ فِیۡ غَفۡلَۃٍ مُّعۡرِضُوۡنَ﴾ ''لوگوں کے لیے ان کا حساب قریب آ گیا اور وہ غفلت میں منہ موڑنے والے ہیں۔''(الانبیاء:1)(2) اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ قیامت کے قریب آنے کی خبر ہے۔(الاساس فی التفسیر:2915/6)(3) ﴿فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡہُ﴾ ''سو اس کو تم جلدی طلب نہ کرو'' آنے والی چیز یعنی قیامت قریب آ لگی ہے لہٰذا اس کے آنے کی جلدی نہ مچاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ضرور پورا ہوگا۔ اور جس چیز نے آنا ہو وہ قریب ہی ہوتی ہے۔(4) رب العزت نے فرمایا: آپ کہہ دیں کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو لوگ باطل پر ایمان لائے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کفر کیا، وہی خسارہ اٹھانے والے ہیں۔ (52) اور وہ آپ سے جلد عذاب مانگتے ہیں اور اگر ایک مدت مقررہ نہ ہوتی تو اُن پر عذاب ضرور آجاتا اور یقیناً وہ اُن پر اچانک آئے گا حالانکہ وہ شعور بھی نہ رکھتے ہوں گے۔ (53) وہ آپ سے جلد عذاب مانگتے ہیں اور یقیناً جہنم کافروں کو گھیرنے والی ہے۔ (العنکبوت:54,52) (5) سیدنا سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اور قیامت اتنے نزدیک نزدیک بھیجے گئے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کے اشارہ سے (اس نزدیکی کو) بتایا پھر ان دونوں کو پھیلایا۔ (صحیح بخاری:6503)

(6) سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت قائم ہونے سے پہلے مغرب کی جانب سے ڈھال کی طرح سیاہ ابر نمودار ہوگا اور وہ بہت جلد پورے آسمان پر پھیل جائے گا، پھر وہ پکارے گا: ''اے لوگو!'' لوگ تعجب سے ایک دوسرے کی طرف دیکھیں گے اور کہیں گے کیا تم نے کچھ سنا؟ تو ان میں سے کچھ لوگ ہاں میں جواب دیں گے اور بعض شک کریں گے۔ وہ پھر دوسری دفعہ پکارے گا: ''اے لوگو!'' تو لوگ (ایک دوسرے سے) کہیں گے، کیا تم نے کچھ سنا؟ تو وہ سب کہیں گے، ہاں۔ پھر وہ تیسری مرتبہ منادی کرے گا اور کہے گا، اے لوگو! امر الٰہی آپہنچا، جلدی کرو۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! (اس کے بعد قیامت اتنی جلدی آجائے گی کہ) وہ شخص جو کسی کپڑے کو پھیلائے ہوئے ہوں گے، سمیٹنے بھی نہ پائیں گے (کہ قیامت قائم ہو جائے گی) اور کوئی اپنے حوض کو ٹھیک کر رہا ہوگا اور ابھی پانی پلانہ پایا ہوگا۔ (کہ قیامت آجائے گی) اور دودھ دوہنے والے پی بھی نہ سکیں گے (کہ قیامت آجائے گی)، ہر ایک نفسانفسی میں لگ جائے گا۔ (مستدرک حاکم:8622) (7) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کہتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ آفتاب مغرب کی جانب سے طلوع ہوگا، پھر جب وہ طلوع ہوگا اور لوگ اس کو دیکھیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے اور وہ وقت ہوگا جب کہ کسی شخص کو جو پہلے ایمان نہ رکھتا تھا یا جس نے اپنے ایمان کی حالت میں کوئی نیکی نہیں کی تھی، ایمان لانا نفع نہیں دے گا اور البتہ قیامت (اتنی جلدی) قائم ہو جائے گی کہ دو آدمیوں نے اپنے آگے خرید و فروخت کے لیے کپڑا پھیلایا ہوگا لیکن نہ تو اس کی خرید و فروخت کر سکیں گے اور نہ لپیٹ سکیں گے (کہ قیامت قائم ہو جائے گی) اور البتہ قیامت (اتنی جلدی) قائم ہوگی کہ کوئی شخص اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر چلا ہوگا اس کو پی بھی نہ پائے گا (کہ قیامت قائم ہو جائے گی) اور کوئی شخص اپنے (جانوروں کے کھانے کے) حوض کی مرمت کر رہا ہوگا اور وہ (اپنے جانوروں کو) کھلا پلا نہ سکے گا (کہ قیامت قائم ہو جائے گی) اور البتہ قیامت (اتنی جلدی) قائم ہو جائے گی کہ کسی شخص نے نوالہ اٹھایا ہوگا لیکن وہ اس کو کھا نہ سکے گا (کہ قیامت قائم ہو جائے گی)۔ (بخاری:6506)

سوال3: ﴿سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ﴾ ''وہ پاک ہے، اور بے حد بلند ہے اس سے جن کو وہ شریک بناتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿سُبۡحٰنَهٗ﴾ ''وہ پاک ہے'' اللہ تعالیٰ مشرکوں کے شرک سے پاک ہے۔ (2) ﴿وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ﴾ ''اور بے حد بلند ہے اس سے جن کو وہ شریک بناتے ہیں'' اللہ تعالیٰ اس سے بھی پاک ہے کہ اس کی عبادت کے ساتھ غیروں کی عبادت کی جائے۔ (3)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ شریک، بیٹے، بیوی اور ہمسر وغیرہ کی نسبت سے بالکل پاک ہے جن کو یہ مشرکین اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں، یہ نسبت اللہ تعالیٰ کے جلال کے لائق نہیں اور اس کے کمال کے منافی ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو ان سے منزہ قرار دیا ہے جن سے اللہ تعالیٰ کو اس کے دشمنوں نے متصف کیا ہے۔ اس لئے اس وحی کا ذکر فرمایا جو اس نے اپنے انبیاء و مرسلین پر نازل فرمائی جس کی اتباع کو وہ پسند فرماتا ہے۔ اس وحی میں ان صفات کمال کا ذکر فرمایا جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جانا چاہیے۔ (تفسیر سعدی:1385/2)

﴿ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ (2) ﴾

''وہ فرشتوں کو اپنے حکم سے وحی کے ساتھ اتارتا ہے۔ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے کہ خبردار کردو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں سو مجھ ہی سے ڈرو۔'' (2)

سوال: ﴿ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ﴾ ''وہ فرشتوں کو اپنے حکم سے وحی کے ساتھ اتارتا ہے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے کہ خبردار کردو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں سو مجھ ہی سے ڈرو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ ﴾ ''وہ فرشتوں کو اپنے حکم سے وحی کے ساتھ اتارتا ہے'' یعنی وحی کے ساتھ وہ فرشتے نازل کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وحی ہی زندہ لوگوں کی روح ہے اور ملائکۃ سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں۔ ﴿2﴾ روح بمعنی وہ لطیف جوہر جو جان دار میں موجود ہے اور جس کی وجہ سے اس جان دار کے اعضاء و جوارح حرکت کرتے ہیں اور جب یہ روح نکل جاتی ہے تو جان دار بے جان ہو جاتا ہے یا مر جاتا ہے۔ جس طرح اس روح کی حقیقت کا علم انسان کو بہت کم دیا گیا ہے اسی طرح روح کے معانی پر احاطہ کرنا بھی انسان کی دسترس سے باہر ہے (85:17) (ii) روح بمعنی فرشتے جیسے فرمایا: (17:19) ﴿ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴾ یعنی ہم نے مریم کی طرف اپنی روح یا فرشتہ بھیجا جو ایک تندرست انسان کی شکل بن گیا۔ روح سے مراد عام فرشتہ بھی ہوسکتا ہے اور جبرئیل علیہ السلام بھی۔ مگر جب روح قدس یا روح امین کا لفظ آئے تو اس سے مراد صرف سیدنا جبریل علیہ السلام ہوں گے۔ (iii) روح بمعنی وہ پیغام جو فرشتے اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے اور اس سے مراد وحی بھی ہوسکتا ہے اور سارا قرآن بھی۔ روح کے ساتھ جب بھی من الامر یا من امر کے الفاظ آئیں تو اس سے مراد وحی ہی ہوتی ہے جیسا کہ اس مقام پر ہے۔ ﴿ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ ﴾ اور ایک دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ﴾ (52:42) (iv) اس مقام پر روح سے مراد پورا قرآن ہے نیز ایک دوسرے مقام پر وحی یا رسالت کے معنوں میں اس طرح آیا ہے۔ ﴿ يُلْقِى الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ﴾ (15:40) اس مقام پر وحی کے لیے روح کا لفظ استعمال فرمایا جس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح جسمانی زندگی کے لیے روح کی ضرورت ہوتی ہے کہ اگر روح نہ ہو تو زندگی ختم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتی ہے۔اسی طرح صالح طرز زندگی یا نظام حیات کے لیے وحی الٰہی کی ضرورت ہوتی ہے جس کے بغیر صالح نظام قائم ہو نہیں سکتا اور اگر وحی الٰہی کے مطابق عمل نہ کیا جائے تو اس نظام کا شیرازہ بکھر جاتا ہے اور اس کی جگہ کوئی اور فاسد نظام رائج ہو جاتا ہے۔(تیسیر القرآن:504/2)

(3) روح کہہ کر یہ شعور دلایا گیا کہ جیسے انسان کو روح کی وجہ سے زندگی ملتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی وحی سے انسان کی عقل اور شعور کو زندگی ملتی ہے۔(4) ﴿مِنْ اَمْرِهٖ﴾ اپنے حکم سے۔اس سے مراد ہے کہ وحی اور فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر نازل نہیں ہوتے۔رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ج لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ج وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا﴾ ''اور ہم آپ کے رب کے حکم کے بغیر نہیں اترا کرتے اسی کا ہے جو ہمارے سامنے ہے اور جو ہمارے پیچھے ہے اور جو اس کے درمیان ہے اور آپ کا رب کبھی بھولنے والا نہیں ہے۔(مریم:64)(5) ﴿لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ﴾ '' وہ اس سے بات میں پہل نہیں کرتے اور وہ اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔''(الانبیاء:27)(6) ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں جس پر تندمزاج سخت گیر فرشتے مقرر ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے، اور انہیں جو حکم دیا جاتا ہے وہی کرتے ہیں۔''(التحریم:6)(7) ﴿عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ﴾ ''اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے'' یعنی وہ اپنے بندوں میں سے رسولوں کو چنتا ہے جن کے بارے میں وہ علم رکھتا ہے کہ وہ رسالت کا بوجھ اٹھانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔رب العزت نے فرمایا: ﴿رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ج يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ﴾ ''بلند درجوں والا، عرش کا مالک ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی نازل کرتا ہے تاکہ وہ ملاقات کے دن سے ڈرائے۔''(المومن:15)(8) ﴿وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ط مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ط وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ '' اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے ایک روح کی وحی کی، آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے؟ اور نہ یہ کہ ایمان کیا ہے؟ لیکن ہم نے اسے ایک روشنی بنا دیا ہے جس کے ساتھ ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں اور یقیناً آپ سیدھی راہ کی طرف راہ نمائی کرتے ہیں۔''(الشوریٰ:52)(9) ﴿وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا م بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ ''اور اسی طرح ہم بعض ظالموں کو بعض کا ساتھی بنا دیتے ہیں اس وجہ سے جو وہ کماتے تھے۔''(الانعام:129)(10) ﴿اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا﴾ ''کہ خبردار کردو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں'' تمام انبیاء ومرسلین کی دعوت کا لب لباب اور اس کا دارومدار اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر ہے یعنی انہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور صفات عظمت میں اس کی وحدانیت کے بارے میں ڈراؤ، جو کہ درحقیقت صفات الوہیت ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلاؤ، جس کی خاطر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابیں نازل فرمائیں اور اپنے رسول مبعوث کیے۔تمام شرائع اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف دعوت دیتی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔اللہ تعالیٰ کی عبادت پر زور دیتی ہیں اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کی مخالفت کرتا اور اس کے متضاد کام کرتا ہے یہ شرائع اس کے خلاف جہاد کرتی ہیں۔(تفسیر سعدی:1385,1386/2)(11)﴿فَاتَّقُوْنِ﴾''سو مجھ ہی سے ڈرو''یعنی میری مخالفت پر میرے عذاب سے ڈر جاؤ۔شرک اور بت پرستی چھوڑ دو اور رسولوں کی مخالفت نہ کرو۔(مختصر ابن کثیر:978/1)

﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ (3)﴾

''اس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے، وہ بے حد بلند ہے ان سے جن کو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔''(3)

سوال:﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ﴾''اس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے، وہ بے حد بلند ہے ان سے جن کو وہ شریک ٹھہراتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ﴾''اس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے۔''اس سے مراد ہے کہ زمین و آسمان کو بے مقصد کھیل تماشے کے طور پر نہیں حق کے ساتھ یعنی مقصد کے ساتھ پیدا کیا ہے۔(2)اس سورہ مبارکہ کو''سورۃ النعم'' کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے کیونکہ اس کی ابتدا میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کے اصول اور اس کے قواعد بیان کئے ہیں اور اس کے آخر میں وہ امور بیان کئے ہیں جو ان کی تکمیل کرتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ اس نے زمین اور آسمان کو حق کے ساتھ پیدا کیا تاکہ بندے اس کے ذریعے سے ان کے خالق کی عظمت اور اس کی صفات کمال پر استدلال کریں تاکہ انہیں معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو اپنے ان بندوں کے رہنے کے لئے پیدا کیا ہے جو اس کی عبادت اس طرح کرتے ہیں جس طرح اس نے اپنی شرائع میں ان کو حکم دیا ہے جن کو اس نے اپنے رسولوں کی زبان پر نازل فرمایا۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو مشرکین کے شرک سے منزہ قرار دیا۔(تفسیر سعدی:1386/2)(3)رب العزت نے فرمایا:﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ کُلِّ دَآبَّةٍ ؕ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ کُلِّ زَوْجٍ کَرِیْمٍ (10) هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (11)﴾''اس نے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر ہی پیدا کیا، تم ان کو دیکھتے ہو اور اس نے زمین میں پہاڑ جما دیے کہ کہیں تمہیں لے کر جھک نہ جائے اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیے اور ہم نے آسمان سے پانی نازل کیا، پھر ہم نے اس میں ہر طرح کی (غلہ کی) عمدہ قسم اگائی۔یہ ہے اللہ تعالیٰ کی مخلوق، تو تم مجھے دکھاؤ ان لوگوں نے جو اس کے سوا ہیں کیا پیدا کیا ہے؟ بلکہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں۔(لقمان:11,10)(4)﴿تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ﴾''اللہ تعالیٰ مشرکوں کے شرک سے پاک اور بہت بلند ہے''۔وہی حقیقی معبود ہے۔اس کے سوا کسی اور کی عبادت، کسی اور سے محبت اور کسی اور کے سامنے عاجزی اختیار کرنا حق نہیں ہے۔(5) جب اللہ تعالیٰ جہانوں کی تخلیق میں یکتا ہے تو عبادت میں بھی یکتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ (4)﴾

''اس نے انسان کو نطفے سے پیدا کیا، پھر وہ اچانک صریح جھگڑالو ہے۔'' (4)

سوال:﴿ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴾ ''اس نے انسان کو نطفے سے پیدا کیا، پھر وہ اچانک صریح جھگڑالو ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ ﴾ ''اس نے انسان کو نطفے سے پیدا کیا'' اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کی تخلیق کا ذکر فرمایا تو اس کے بعد سب سے افضل مخلوق سے ابتدا کی اور فرمایا کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے حقیر نطفے سے پیدا کیا۔ اس کی نشوونما کی حتیٰ کہ اسے مکمل انسان بنا دیا پھر اس میں اپنی روح پھونکی۔ (2)﴿ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴾ ''پھر وہ اچانک صریح جھگڑالو ہے۔'' جب رب العزت نے انسانوں پر اپنی نعمتوں کو مکمل کر دیا تو وہ خود پسند بن گیا اور اپنے رب کی مخالفت کر کے اس کا انکار کرنے لگا، اس کی آیات کو اور اس کے رسولوں کو جھٹلانے لگا۔ اس نے اپنی تخلیق کے ابتدائی مراحل کو ہی بھلا دیا جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ (۷۷) وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ (۷۸) قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ (۷۹) الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ (۸۰) اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ بَلٰى ۚ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ (۸۱)﴾ ''اور کیا انسان نے دیکھا نہیں کہ یقیناً ہم نے اسے نطفے سے پیدا کیا؟ اچانک وہ کھلم کھلا جھگڑا کرنے والا ہے۔ اور اس نے ہمارے لیے ایک مثال بیان کی اور اپنی پیدائش کو بھول گیا، اس نے کہا کہ ان ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا حالانکہ وہ بوسیدہ ہوں گی؟ آپ کہہ دیں کہ انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا اور وہ ہر طرح کی تخلیق کو خوب جاننے والا ہے۔'' (یس:79،77) (3) انسان کو جب شعور آتا ہے تو بے خدا بن کر رہنا چاہتا ہے۔ انسان اپنی مرضی کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کا مدمقابل بن کر رہنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب اپنی مرضی کو چھوڑ کر رب کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کی دعوت دی جاتی ہے تو وہ جھگڑے کرتا ہے۔ (4) انسان جب عقل مند اور صاحب رائے بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی بجائے جھگڑے کرنے والا بن جاتا ہے۔ (5) سیدنا بسر بن جحاش القرشی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے آدم کے بیٹے! تو مجھے کیسے عاجز کر سکتا ہے، حالانکہ میں نے تو تجھے تھوک جیسی چیز سے پیدا کیا ہے، حتیٰ کہ جب میں نے تجھے برابر کیا اور تجھے مضبوط کیا، پھر تو اکڑ کر چلنے لگا اور (مال و دولت) جمع کرنے لگا اور اسے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے سے رکا رہا۔ پھر جب تیری جان حلق میں پہنچی تو تو کہنے لگا کہ اب میں صدقہ کرتا ہوں، اللہ کی راہ میں دیتا ہوں۔ اب صدقہ کا وقت کہاں ہے؟۔ (مستدرک حاکم:3855)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ (5)﴾

''اوراس نے چوپائے پیدا کیے جن میں تمہارے لیے گرمی حاصل کرنے کا سامان اور بہت سے فوائد بھی اور ان ہی میں سے تم کھاتے بھی ہو۔'' (5)

سوال: ﴿وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ﴾ ''اوراس نے چوپائے پیدا کیے جن میں تمہارے لیے گرمی حاصل کرنے کا سامان اور بہت سے فوائد بھی اور ان ہی میں سے تم کھاتے بھی ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا﴾ ''اوراس نے چوپائے پیدا کیے جن میں'' اللہ تعالیٰ نے انسان کے فائدوں کی خاطر جانوروں کو تخلیق کیا جیسے اونٹ، گائے، بکری وغیرہ۔ اونٹ، گائے اور بکری سے دودھ اور گوشت میں، بھیڑ کی اون میں ہمارے لیے بہت سے فائدے ہیں۔ (2) ﴿لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ﴾ ''تمہارے لیے گرمی حاصل کرنے کا سامان'' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ﴿دِفْءٌ﴾ سے مراد لباس ہے۔ یعنی ان جانوروں کی اون سے اور بالوں سے تم اپنے لباس اور بچھونے اور خیمے بناتے ہو۔ ﴿3﴾ ﴿وَّمَنَافِعُ﴾ ''اور بہت سے فوائد بھی'' ان کے علاوہ بھی جانوروں میں بہت سے فائدے ہیں۔ (4) ﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ (79) وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ (80) وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ ق صلے فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ (81)﴾ ''اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہارے لیے مویشی بنائے ہیں تا کہ تم ان میں سے کسی پر سواری کرو اور ان میں سے کسی کو تم کھاتے ہو۔ اور تمہارے لیے ان میں کئی فائدے ہیں۔ اور تا کہ تم ان کے ذریعے سے اپنی ضرورت تک پہنچو جو تمہارے دلوں میں ہے اور ان پر بھی اور کشتیوں پر بھی تمہیں سوار کیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کی کن کن نشانیوں کا تم انکار کرو گے؟ (المومن:81,79) (5) ﴿مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ﴾ ''اور ان ہی میں سے تم کھاتے بھی ہو'' رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ط نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ (21) وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ (22)﴾ ''اور بلاشبہ تمہارے لیے مویشیوں میں یقیناً بڑی عبرت ہے، جو ان کے پیٹ میں ہے ہم اس میں سے تمہیں پلاتے ہیں اور تمہارے لیے ان میں بہت سے دوسرے فائدے بھی ہیں اور انہی میں سے کچھ کو تم کھاتے بھی ہو۔ اور ان پر اور کشتیوں پر تم سوار کیے جاتے ہو۔ (المومنون:22,21)

﴿وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ (6)﴾

''اور ان میں تمہارے لیے جمال ہے جب شام کے وقت تم چرا کر لاتے ہو اور جب صبح کے وقت تم انہیں چرانے لے جاتے ہو۔'' (6)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال:﴿ وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ ﴾ ''اور ان میں تمہارے لیے جمال ہے جب شام کے وقت تم چرا کر لاتے ہو اور جب صبح کے وقت تم انہیں چرانے لے جاتے ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) جب جانور شام کو چراگاہ سے واپس آتے ہیں تو ان کی کوکھیں بھری ہوئی ہوتی ہیں، تھن دودھ سے لبریز ہوتے ہیں اور کوہان بلند ہوتے ہیں جس سے وہ خوب صورت لگتے ہیں اور جب صبح چراگاہ میں جاتے ہیں جب بھی خوب صورت معلوم ہوتے ہیں۔ (مختصر ابن کثیر: 979/1) (2) جانوروں کی خوب صورتی کا خود انہیں فائدہ نہیں ہے۔ ان سے جمال کا انسان فائدہ اٹھاتا ہے۔ جب جانور اچھے لگتے ہیں۔ ان کے بالوں، کھالوں اور اون سے لباس اور فرش اور خیمے بنتے ہیں۔

﴿ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ۭ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴾(7)

''اور وہ تمہارے بوجھ اس شہر تک اٹھالے جاتے ہیں جہاں تم جانوں کی مشقت کے بغیر کبھی پہنچنے والے نہیں تھے۔ یقیناً تمہارا رب بہت نرمی کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔'' (7)

سوال:﴿ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ۭ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴾ ''اور وہ تمہارے بوجھ اس شہر تک اٹھالے جاتے ہیں جہاں تم جانوں کی مشقت کے بغیر کبھی پہنچنے والے نہیں تھے۔ یقیناً تمہارا رب بہت نرمی کرنے والا، نہایت رحم والا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ ﴾ ''اور وہ تمہارے بوجھ اس شہر تک اٹھالے جاتے ہیں'' یعنی جانور تمہارے سامان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے ہیں۔ ﴿ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ﴾ ''جہاں تم جانوں کی مشقت کے بغیر کبھی پہنچنے والے نہیں تھے'' ایسے ہی مقامات میں جہاں جانور انسانوں کے بوجھ کو بھی اٹھاتے ہیں اور ان کی مدد کے بغیر انسان کے لیے انتہائی مشقت ہوتی۔ (2) ﴿ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ﴾ ''جہاں تم جانوں کی مشقت کے بغیر کبھی پہنچنے والے نہیں تھے'' اللہ تعالیٰ نے جانوروں کے بغیر مشقت بھری زندگی کی آزمائشوں کو دور کرنے کے لیے جانور پیدا کیے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مہربانی ہے۔ (3) اللہ تعالیٰ نے جانوروں کو انسان کا مطیع بنا دیا، ان کی سواری، ان پر بوجھ لادنے کو انسان کے لیے نفع مند بنا دیا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ (۷۱) وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ (۷۲) ﴾ ''اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ یقیناً ہم نے ان کے لیے مویشی پیدا کیے اس میں سے جسے ہمارے ہاتھوں نے بنایا، پھر وہ ان کے مالک ہیں۔ اور ہم نے انہیں ان کا تابع بنا دیا سو ان میں کچھ ان کی سواریاں ہیں اور ان میں سے کچھ کو وہ کھاتے ہیں''۔ (یٰس: 72،71) (4) ﴿ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴾ ''یقیناً تمہارا رب بہت نرمی کرنے والا، نہایت رحم والا ہے'' اللہ تعالیٰ نے ہماری ضروریات کو پورا کرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے جانوروں کو مسخر کر دیا اس کے لیے وہ مستحق ہے کہ اس کی حمد و ثنا کی جائے اور سواری پر سوار ہوتے ہوئے دعا کی جائے: ﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾ ''ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔ پاک ہے وہ جس نے ہمارے لیے اس (سواری) کو مسخر کر دیا ورنہ ہم انہیں قابو میں لانے کی طاقت نہ رکھتے تھے اور ایک روز ہمیں اپنے ربّ کی طرف پلٹنا ہے۔'' (الزخرف:13)

﴿وَّالْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیْرَ لِتَرْکَبُوْهَا وَزِیْنَةً ؕ وَیَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ(8)﴾

''اور گھوڑے، خچر اور گدھے، تاکہ تم ان پر سواری کرو اور زینت کے لئے، اور وہ پیدا کرے گا جو تم نہیں جانتے ہو۔'' (8)

سوال: ﴿وَّالْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیْرَ لِتَرْکَبُوْهَا وَزِیْنَةً ؕ وَیَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ ''اور گھوڑے، خچر اور گدھے، تاکہ تم ان پر سواری کرو اور زینت کے لئے، اور وہ پیدا کرے گا جو تم نہیں جانتے ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّالْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیْرَ لِتَرْکَبُوْهَا وَزِیْنَةً﴾ ''اور گھوڑے، خچر اور گدھے، تاکہ تم ان پر سواری کرو اور زینت کے لئے'' اللہ تعالیٰ نے جانور سواری اور زینت کے لیے پیدا کیے ہیں۔ (2) یعنی کبھی تو تم انہیں سواری کی ضرورت کے لئے استعمال کرتے ہو اور کبھی خوب صورتی اور زینت کی خاطر تم انہیں پالتے ہو۔ یہاں ان کو کھانے کا ذکر نہیں کیا کیونکہ خچر اور گدھے کا گوشت حرام ہے۔ گھوڑوں کو بھی غالب طور پر کھانے کے لئے استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے برعکس اس کو کھانے کی غرض سے ذبح کرنے سے منع کیا گیا ہے اس ڈر سے کہ کہیں ان کی نسل منقطع نہ ہو جائے۔ ورنہ صحیحین میں حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے کا گوشت کھانے کی اجازت دی ہے۔ (تفسیر سعدی:2/1388) (3) اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ انسانی زندگی کی ضروریات صرف کھانے پینے، پہننے اوڑھنے اور سواریوں تک محدود نہیں بلکہ حسن و جمال اور تفریح اعلیٰ انسانی ضروریات میں سے ہیں۔ (4) اللہ تعالیٰ نے جہاں سواری اور زینت کا ذکر فرمایا تو گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کا نام لیا اور جہاں بار برداری اور جمال کا ذکر فرمایا اور انعام نعم کی جمع ہے گو اس کا اطلاق درندوں کے علاوہ باقی سب جانوروں پر ہوتا ہے تاہم اس کا زیادہ تر استعمال اونٹ پر ہوتا ہے کیونکہ عربوں کے لیے اونٹ سے بڑھ کر کوئی نعمت نہ تھی جس کی کئی وجوہ ہیں۔ مثلاً اونٹ دوسرے جانوروں سے زیادہ وزن اٹھا سکتا ہے۔ عام اندازے کے مطابق گدھا 5 من یا 2 بوریاں غلہ اٹھا سکتا ہے۔ گھوڑے اور خچر 3 بوریاں جب کہ اونٹ 4 بوریاں با آسانی اٹھا سکتا ہے۔ دوسرا یہ کہ باقی سب جانوروں پر انہیں کھڑا کر کے بوجھ لادا جاتا ہے صرف اونٹ ایک ایسا جانور ہے جسے بٹھا کر اس پر بوجھ لادا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی لمبوتری گردن میں اتنی قوت رکھی ہے کہ وہ اس کے سہارے بھرے ہوئے بوجھ سمیت اٹھا کھڑا ہوتا ہے۔ اونٹ میں بار برداری کے لحاظ سے تیسری خوبی یہ ہے کہ وہ عرب کے لق ودوق صحراؤں کے ریگستان میں بآسانی سفر کر سکتا ہے اور چوتھی یہ کہ پانی کے بغیر یہ جانور کئی دنوں تک اپنا سفر جاری رکھ سکتا ہے۔ اونٹ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان ہی خوبیوں کی بنا پر اسے ’’صحراء کا جہاز‘‘ کا نام دیا گیا ہے۔آج کے مشینی دور میں بھی جہاں پٹرول کی گاڑیاں کام نہیں دیتیں یہی صحرائی جہاز کام دیتا ہے۔(تیسیر القرآن:506/2)(5)﴿وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾’’اور وہ پیدا کرے گا جو تم نہیں جانتے ہو‘‘نزول قرآن کے بعد بہت سی ایسی چیزیں وجود میں آئیں جن پر انسان بحر و بر اور فضا میں سواری کرتے ہیں اور جنہیں وہ اپنے فوائد اور مصالح کے لیے اپنے کام میں لاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان کے اعیان کے ساتھ ان کا ذکر نہیں کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں صرف ایسی ہی چیزوں کا ذکر فرماتا ہے جن کو اس کے بندے جانتے ہوں یا جن کی نظیر کو وہ جانتے ہوں اور جس کی نظیر ان کے زمانے میں دنیا میں موجود نہ ہو اور اللہ تعالیٰ اس کا تذکرہ کرتا تو لوگ اس چیز کو نہ پہچان سکتے اور یہ نہ سمجھ سکتے کہ اس سے کیا مراد ہے؟ لہٰذا اللہ تعالیٰ صرف جامع اصول ذکر فرماتا ہے جس میں وہ تمام چیزیں داخل ہیں جنہیں لوگ جانتے ہیں اور جنہیں لوگ نہیں جانتے۔جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنت کی نعمتوں کے بارے میں ان چیزوں کا نام لیا ہے جن کو ہم جانتے ہیں اور جن کی نظیر کا مشاہدہ کرتے ہیں، مثلاً کھجور، انگور اور انار وغیرہ اور جس کی کوئی نظیر ہم نہیں جانتے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کا ذکر مجمل طور پر اپنے اس ارشاد میں کیا ہے۔﴿فِيْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴾’’ان میں سب میوے دو دو قسم کے ہوں گے۔‘‘(الرحمٰن:52)اسی طرح یہاں بھی صرف ان ہی سواریوں کا ذکر کیا گیا ہے جن سے ہم متعارف ہیں، مثلاً گھوڑے، خچر، گدھے، اونٹ اور بحری جہاز وغیرہ اور باقی کو اس نے اس قول،﴿وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾میں مجمل رکھا۔(تفسیر سعدی:1388/2)

﴿وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ؕ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ (9)﴾

’’اور سیدھا راستہ اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے اور ان میں سے کچھ راستے ٹیڑھے بھی ہیں اور اگر وہ چاہتا تو ضرور تم سب کو ہدایت دے دیتا۔‘‘(9)

سوال1:﴿وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ﴾’’اور سیدھا راستہ اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے اور ان میں سے کچھ راستے ٹیڑھے بھی ہیں‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ ﴾’’اور سیدھا راستہ اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے‘‘ اللہ تعالیٰ نے جہاں ظاہری راستوں کو بیان کیا جن کو عبور کرنے کے لیے جانور اور دیگر ذرائع کام آتے ہیں وہیں اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کا بھی ذکر کیا ہے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہے۔(2) یعنی صراط مستقیم جو قریب ترین اور مختصر ترین راستہ ہے اور اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہے۔رہا عقائد و اعمال میں ظلم کا راستہ تو اس سے مراد ہر وہ راستہ ہے جو صراط مستقیم کی مخالفت کرتا ہے۔یہ راستہ اللہ تعالیٰ سے منقطع کر کے شقاوت کے گڑھے میں گرا دیتا ہے۔پس ہدایت یافتہ لوگ اپنے رب کے حکم سے صراط مستقیم پر گامزن رہتے ہیں اور صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے لوگ ظلم و جور کے راستوں کو اختیار کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(تفسیر سعدی:2/1389)(3) نبی ﷺ نے فرمایا: جوشخص علم کے راستے پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں۔(4) ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن اور اسلام کو صراط مستقیم قرار دیا ہے۔(تفسیر طبری)(5) رب العزت نے فرمایا:﴿ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (۳۰) مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (۳۱) ﴾ ''چنانچہ آپ یکسو ہو کر اپنا رخ دین پر قائم رکھیں، اللہ تعالیٰ کی فطرت ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔(30) رجوع کرنے والے بنو اور اسی سے ڈر جاؤ اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔'' (الروم:31،30)﴿6﴾﴿ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ﴾ ''اوران میں سے کچھ راستے ٹیڑھے بھی ہیں'' رہا عقائد و اعمال میں ظلم کا راستہ تو اس سے مراد ہر وہ راستہ ہے جو صراط مستقیم کی مخالفت کرتا ہے۔ یہ راستہ اللہ تعالیٰ سے منقطع کر کے شقاوت کے گڑھے میں گرا دیتا ہے۔ پس ہدایت یافتہ لوگ اپنے رب کے حکم سے صراط مستقیم پر گامزن رہتے ہیں اور صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے لوگ ظلم و جور کے راستوں کو اختیار کرتے ہیں۔ (تفسیر سعدی:2/1389،1388)﴿7﴾ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے (سمجھانے کے) لیے ایک خط کھینچا، پھر فرمایا: ''یہ اللہ کا راستہ ہے۔'' پھر اس کے دائیں اور بائیں چند خطوط کھینچے اور فرمایا: ''یہ (شیطان کے) راستے ہیں، ان میں سے ہر راستے پر ایک شیطان ہے جو اپنی طرف بلا رہا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:﴿ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ ''اور یقیناً یہی میرا سیدھا راستہ ہے پھر اسی کی پیروی کرو۔ اور دوسرے راستوں کی پیروی نہ کرو پھر وہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے جدا کر دیں گے۔ اس بات کی اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہدایت کی ہے تاکہ تم بچ جاؤ۔'' (الانعام:153) (مسند احمد:4436)﴿8﴾ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ٹیڑھی راہیں مختلف طریقے مختلف راہیں، مختلف خواہشات ہیں مثلاً یہودیت عیسائیت اور آتش پرستی وغیرہ غرض یہ کہ اسلام کے علاوہ تمام دین غلط اور غیر صحیح ہیں۔ (مختصر ابن کثیر:1/980)

سوال2:﴿ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴾ ''اور اگر وہ چاہتا تو ضرور تم سب کو ہدایت دے دیتا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1) اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو زمین کے تمام باشندے ہدایت پا جاتے۔ رب العزت نے فرمایا:﴿ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ (۱۱۸) اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ؕ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (۱۱۹) ﴾ ''اور اگر آپ کا رب چاہتا تو تمام انسانوں کو یقیناً ایک ہی امت بنا دیتا اور وہ ہمیشہ اختلاف کرنے والے ہی رہیں گے۔ مگر جن پر آپ کا رب رحم کرے اور اسی لیے اس نے ان کو پیدا کیا اور تیرے رب کی وہ بات پوری ہوگئی کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سبھی سے ضرور بھر دوں گا۔'' (ھود:119،118)(2)﴿ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴾ ''اور اگر آپ کا رب چاہتا تو جو زمین میں ہیں سب اکٹھے ضرور ایمان لاتے، تو کیا آپ لوگوں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجبور کریں گے یہاں تک کہ وہ سب مومن ہو جائیں۔''(یونس:99)(3)﴿وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰهَا﴾''اور اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو اس کی ہدایت دیتے۔''(السجدہ:13)﴿4﴾ مگر اللہ تعالیٰ بعض کو اپنے فضل و کرم سے ہدایت عطا کرتا ہے اور بعض کو اپنے عدل و حکمت کی بنا پر گمراہ کرتا ہے۔(تفسیر سعدی:2/1389)

رکوع نمبر:8

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ (١٠)﴾

''وہی ہے جس نے آسمان سے پانی نازل کیا اس میں سے تمہارے لیے پینا ہے اور اسی سے پودے ہوتے ہیں جن میں تم (جانور) چراتے ہو۔''(10)

سوال:﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ﴾''وہی ہے جس نے آسمان سے پانی نازل کیا اس میں سے تمہارے لیے پینا ہے اور اسی سے پودے ہوتے ہیں جن میں تم (جانور) چراتے ہو'' کی وضاحت کریں

جواب:(1)﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً﴾''وہی ہے جس نے آسمان سے پانی نازل کیا'' اللہ رب العزت نے بارش اور اس سے متعلق نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ بارش اللہ تعالیٰ کی قدرت، ارادے اور تدبیر سے ہوتی ہے۔ وہی ہے جو آسمانوں سے بارش کو برسانے کے لیے کائناتی عمل کو جاری کرتا ہے۔ سورج کی حرارت سے سمندروں کا پانی بھاپ بنا کر وہی اڑاتا ہے۔ وہ عظیم ہے جو اس بھاپ کو اوپر لے جا کر ٹھنڈا کرتا ہے اور ہواؤں کو حکم دیتا ہے کہ ٹھنڈی بھاپ سے بننے والے بادلوں کو اڑا کر اس علاقے تک لے جائیں جہاں اسے بارش برسانے کا حکم ہو۔(2)﴿مِّنْهُ شَرَابٌ﴾''اس میں سے تمہارے لیے پینا ہے'' بارش کا میٹھا اور صاف شفاف پانی پینے کے قابل بنانے والا رب ہے۔ وہی ہے جو میٹھا پانی پلاتا ہے ورنہ وہ اسے کھاری کر دیتا ہے تو زندگی ممکن نہ رہتی۔(3) بارش کے پانی سے نباتات، گھاس اور درخت پیدا ہوتے ہیں جو انسانوں اور جانوروں کے لیے روزی بنتے ہیں۔ رب العزت نے فرمایا:﴿لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾''ان لوگوں کے لیے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے بُری مثال ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے اعلیٰ مثال ہے اور وہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔''(النحل:60)

﴿يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (11)﴾

''وہ اس کے ساتھ تمہارے لیے کھیتیاں اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل بھی، یقیناً اس میں ضرور ایک نشانی ہے ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کیلئے جوغور وفکر کرتے ہیں۔'' (11)

سوال: ﴿يُنۢبِتُ لَكُم بِهِ الزَّرۡعَ وَالزَّيۡتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالۡاَعۡنَابَ وَمِن كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۗ اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ﴾ ''وہ اس کے ساتھ تمہارے لیے کھیتیاں اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل بھی، یقیناً اس میں ضرور ایک نشانی ہے ان لوگوں کیلئے جوغور وفکر کرتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿يُنۢبِتُ لَكُم بِهِ الزَّرۡعَ وَالزَّيۡتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالۡاَعۡنَابَ وَمِن كُلِّ الثَّمَرٰتِ﴾ ''وہ اس کے ساتھ تمہارے لیے کھیتیاں اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل بھی'' وہ رب عظیم ہے جس نے ایک ہی پانی سے مختلف ذائقوں مختلف رنگوں شکلوں اور خوشبوؤں والے پھل پیدا کیے۔ (2) ﴿اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ﴾ ''یقیناً اس میں ضرور ایک نشانی ہے ان لوگوں کیلئے جوغور وفکر کرتے ہیں'' اللہ رب العزت نے اپنی قدرت کاملہ پر غور وفکر کرنے کی دعوت دی ہے۔ (3) غور وفکر کرنے والے اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ (i) آسمان سے اترنے والی بارش اللہ تعالیٰ کے ارادے سے اور تدبیر کے مطابق ہوتی ہے۔ (ii) غور وفکر کرنے والے بارش میں اللہ تعالیٰ کے ارادے کو پالیتے ہیں۔ (iii) غور وفکر کرنے والے اس نتیجے تک پہنچتے ہیں کہ اس کائنات میں ہونے والا ہر کام اللہ تعالیٰ کے قوانین کے مطابق ہوتا ہے۔ (4) ابن عاشور کہتے ہیں تفکر عقل کا وہ دائرہ کار ہے جو صحیح علم تک پہنچنے کا راستہ اور طریق ہے۔ (التحریر والتنویر: 244/3) (5) مومنوں پر تفکر کرنا واجب ہے۔ نبی ﷺ جب نیند سے بیدار ہوتے تو ابتداء تفکر سے کرتے یعنی وہ آیات تلاوت کرتے جن میں غور وفکر کو حکم دیا گیا ہے اور وہ سورۃ آل عمران کی آخری دس آیات ہیں جن میں سے خاص یہ ہیں۔ ﴿اِنَّ فِي خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِيۡنَ يَذۡكُرُوۡنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰى جُنُوۡبِهِمۡ وَيَتَفَكَّرُوۡنَ فِي خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبۡحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ رَبَّنَاۤ اِنَّكَ مَنۡ تُدۡخِلِ النَّارَ فَقَدۡ اَخۡزَيۡتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴿۱۹۲﴾﴾ ''یقیناً آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں، رات اور دن کے بدلنے میں عقل مندوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔ وہ لوگ جو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر لیٹے بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے ہیں، اے ہمارے رب! تو نے یہ سب کچھ بے مقصد نہیں بنایا، آپ پاک ہیں، سو ہمیں آگ کے عذاب سے بچالیں۔ اے ہمارے رب! بے شک جس کو تو نے آگ میں ڈالا تو اُس کو تو نے واقعی رُسوا کردیا، اور ظالموں کے لیے کوئی مددگار نہیں''۔ (آل عمران: 190,192) یہ وہ طریقہ ہے جس پر چلنا ہر مسلمان کے لیے فرض ہے۔ عبادت اور غور وفکر لازم وملزوم ہیں۔ (6) ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایک گھڑی کا غور وفکر کرنا ایک رات کے قیام سے بہتر ہے۔ (العظمۃ لابی الشیخ: 302/1) اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ان لوگوں میں شامل فرمالے جوغور وفکر کرتے ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ط وَالنُّجُومُ مُسَخَّرٰتٌ م بِاَمْرِهٖ ط اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ (12)﴾

''اور اس نے تمہارے لیے رات اور دن اور سورج اور چاند کو مسخر کیا ہے اور تارے بھی اس کے حکم سے مسخر ہیں بلاشبہ اس میں یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو سمجھتے ہیں۔'' (12)

سوال1:﴿وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ﴾ ''اور اس نے تمہارے لیے رات اور دن اور سورج اور چاند کو مسخر کیا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1) اللہ تعالیٰ نے دن، رات اور سورج اور چاند کا نظام ہمارے لیے بنایا ہے کیونکہ ہم ان سے بے نیاز نہیں رہ سکتے۔ دن رات برابر آتے جاتے ہیں۔ سورج اور چاند ہماری خدمت پر مامور ہیں۔ (2) رات کے وقت ہم سوتے ہیں اور سکون حاصل کرتے ہیں۔ دن میں اپنے کاموں اور معاش کے لیے پھیل جاتے ہیں۔ (3) سورج اور چاند سے روشنی حاصل ہوتی ہے جس سے درختوں کے پھلوں اور نباتات کا اگنا ممکن ہوتا ہے۔ (4) سورج اور چاند اپنی منزلوں کی طرف رواں دواں رہتے ہیں۔ ان کی گردش سے انسان متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس گردش میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور ربوبیت دکھائی دیتی ہے۔ (5) رات اور دن کا آنا جانا ایسا عمل ہے جو انسان کی توجہ اپنی طرف کھینچتا ہے۔ کبھی راتیں لمبی، کبھی دن لمبے، انسان اتنے وسیع پیمانے پر آنے والی تبدیلی پر غور کر کے اس عظیم واقعے میں چھپی ہوئی غیبی قدرت اللہ تعالیٰ کی ذات کی معرفت حاصل کرتا ہے۔

سوال2:﴿وَالنُّجُومُ مُسَخَّرٰتٌ م بِاَمْرِهٖ ط اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ﴾ ''اور تارے بھی اس کے حکم سے مسخر ہیں بلاشبہ اس میں یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو سمجھتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب؛(1) اللہ رب العزت نے ستاروں کو ہمارے لیے مسخر کیا ہے۔ ستاروں کے ذریعے سمندر اور خشکی کی تاریکیوں میں راستے تلاش کیے جاتے ہیں۔ (2) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ستاروں کا علم سیکھا گویا اس نے جادو کا ایک حصہ سیکھ لیا، پھر وہ ستاروں کے علم میں جتنا آگے جائے گا، اتنا اس کے جادو کے علم میں اضافہ ہوگا۔'' (ابوداؤد:3905) (3) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے کسی قسم کا علمِ نجوم سیکھا تو اس شخص نے جادو کا ایک راستہ لیا پھر اس نے جس قدر (علمِ نجوم میں) اضافہ کیا اسی قدر (جادو میں) اضافہ کیا۔ (ابوداؤد:3906) (4)﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ﴾ ''بلاشبہ اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو سمجھتے ہیں'' ستارے مسافروں کے لیے راستے کی دلیل بھی ہیں اور آسمان کی زینت بھی۔ انسان اس پر غور و فکر کر کے اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کو پا لیتا ہے۔ (5) ستاروں میں اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت اور کامل غلبے کی نشانیاں ہیں جن کو غور و فکر کرنے والے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صاحب عقل ہی سمجھ سکتے ہیں۔

﴿ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ (13) ﴾

''اورزمین میں جو کچھ اس نے تمہارے لیے پھیلا دیا ہے جس کے مختلف رنگ ہیں، بلاشبہ اس میں یقیناً ایک نشانی ہے ان کے لیے جو نصیحت حاصل کرتے ہیں۔''(13)

سوال:﴿وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ﴾''اورزمین میں جو کچھ اس نے تمہارے لیے پھیلا دیا ہے جس کے مختلف رنگ ہیں۔، بلاشبہ اس میں یقیناً ایک نشانی ہے ان کے لیے جو نصیحت حاصل کرتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ﴾ ''اورزمین میں جو کچھ اس نے تمہارے لیے پھیلا دیا ہے جس کے مختلف رنگ ہیں'' اللہ رب العزت نے آسمانوں کی نشانیوں کے بعد زمین کی نشانیوں کے بارے میں وضاحت فرمائی ہے کہ اس نے زمین میں حیوانات،نباتات،معدنیات اور جمادات پیدا کیے ہیں جن کے رنگ ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔مختلف رنگ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔(2)﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً﴾ ''بلاشبہ اس میں یقیناً ایک نشانی ہے'' رنگ کی تشکیل کے لیے پہلی شرط روشنی کی موجودگی ہے۔اس ضمن میں سورج سے آتی روشنی کی خصوصیات کے جائزے سے آغاز کرنا مفید ہوگا۔رنگوں کی تشکیل کے لیے سورج سے زمین کی طرف آتی روشنی کے لیے ایک خاص طول موج کی شکل میں ہونا لازمی ہے تا کہ وہ رنگ پیدا کر سکے۔یہ روشنی جو''بصری روشنی'' کہلاتی ہے سورج سے خارج ہونے والی شعاعوں کا 10/25 حصہ ہوتی ہے۔روشنی کی شعاعوں کی یہ نا قابل یقین حد تک تھوڑی مقدار جو کہ رنگ کی تشکیل کے لیے ضروری ہے سورج سے زمین تک پہنچتی ہے۔انسان کی زندگی میں رنگوں کی اہمیت میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کیونکہ کسی بھی شے کو اس کے رنگ کی بدولت معنی حاصل ہوتے ہیں۔رنگ کی اس تشکیل کے دوران ایک اور ضروری مرحلہ روشنی کی لہروں کو وصول کرنے کا ہے۔اور یہ کام آنکھ سرانجام دیتی ہے۔اس کے لیے روشنی کی لہروں کا اعضائے بصارت کے ساتھ ہم آہنگ ہونا بھی ضروری ہے۔(رنگ بھری دنیا:21-18)رنگ اللہ تعالیٰ کی کامل قدرت کی نشانیاں ہیں جو اس حقیقت پر دلالت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں،اس کا کوئی شریک نہیں،عبادت اسی کا حق ہے۔(3)﴿لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ﴾ ''ان کے لیے جو نصیحت حاصل کرتے ہیں'' یعنی وہ لوگ جو اپنے حافظے میں علم نافع کو محفوظ رکھتے ہیں،پھر ان امور پر غور وفکر کرتے ہیں جن پر غور وفکر کرنے کی اللہ تعالیٰ نے دعوت دی ہے یہاں تک کہ وہ اس حقیقت تک پہنچ جاتے ہیں جس پر یہ علم دلالت کرتا ہے۔(تفسیر سعدی:1390/2)رب العزت نے فرمایا:﴿وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ﴾ ''اور وہ لوگوں کے لئے اپنی آیات کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔''(البقرہ:221)(5)﴿اَفَمَنْ يَّخْلُقُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَمَنۡ لَّا يَخۡلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ ﴾ ''تو کیا وہ جو پیدا کرتا ہے اس جیسا ہے جو پیدا نہیں کرسکتا؟ تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟'' (النحل:17)

﴿ وَهُوَ الَّذِىۡ سَخَّرَ الۡبَحۡرَ لِتَاۡكُلُوۡا مِنۡهُ لَحۡمًا طَرِيًّا وَّتَسۡتَخۡرِجُوۡا مِنۡهُ حِلۡيَةً تَلۡبَسُوۡنَهَا ۚ وَتَرَى الۡفُلۡكَ مَوَاخِرَ فِيۡهِ وَلِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ‏(14) ﴾

''اور وہی ہے جس نے سمندر کو مسخر کیا تا کہ تم اس میں سے تروتازہ گوشت کھاؤ اور اس سے تم زیور نکالو جسے تم پہنتے ہو۔ اور اس میں آپ دیکھتے ہیں کہ کشتیاں پانی کو چیرنے والی ہیں اور تا کہ تم اس کا کچھ فضل تلاش کرو اور تا کہ تم شکر ادا کرو۔'' (14)

سوال1: ﴿وَهُوَ الَّذِىۡ سَخَّرَ الۡبَحۡرَ لِتَاۡكُلُوۡا مِنۡهُ لَحۡمًا طَرِيًّا وَّتَسۡتَخۡرِجُوۡا مِنۡهُ حِلۡيَةً تَلۡبَسُوۡنَهَا﴾ ''اور وہی ہے جس نے سمندر کو مسخر کیا تا کہ تم اس میں سے تروتازہ گوشت کھاؤ اور اس سے تم زیور نکالو جسے تم پہنتے ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَهُوَ الَّذِىۡ سَخَّرَ الۡبَحۡرَ﴾ ''اور وہی ہے جس نے سمندر کو مسخر کیا'' وہ اللہ تعالیٰ جس نے اپنی مہربانی سے کثیر فوائد کے لیے سمندر پیدا کیے اور انہیں انسان کے تابع کر دیا۔ کہ وہ جیسے چاہیں فائدہ اٹھائیں۔ انسان آسانی سے دور دراز کے سمندری سفر طے کر لیتے ہیں۔ (2) ﴿لِتَاۡكُلُوۡا مِنۡهُ لَحۡمًا طَرِيًّا﴾ ''تا کہ تم اس میں سے تروتازہ گوشت کھاؤ'' اللہ تعالیٰ نے سمندروں میں ہماری غذا کے لیے مچھلیاں پیدا کر دیں وہ زندہ ہوں یا مردہ ہر طرح سے انہیں ہمارے کھانے کے لیے حلال کر دیا۔ (3) ﴿وَّتَسۡتَخۡرِجُوۡا مِنۡهُ حِلۡيَةً تَلۡبَسُوۡنَهَا﴾ ''اور اس سے تم زیور نکالو جسے تم پہنتے ہو'' اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے سمندروں میں قیمتی موتی اور خوب صورت جواہرات پیدا کر دیے اور سمندر کی تہہ سے انہیں نکالنا آسان کر دیا تا کہ لوگ اپنے حسن و جمال میں اضافے کے لیے انہیں سمندروں سے نکالیں اور انہیں زیورات کے طور پر استعمال کریں۔

سوال2: ﴿وَتَرَى الۡفُلۡكَ مَوَاخِرَ فِيۡهِ وَلِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ﴾ ''وراس میں آپ دیکھتے ہیں کہ کشتیاں پانی کو چیرنے والی ہیں اور تا کہ تم اس کا کچھ فضل تلاش کرو اور تا کہ تم شکر ادا کرو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَتَرَى الۡفُلۡكَ﴾ ''اور آپ دیکھتے ہیں کہ کشتیاں'' یعنی جہاز اور کشتیاں۔ (2) ﴿مَوَاخِرَ فِيۡهِ﴾ ''اس میں پانی کو چیرنے والی ہیں'' یعنی موجیں مارتے ہوئے ہولناک سمندر کا سینہ چیرتی ہوئی۔ (تفسیر سعدی:2/1391) (3) سمندروں اور دریاؤں میں کشتیاں اور جہاز پانی کو چیرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔ (4) جہازوں اور کشتیوں کی صنعت اللہ تعالیٰ نے ہی سکھائی۔ سب سے پہلے نوح علیہ السلام نے کشتی بنائی تھی پھر یہ صنعت سینہ بہ سینہ منتقل ہوئی۔ (5) ﴿وَلِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ﴾ ''اور تا کہ تم اس کا کچھ فضل تلاش کرو'' جہاز کے ذریعے لوگ اور اشیاء دور دراز علاقوں تک منتقل ہوتے ہیں اور یوں اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرتے ہیں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ فِىۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْکِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِہَا وَبَثَّ فِیْہَا مِنْ کُلِّ دَآبَّۃٍ ص وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴾ ''بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات دن کے بدلنے میں اور ان کشتیوں میں جو وہ چیزیں لے کر سمندر میں چلتی ہیں جو لوگوں کو نفع دیتی ہیں اور اس پانی میں جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اتارا، پھر اس سے زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کیا اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیئے اور ہواؤں کی گردش میں اور بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان مسخر ہیں یقیناً ان لوگوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ (البقرۃ:164)(6)﴿وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ﴾''اور تا کہ تم شکر ادا کرو'' یعنی اس ہستی کا شکر ادا کرو جس نے تمہارے لئے یہ تمام چیزیں تیار کر کے تمہیں میسر کیں اور تم اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرو جس نے تمہیں ان چیزوں سے نوازا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ہی شکر کا مستحق ہے اور اس کے لئے حمد و ثنا ہے کیونکہ اس نے اپنے بندوں کو ان کی طلب سے زیادہ اور ان کی آرزوؤں سے بڑھ کر مصالح اور فوائد عطا کئے۔ اس کی حمد و ثنا کا شمار نہیں جا سکتا بلکہ وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے اپنی حمد و ثنا خود بیان کی۔ (تفسیر سعدی:1391/2)

﴿ وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ وَاَنْہٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّکُمْ تَہْتَدُوْنَ (15)﴾

''اور اس نے زمین میں پہاڑ گاڑ دیئے کہ تمہیں لے کر ڈگمگا نے نہ لگے اور اس میں دریا اور راستے بنا دیئے تا کہ تم ہدایت پاؤ'' (15)

سوال:﴿وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ وَاَنْہٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّکُمْ تَہْتَدُوْنَ ﴾ ''اور اس نے زمین میں پہاڑ گاڑ دیئے کہ تمہیں لے کر ڈگمگانے نہ لگے اور اس میں دریا اور راستے بنا دیئے تا کہ تم ہدایت پاؤ'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَاَلْقٰی ﴾''اور اس نے گاڑ دیئے'' اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لیے رکھ دیے۔(2)﴿فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ﴾ ''زمین میں پہاڑ کہ تمہیں لے کر ڈگمگانے نہ لگے'' اللہ تعالیٰ کا انعام ہے کہ اس نے سر بفلک پہاڑ یعنی بڑے بڑے پہاڑ رکھ دیے تا کہ پہاڑوں کی میخوں سے زمین میں سکون پیدا ہو جائے اور زمین والے اس پر کھیتی باڑی کر سکیں اور عمارتیں بنا سکیں اور دیگر امور کو جاری رکھ سکیں۔(3) رب العزت نے فرمایا:﴿وَالْجِبَالَ اَرْسٰہَا ﴾ ''اور پہاڑ، اس نے انہیں گاڑ دیا''۔(النازعات:32)(4) رواسی ایسے سلسلہ ہائے کوہ کو کہا جاتا ہے جو سینکڑوں میلوں تک پھیلے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کی تخلیق کا مقصد اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا کہ زمین ہچکولے نہ کھائے اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین کو پیدا کیا گیا تو وہ ڈگمگاتی اور ہچکولے کھاتی ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر پہاڑ رکھ دیئے۔ (ترمذی ابواب التفسیر سورہ الناس)(5) جدید تحقیقات سے معلوم ہوا کہ پہاڑوں کا وجود زلزلوں کو روکنے میں بڑا ممد ثابت ہوا ہے۔ زمین کی سورج کے گرد گردش ایک اختلافی مسئلہ ہے جو آج تک چار دفعہ بدل چکا ہے۔ بہر حال موجود تحقیق یہی ہے کہ زمین سورج کے گرد گردش کر رہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔(تیسیر القرآن:2/510)(6)رب العزت نے پہاڑوں کے بارے میں فرمایا:﴿ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ ﴾''اس نے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر ہی پیدا کیا،تم ان کو دیکھتے ہو اور اس نے زمین میں پہاڑ جمادیے کہ کہیں تمہیں لے کر جھک نہ جائے۔''(لقمان:10)(7)﴿وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا ﴾''اور اس میں دریا اور راستے بنادیئے''یہ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت کا کرشمہ ہے کہ اس نے زمین پر دریاؤں کو جاری کردیا،وہ ان دریاؤں کو دور دراز زمین سے بہا کر اس زمین تک لاتا ہے جو ان کے پانی کی ضرورت مند ہے تاکہ وہ خود،ان کے مویشی اور کھیت سیراب ہوں۔اللہ تعالیٰ نے کچھ دریا سطح زمین پر اور کچھ دریا سطح زمین کے نیچے جاری کئے،لوگ کنوئیں کھودتے ہیں یہاں تک کہ وہ زیرزمین بہنے والے دریاؤں تک پہنچ جاتے ہیں تب وہ رہٹ اور دیگر آلات کے ذریعے سے،جن کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مسخر کردیا ہے،ان زمینی دریاؤں(کے پانی)کو باہر نکالتے ہیں۔یہ اللہ تعالیٰ کی بے کراں رحمت ہی ہے کہ اس نے زمین میں تمہارے لئے راستے بنادیئے جو دور دراز شہروں تک لے جاتے ہیں۔(تفسیر سعدی:2/1391)(8)﴿لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴾''تاکہ تم ہدایت پاؤ''شاید کہ تم ان راستوں کے ذریعے سے اپنی منزل مقصود کو پالو،حتیٰ کہ تم ایسا علاقہ بھی پاؤ گے جو پہاڑوں کے سلسلے سے گھرا ہوا ہے،مگر اللہ تعالیٰ نے ان پہاڑوں میں لوگوں کے لئے درے اور راستے بنادیئے ہیں۔(تفسیر سعدی:2/1391)(9)رب العزت نے فرمایا:﴿وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴾''اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے کہ وہ انہیں ہلا نہ دے اور اس میں ہم نے کشادہ راستے بنائے تاکہ وہ راہ نمائی پائیں۔''(الانبیاء:31)

﴿ وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ (16) ﴾

''اور بہت سی علامتیں ہیں اور تاروں سے بھی وہ ہدایت پاتے ہیں۔''(16)

سوال:﴿وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴾''اور بہت سی علامتیں ہیں اور تاروں سے بھی وہ ہدایت پاتے ہیں''کی وضاحت کریں؟

جوب:(1)﴿وَعَلٰمٰتٍ ﴾''اور بہت سی علامتیں ہیں''یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے راستوں کی علامات بنادیں جیسے وادیاں،درخت اور ہر وہ چیز جو راستے کی طرف راہ نمائی کرتی ہو۔(2)زمینی راستے ایک شہر سے دوسرے شہر تک لے جاتے ہیں۔پہاڑوں کے درمیان کے درّے بھی راستے ہیں۔رب العزت نے فرمایا:﴿وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ﴾'' اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے کہ وہ انہیں ہلا نہ دے اور اس میں ہم نے کشادہ راستے بنائے تاکہ وہ راہ نمائی پائیں۔''(انبیاء:31)(3)﴿وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴾''اور تاروں سے بھی وہ ہدایت پاتے ہیں''رات کے اندھیروں میں تاروں سے بھی راستے تلاش کرنے کے لئے مدد لی جاتی ہے۔(4)آج کل سفر میں عموماً قطب نما سے مدد لی جاتی ہے جبکہ حقیقتاً یہ بھی ستاروں سے بالواسطہ رہنمائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔آپ دنیا کے کسی بھی حصہ میں ہوں قطب نما کی سوئی ہمیشہ عین شمال یا قطبی ستارہ کی طرف ہو جاتی ہے جس سے دوسری سمتوں کے نشان اس قطب نما پر لگا دیئے جاتے ہیں۔(تیسیر القرآن:511/2)

﴿ اَفَمَنۡ يَّخۡلُقُ كَمَنۡ لَّا يَخۡلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ (17)﴾

''تو کیا وہ جو پیدا کرتا ہے اس جیسا ہے جو پیدا نہیں کرسکتا؟ تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟''(17)

سوال:﴿اَفَمَنۡ يَّخۡلُقُ كَمَنۡ لَّا يَخۡلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ﴾ ''تو کیا وہ جو پیدا کرتا ہے اس جیسا ہے جو پیدا نہیں کرسکتا؟ تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟'' کی وضاحت کریں؟

جواب(1) ﴿اَفَمَنۡ يَّخۡلُقُ﴾ ''تو کیا وہ جو پیدا کرتا ہے'' اللہ رب العزت نے اپنی تخلیق اور اپنے انعامات کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو خالق ہے، رازق ہے۔(2)﴿كَمَنۡ لَّا يَخۡلُقُ﴾ ''اس جیسا ہے جو پیدا نہیں کرسکتا؟'' اور اس کے مقابلے میں بت اور دوسری ہستیاں جن کی اللہ تعالیٰ کے ماسوا پوجا کی جاتی ہے، جنہیں پیدا کیا گیا ہے، جو پیدا نہیں کر سکتے اور نہ ہی کسی کو نقصان سے بچانے اور نفع پہنچانے میں مددگار ہو سکتے ہیں کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟(3)﴿اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ﴾ ''تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟'' کہ تم پہچان سکو کہ وہ ہستی جو تخلیق میں یکتا ہے، وہی ہر قسم کی عبودیت کی مستحق ہے۔اللہ تعالیٰ جس طرح اپنی تخلیق وتدبیر میں یکتا ہے اسی طرح وہ اپنی الوہیت، وحدانیت اور عبادت میں بھی یکتا ہے اور جس طرح اس وقت اس کا کوئی شریک نہ تھا جب اللہ نے تمہیں اور دیگر چیزوں کو پیدا کیا۔پس اس کی عبادت میں اس کے ہمسر نہ بناؤ بلکہ دین کو اس کے لئے خالص رکھو۔(تفسیر سعدی:1392/2)(4)﴿ قُلۡ مَنۡ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلۡ اَفَاتَّخَذۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖۤ اَوۡلِيَآءَ لَا يَمۡلِكُوۡنَ لِاَنۡفُسِهِمۡ نَفۡعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِى الۡاَعۡمٰى وَالۡبَصِيۡرُ ۙ اَمۡ هَلۡ تَسۡتَوِى الظُّلُمٰتُ وَالنُّوۡرُ ۚ اَمۡ جَعَلُوۡا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوۡا كَخَلۡقِهٖ فَتَشَابَهَ الۡخَلۡقُ عَلَيۡهِمۡ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَىۡءٍ وَّهُوَ الۡوَاحِدُ الۡقَهَّارُ ﴾ ''آپ پوچھیں آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے؟ کہہ دو اللہ تعالیٰ ہی ہے، آپ کہہ دیں کیا پھر بھی تم نے اس کے سوا کچھ کارساز بنا رکھے ہیں جو اپنی ذات کے لیے نفع ونقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتے؟ کہہ دو کہ کیا اندھا اور بینا برابر ہو سکتے ہیں؟ یا کیا اندھیرے اور روشنی برابر ہوتے ہیں؟ یا انہوں نے اللہ تعالیٰ کے شریک بنائے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کی مانند پیدا کیا ہے؟ چنانچہ تخلیق ان پر مشتبہ ہوگئی ہے، آپ کہہ دو اللہ تعالیٰ ہی تمام اشیاء کا خالق ہے اور وہی ایک ہے، نہایت زبردست ہے''۔(الرعد:16)

﴿ وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ (18)﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شمار کرنا چاہو تو انہیں شمار نہیں کر سکتے ، یقیناً اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا ، نہایت رحم والا ہے۔'' (18)

سوال:﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ط اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شمار کرنا چاہو تو انہیں شمار نہیں کر سکتے ، یقیناً اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا ، نہایت رحم والا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا﴾ ''اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شمار کرنا چاہو تو انہیں شمار نہیں کر سکتے'' یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا تو دور کی بات ہے تم اس کی نعمتوں کو شمار بھی نہیں کر سکتے کیونکہ اس کی کثیر نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں انسان جانتے تک نہیں اور کتنی ہی تکالیف ہیں جن کو وہ رب دور فرما تا رہتا ہے جس کو کوئی شمار نہیں کر سکتا۔(2)﴿اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا ، نہایت رحم والا ہے'' اگر وہ اپنی نعمتوں کا شکر ادا نہ کرنے پر ان نعمتوں کو واپس لے لے یا ناشکری پر سزا دینا چاہے تو دے سکتا ہے لیکن وہ بہت درگزر کرنے والا ہے۔ معمولی شکر کو بھی قبول کر لیتا ہے اگر چہ اس کے انعامات اور اس کی رحمت اور اس کا کرم لامحدود ہے۔(3) انسان حق ادا نہیں کر سکتا تو اللہ تعالیٰ تھوڑے کو قبول کرتا ہے یہ اس کی رحمت ہے، اور کمی پر معاف کرتا ہے یہ اس کی مغفرت ہے۔(4) اللہ تعالیٰ کی مغفرت تمام بندوں کو شامل ہے اور اس کا علم ان سب کو محیط ہے۔(تفسیر سعدی:2/1393)

﴿وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ (19)﴾

''اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ بھی تم چھپاتے ہو اور جو بھی تم ظاہر کرتے ہو۔'' (19)

سوال:﴿وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ بھی تم چھپاتے ہو اور جو بھی تم ظاہر کرتے ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿وَاللّٰهُ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ'' اے لوگو! اللہ تعالیٰ تمہارا معبود ہے۔(2)﴿يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ﴾ ''جانتا ہے جو کچھ بھی تم چھپاتے ہو'' یعنی وہ جانتا ہے جو تم اپنے دلوں میں چھپاتے ہو اور جو تم دوسروں سے چھپاتے ہو۔(3)﴿وَمَا تُعْلِنُوْنَ﴾ ''اور جو بھی تم ظاہر کرتے ہو'' اور جو تم اپنی زبانوں اور اپنے اعضاء اور اپنے افعال سے ظاہر کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو گن رکھا ہے یہاں تک کہ وہ قیامت کے دن ان کی جزا دے گا، محسن کو اس کی نیکیوں کی اور گناہ گار کو اس کی برائیوں کی۔(جامع البیان:140/100) یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت علم، حکمت اور نعمتوں کے سلسلے میں واضح کیا گیا ہے کہ وہ لوگوں کے ظاہری اور باطنی حالات کو جانتا ہے، اسے معلوم ہے کہ انہیں اپنی زندگی کی ضروریات کے لیے کیا چاہیے اور جن کی اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا کی جاتی ہے وہ کچھ نہیں جانتے۔

﴿وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ (20)﴾

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''اور وہ لوگ جنہیں وہ اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں، وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود پیدا کیے جاتے ہیں۔''(20)

سوال:﴿ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ﴾ ''اور وہ لوگ جنہیں وہ اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں، وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود پیدا کیے جاتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ ''اور وہ لوگ جنہیں وہ اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں'' اے لوگو! اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی پوجا کی جاتی ہے۔(2)﴿لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ﴾ ''وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود پیدا کیے جاتے ہیں'' وہ جھوٹے معبود کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے جب کہ انہیں خود تخلیق کیا گیا ہے پھر وہ کیسے معبود ہو سکتے ہیں جنہیں بنایا جائے، جو اپنے نفع ونقصان کے بھی مالک نہ ہوں؟(جامع البیان:100/14)(3) رب العزت نے فرمایا:﴿قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ (٩٥) وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ (٩٦)﴾ ''اس نے کہا: ''کیا تم ان کی عبادت کرتے ہو جن کو تم ہاتھ سے تراشتے ہو؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا اور اس کو جو تم عمل کرتے ہو۔''(الصافات:96,95)(4) وہ ہستیاں جو خود اپنے وجود کے لئے اللہ تعالیٰ کی محتاج ہوں وہ کیسے کوئی چیز پیدا کر سکتی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ وہ تمام اوصاف کمال اور علم وغیرہ سے محروم ہیں۔(تفسیر سعدی:1393/2)

﴿ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ج ط وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ (21)﴾

''وہ مُردہ ہیں زندہ نہیں ہیں اور وہ نہیں جانتے کہ وہ کب اُٹھائے جائیں گے۔''(21)

سوال:﴿اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ج ط وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ﴾ ''وہ مردہ ہیں زندہ نہیں ہیں اور وہ نہیں جانتے کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ﴾ ''وہ مردہ ہیں زندہ نہیں ہیں'' یعنی جن میں روح نہیں وہ مردہ ہیں کیونکہ ان میں زندگی نہیں۔ وہ کیسے سن سکتے ہیں؟ کیسے سمجھ سکتے ہیں؟ کیسے وہ دیکھ سکتے ہیں؟۔(2) جو سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ وہ عقل رکھتے ہیں۔ کیا تم اللہ رب العالمین کو چھوڑ کر ان کو معبود بناتے ہو؟ پس مشرکین کی مت ماری گئی ہے، ان کی عقل کتنی گمراہ اور کتنی فاسد ہے کہ وہ ان اشیاء میں بھی بہک گئی جن کا فساد بالکل واضح اور اظہر ہے۔ انہوں نے ان لوگوں کو جو ہر لحاظ سے ناقص، اوصاف کمال سے عاری اور افعال سے محروم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے برابر قرار دے دیا ہے جو ہر لحاظ سے کامل ہے۔ وہ ہر صفت کمال کا مالک ہے اور یہ صفت اس میں سب سے کامل اور سب سے زیادہ پائی جاتی ہے۔ اس کا علم کامل تمام اشیاء پر محیط، اس کی قدرت سب کو شامل اور اس کی رحمت بے حد وحساب ہے جو تمام کائنات پر سایہ کناں ہے۔ وہ حمد وثنا، مجد وکبریاء اور عظمت کا مالک ہے، اس کی مخلوق میں کوئی بھی اس کی صفت کا احاطہ نہیں کر سکتا۔(تفسیر سعدی:1393/2)(3)﴿وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ﴾ ''اور وہ نہیں جانتے کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے'' وہ نہیں جانتے کہ موت کے بعد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوبارہ کب اٹھایا جائے گا؟ جیسے عبادت کرنے والے نہیں جانتے کہ ان کے جھوٹے معبود کب اٹھائے جائیں گے۔ پھر ان کی عبادت کیسے صحیح ہو سکتی ہے جو اس زندگی کے کاموں پر جزا نہیں دے سکتے، نہ جزا کے بارے میں علم رکھتے ہیں نہ کوئی قدرت، نہ اختیار۔

رکوع نمبر 9

﴿ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ (22) ﴾

''تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے، چنانچہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل ہی انکار کرنے والے ہیں اور وہ بہت تکبر کرنے والے ہیں۔'' (22)

سوال: ﴿اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴾ ''تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے، چنانچہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل ہی انکار کرنے والے ہیں اور وہ بہت تکبر کرنے والے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِلٰهُكُمْ ﴾ ''تمہارا معبود'' جو تم پر عبادت کا حق رکھتا ہے۔ وہی ہے جو تمام مخلوقات کے مقابلے میں اکیلا یہ حق رکھتا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی عبادت کی جاتی ہے وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں۔ ان سے جزا سزا کی توقع نہیں رکھی جا سکتی اور اس امید کے بغیر کوئی نیک عمل کیسے جاری رکھا جا سکتا ہے اور کوئی برا عمل کیسے چھوڑا جا سکتا ہے؟ (2) ﴿اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ﴾ ''ایک ہی معبود ہے'' یہ عقلی نتیجہ ہے جس کا عقل مند انکار نہیں کر سکتے کہ معبود ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ اللہ جل جلالہ ہے۔ جب وہ خالق ہے، رازق ہے، مدبر ہے، زندہ کرنے والا، موت دینے والا، اعلیٰ صفات اور اسماء حسنیٰ والا ہے، اس کے سوا نہ کوئی پیدا کر سکتا ہے، نہ رزق دے سکتا ہے، نہ تدبیر کر سکتا ہے، نہ زندہ کر سکتا ہے، نہ موت دے سکتا ہے پھر ایسے کو معبود بنانا گمراہی اور حماقت ہے۔ (ایسر التفاسیر: 754/755) (3) ﴿اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ﴾ اور وہ ہے اللہ جو ایک اور یکتا ہے اور بے نیاز ہے۔ اس نے کسی کو جنم دیا ہے نہ اس کو کسی نے جنم دیا ہے اور اس کا کوئی بھی ہمسر نہیں۔ پس عقل مند اور اہل ایمان نے اللہ تعالیٰ اور اس کی عظمت کو اپنے دلوں میں بسا لیا ہے، ان کے دل اس سے بے پناہ محبت کرتے ہیں، بدنی اور مالی عبادات، اعمال قلوب اور اعمال جوارح میں سے جو کچھ بھی ان کی استطاعت میں ہے اللہ تعالیٰ کی جناب میں پیش کرتے ہیں اور اس کے اسمائے حسنیٰ، صفات علیا اور افعال مقدسہ کے ذکر کے ذریعے سے اس کی حمد و ثنا بیان کرتے ہیں۔ (تفسیر سعدی: 1393،1394/2) (4) ﴿فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ ﴾ ''چنانچہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل ہی انکار کرنے والے ہیں'' اللہ رب العزت نے کافروں کے کفر اور فسادیوں کے فساد کی علت کا ذکر کیا ہے اور وہ ان کا بعث یعنی جی اٹھنے کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جھٹلانا ہے۔اس کی وجہ سے بندہ حق اور خیر کے طریقے پر قائم نہیں رہتا اور وہ آخرت پر اور دنیا اور آخرت کی زندگی میں اعمال کی جزا پر ایمان نہیں رکھتا۔(ایسر التفاسیر:754/755)(5) یعنی ان کے دل اس امر عظیم کے منکر ہیں اور اس کا انکار صرف وہی کرتے ہیں جن میں جہالت اور عناد بہت زیادہ ہو اور یہ امر عظیم اللہ تعالیٰ کی توحید ہے۔(تفسیر سعدی:1393,1394/2)(6) یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی توحید، نبوت، بعثت اور جزا کا انکار کرتے ہیں۔(7)﴿ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴾''اور وہ بہت تکبر کرنے والے ہیں'' استکبار کا مطلب ہے خود کو بڑا سمجھتے ہوئے حق کا انکار کر دینا۔تکبر کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا انکار کرتے ہیں۔(8) وہ اپنے دلوں کے اندھیرے میں ڈوبنے کی وجہ سے کفر کرتے ہیں۔(9) آباء واجداد کی اندھی پیروی کرنے والے جب عقل سے کام نہیں لیتے تو وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا انکار کرتے دیتے ہیں۔رب العزت نے فرمایا:﴿اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَ نَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴾''یقیناً ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقے پر پایا اور یقیناً ہم اُن کے نقشِ قدم کی پیروی کرنے والے ہیں۔''(الزخرف23)(11)﴿اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ج صلے اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ﴾''کیا اُس نے سارے معبودوں کی جگہ ایک معبود بنا دیا؟ یقیناً یہ بڑی عجیب بات ہے۔''(ص:5)(12)﴿وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴾''اور جب اکیلے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن لوگوں کے دل کڑھنے لگتے ہیں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور جب اُس کے سوا دوسروں کا ذکر کیا جاتا ہے تب وہ خوش وخرم ہو جاتے ہیں۔''(الزمر:45)

﴿لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ط اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ (23)﴾

''کوئی شک نہیں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو بھی وہ ظاہر کرتے ہیں، بلاشبہ وہ تکبر کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔''(23)

سوال1:﴿لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴾''کوئی شک نہیں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو بھی وہ ظاہر کرتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ لَا جَرَمَ ﴾''کوئی شک نہیں'' یعنی یہ حق ہے اس میں کوئی شک نہیں۔(2)﴿اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴾''کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو بھی وہ ظاہر کرتے ہیں'' یعنی اللہ تعالیٰ ان کے کھلے چھپے سب اعمال کو جانتا ہے، ان کے حالات سے واقف ہے اور وہ ان کے اعمال کا حساب رکھے ہوئے ہے۔وہ انہیں ان کے برے اعمال کی اس دن جزا دے گا جس کو وہ جھٹلاتے ہیں۔

سوال نمبر2:﴿اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴾''بلاشبہ وہ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا'' کی وضاحت کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ﴾''بلاشبہ وہ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا'' اور ان سے بغض کی وجہ سے انہیں آگ کا عذاب دے کر ذلیل رسوا کرے گا۔(2) رب العزت نے فرمایا:﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴾''یقیناً جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں جلد ہی وہ جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔''(غافر:60)(3) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:''جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔اس پر ایک آدمی نے عرض کیا کہ ایک آدمی چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کی جوتی بھی اچھی ہو۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال (خوب صورتی) ہی کو پسند فرماتا ہے۔تکبر تو حق کی طرف سے منہ موڑنے اور دوسرے لوگوں کو کمتر سمجھنے کو کہتے ہیں۔''(مسلم:265)

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ(24)﴾

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا کچھ نازل کیا ہے؟ تو کہتے ہیں کہ اگلے لوگوں کی بے اصل کہانیاں ہیں۔''(24)

سوال:﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ﴾''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا کچھ نازل کیا ہے؟ تو کہتے ہیں کہ اگلے لوگوں کی بے اصل کہانیاں ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ﴾'' اور جب ان سے کہا جاتا ہے'' یعنی جب قریش کے کافروں سے کہا جاتا ہے۔(2) یعنی ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جنہوں نے حق کو جھٹلایا۔(3)﴿مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ﴾'' تمہارے رب نے کیا کچھ نازل کیا ہے؟'' یعنی جب ان سے قرآن اور وحی، جو اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر سب سے بڑی نعمت ہے کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے کہ تمہارا اس کی بابت کیا جواب ہے؟ کیا تم اس نعمت کا اعتراف کرتے ہوئے شکر ادا کرتے ہو یا اس کی ناشکری کرتے ہوئے عناد رکھتے ہو؟(تفسیر سعدی:1395/2)(4)﴿قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ﴾''تو کہتے ہیں کہ اگلے لوگوں کی بے اصل کہانیاں ہیں'' یعنی ان کا جواب یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ نہیں اتارا۔جو کچھ ہمیں پڑھ کر سنایا جاتا ہے وہ پہلے لوگوں کی کتابیں ہیں۔(5) یعنی یہ جھوٹ ہے جسے محمد ﷺ نے گھڑ لیا ہے۔یہ گزرے ہوئے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں جنہیں لوگ نسل در نسل نقل کرتے چلے آرہے ہیں، ان میں کچھ قصے سچے ہیں اور بعض محض جھوٹے ہیں۔یہ ان کا نظریہ تھا اور انہوں نے اپنے پیروکاروں کو اس نظریہ کے قبول کرنے کی دعوت دی اور اس طرح انہوں نے ان کا بوجھ اٹھایا اور قیامت تک کے لئے ان لوگوں کا بوجھ بھی اٹھالیا جو ان کی پیروی کریں گے۔(تفسیر سعدی1395/2)(6) اسی طرح رب العزت نے سورۃ الفرقان میں ان کی متضاد بیانیوں کو نقل کیا ہے:﴿ وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا﴾'' انہوں نے کہا کہ یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں جنہیں اس نے لکھوا رکھا ہے۔پس وہی اس کو صبح وشام پڑھ کر سنائی جاتی ہیں''۔(الفرقان:5)(7) کفار مکہ رسول اللہ ﷺ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بارے میں مختلف باتیں کرتے رہتے تھے مثلاً کہتے تھے جادوگر ہے، کبھی کہتے تھے شاعر ہے، کبھی کہتے کاہن ہے، کبھی کہتے مجنون ہے۔ ولید بن مغیرہ اسی سلسلے میں نبی ﷺ کے پاس گیا، اسی کے بارے میں فرمایا: ﴿اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ (۱۸) فَقُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ (۱۹) ثُمَّ قُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ (۲۰) ثُمَّ نَظَرَ (۲۱) ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ (۲۲) ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ (۲۳) فَقَالَ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ یُّؤْثَرُ (۲۴)﴾ "یقیناً اس نے سوچا اور بات بنائی۔ پھر وہ ہلاک ہو! اُس نے کیسی بات بنائی؟ پھر وہ ہلاک ہو! اس نے کیسی بات بنائی؟ پھر اس نے دیکھا پھر تیوری چڑھائی اور منہ بسورا۔ پھر پلٹا اور تکبر کیا۔ پھر کہا: "کچھ نہیں مگر ایک جادو ہے جو پہلے سے چلا آرہا ہے۔" (مدثر:18,24)(8) رب العزت نے فرمایا: ﴿اُنْظُرْ كَیْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا﴾ "آپ دیکھیں انہوں نے آپ کے لیے کیسی مثالیں بیان کی ہیں؟ چنانچہ وہ بھٹک گئے، سواب وہ کوئی راستہ نہیں پاسکتے۔" (بنی اسرائیل:48)(9) انسان جب حقیقت سے دور ہوتا ہے تو وہ کسی بات پر نہیں ٹھہرتا کیونکہ جو دشمنی کرنا چاہتا ہے وہ مخالفت برائے مخالفت کرتا ہے۔

﴿لِیَحْمِلُوْۤا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِیْنَ یُضِلُّوْنَهُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ ؕ اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوْنَ (25)﴾

"تاکہ وہ قیامت کے دن اپنے بوجھ بھی پورے پورے اُٹھائیں اور اُن کے بوجھوں میں سے بھی جنہیں وہ علم کے بغیر ہی گمراہ کرتے ہیں۔ سن لو! بہت ہی بُرا ہے وہ بوجھ جو وہ اُٹھا رہے ہیں۔" (25)

سوال: ﴿لِیَحْمِلُوْۤا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِیْنَ یُضِلُّوْنَهُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ ؕ اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوْنَ﴾ "تاکہ وہ قیامت کے دن اپنے بوجھ بھی پورے پورے اُٹھائیں اور اُن کے بوجھوں میں سے بھی جنہیں وہ علم کے بغیر ہی گمراہ کرتے ہیں۔ سن لو! بہت ہی بُرا ہے وہ بوجھ جو وہ اُٹھا رہے ہیں" کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿لِیَحْمِلُوْۤا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ﴾ "تاکہ وہ قیامت کے دن اپنے بوجھ بھی پورے پورے اُٹھائیں" یعنی ان کی تقدیر میں یہی ہے کہ وہ قیامت کے دن اپنے اور ان لوگوں کے جن کو انہوں نے گمراہ کیا ہے سب کے بوجھ اٹھائیں گے۔ ان کی ذاتی غلطیاں اور غیروں کو گمراہ کرنے کی غلطیاں سب قیامت کے دن انہیں کے گلے منڈھ دی جائیں گی۔ (مختصر ابن کثیر:985/1)(2) ﴿وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِیْنَ یُضِلُّوْنَهُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ﴾ "اور اُن کے بوجھوں میں سے بھی جنہیں وہ علم کے بغیر ہی گمراہ کرتے ہیں" یعنی اپنے مقلدین کا بوجھ بھی اٹھائیں گے جن کے پاس کوئی علم نہیں سوائے اس کے جس کی طرف یہ قائدین بلاتے ہیں۔ پس یہ قائدین ان کا بوجھ بھی اٹھائیں گے۔ رہے وہ لوگ جو ان کے باطل ہونے کا علم رکھتے ہیں تو ان میں ہر ایک مستقل مجرم ہے کیونکہ وہ ان کے باطل نظریات کو جانتے ہیں جس طرح وہ خود جانتے ہیں۔ (تفسیر سعدی:1395/2)(3) سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے اسلام میں آ کر نیک بات (یعنی کتاب وسنت کی بات) جاری کی اس کے لئے اپنے عمل کا بھی ثواب ہے اور جو لوگ اس کے بعد عمل کریں (اس کی دیکھا دیکھی) ان کا بھی ثواب ہے بغیر اس کے کہ ان لوگوں کا کچھ ثواب گھٹے اور جس نے اسلام میں آ کر بری چال ڈالی (یعنی جس سے کتاب وسنت نے روکا ہے) اس کے اوپر اس کے عمل کا بھی بار ہے اور ان لوگوں کا بھی بار جو اس کے بعد عمل کریں بغیر اس کے کہ ان لوگوں کا بار کچھ گھٹے۔'' (صحیح مسلم:2351)(4) ﴿اَلاَ سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ﴾ ''سن لو! بہت ہی بُرا ہے وہ بوجھ جو وہ اُٹھار ہے ہیں'' یعنی کتنا برا ہے وہ بھاری بوجھ جو انہوں نے اپنی پیٹھ پر اٹھا رکھا ہے۔ خود ان کے اپنے گناہوں کا اور ان لوگوں کے گناہوں کا بوجھ جن کو انہوں نے گمراہ کیا۔ (تفسیر سعدی:1393/2)(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ۬ؕ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۳۹﴾﴾ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''آگ میں داخل ہو جاؤ جنوں اور انسانوں کے گروہوں کے ساتھ جو تم سے پہلے گزر چکے۔'' جب بھی کوئی جماعت داخل ہوگی وہ اپنی ساتھی جماعت پر لعنت کرے گی یہاں تک کہ جب وہ سب اُس میں آملیں گی تو اُن کی پچھلی اپنے سے پہلی جماعت کے بارے میں کہے گی: ''اے ہمارے رب! یہی لوگ ہیں جنھوں نے ہمیں گمراہ کیا چنانچہ آپ اُنہیں آگ کا دوگنا عذاب دیں،'' اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ''ہر ایک کے لئے دوگنا ہے اور لیکن تم نہیں جانتے۔'' اور ان کی پہلی جماعت اپنی پچھلی کے لئے کہے گی: ''پھر تمہیں بھی ہم پر کوئی فضیلت حاصل نہیں تھی تو تم عذاب کا مزہ چکھو، اس کے بدلے میں جو تم کماتے تھے۔'' (الاعراف:38,39)(6) سیدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی شخص دنیا میں ناحق (ظلم سے) مارا جاتا ہے تو اس کے خون کے وبال کا ایک حصہ آدم کے پہلے بیٹے (قابیل) پر پڑتا ہے کیونکہ اس نے سب سے پہلے ناحق خون کی بنیاد قائم کی تھی۔'' (بخاری:7321)(7) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی کو ہدایت (نیکی) کی دعوت دی اس کے لیے اس کی آواز پر لبیک کہنے والے تمام لوگوں کا ثواب ہوگا اور یہ چیز ان کے اجر میں کوئی کمی واقع نہیں کرے گی اور (ایسے ہی) جس شخص نے برائی کی طرف دعوت دی، اسے ان تمام لوگوں کا گناہ ہوگا جو اس کے پیچھے لگیں گے اور اس سے ان کے گناہ کم نہیں ہوں گے۔'' (مسلم:68 04)

رکوع نمبر:10

﴿ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ (26)﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''یقیناً ان لوگوں نے خفیہ تدبیریں کیں جو ان سے پہلے تھے،تو اللہ تعالیٰ بنیادوں سے ان کی عمارت کو آیا، پس ان کے اوپر سے چھتیں ان پر گر پڑیں اور ایسے رخ سے ان پر عذاب آیا جہاں سے وہ سوچتے نہیں تھے۔'' (26)

سوال1: ﴿قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ ''یقیناً ان لوگوں نے خفیہ تدبیریں کیں جو ان سے پہلے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ ''یقیناً ان لوگوں نے خفیہ تدبیریں کیں جو ان سے پہلے تھے'' یعنی کفار قریش سے پہلے نمرود اور فرعون جیسے جابر بادشاہوں نے بھی ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے خلاف چالیں چلیں۔نمرود نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا اور فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کی سازش کی۔ (2) یعنی پہلے لوگوں نے بھی تکبر سے رسولوں کی پیروی سے اور اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکنے کے لیے چالیں چلیں۔ (3) یعنی جنہوں نے اپنے رسولوں کے خلاف سازشیں کیں اور ان کی دعوت کو ٹھکرانے کے لئے مختلف قسم کے حیلے ایجاد کئے اور اپنے مکروفریب کی اساس اور بنیاد پر خوف ناک عمارت اور محل تعمیر کیے۔ (تفسیر سعدی:2/1395,1396) (4) یعنی ہر دور میں لوگوں نے شرک کو قائم رکھنے اور گمراہ کرنے کی کوششیں کیں۔ (5) سورہ نوح میں فرمایا: ﴿وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا﴾ ''اور انہوں نے خفیہ تدبیر کی ، بہت بڑی خفیہ تدبیر۔'' (نوح:22)

سوال2: ﴿فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ﴾ ''تو اللہ تعالیٰ بنیادوں سے ان کی عمارت کو آیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ﴾ ''تو اللہ تعالیٰ بنیادوں سے اُن کی عمارت کو آیا'' قرآن حکیم نے کفار کے پروپیگنڈے کو ایسی عمارت سے تشبیہ دی ہے جس کی بنیادیں بھی ہیں، چھت اور ستون بھی۔ (2) وہ پروپیگنڈا اگرچہ بڑا مضبوط اور پختہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی تدبیر کے مقابلے میں ٹھہر نہ سکا۔ (3) اللہ تعالیٰ کے عذاب نے ان کے مکروفریب (کی عمارتوں) کو بنیادوں اور جڑوں سے اکھاڑ پھینکا۔ (تفسیر سعدی:2/1395)

سوال3: ﴿فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ﴾ ''پس ان کے اوپر سے چھتیں ان پر گر پڑیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ﴾ ''پس ان کے اوپر سے چھتیں ان پر گر پڑیں'' اُوپر سے چھت گرنے سے مراد مکمل تباہی ہے۔ یہ چھت پروپیگنڈے کی تھی اور اُن کا پروپیگنڈا مکمل طور پر بے اثر ثابت ہوا۔ (2) سازشوں کا تانا بانا بن کر انہوں نے مکروفریب کی جو عمارت کھڑی کی تھی، ان کے لئے عذاب بن گئی جس کے ذریعے سے ان کو عذاب دیا گیا۔ (تفسیر سعدی:2/1395)

سوال4: ﴿وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾ ''اور ایسے رخ سے ان پر عذاب آیا جہاں سے وہ سوچتے نہیں تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾ ''اور ایسے رخ سے ان پر عذاب آیا جہاں سے وہ سوچتے نہیں تھے'' یعنی مشرکین عرب سے پہلے چالیں چلنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا۔ (جامع البیان:14/105) (2) ﴿مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾ ''جہاں سے وہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوچتے نہیں تھے" یعنی انہیں گمان نہ تھا۔اس سے مراد یہ ہے کہ انہیں تو اپنے پروپیگنڈے پر پورا بھروسہ تھا کہ وہ اس کے ذریعے پناہ لے لیں گے لیکن وہی ان کے لئے مقبرہ بن گیا۔اس تباہی کا انہیں گمان تک نہ تھا۔(3) اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے سمجھا کہ یہ عمارت ان کو فائدہ دے گی اور ان کو عذاب سے بچالے گی مگر اس کے برعکس انہوں نے جو بنیاد رکھی تھی وہ ان کے لئے عذاب بن گئی۔(تفسیر سعدی: 1396,1395/2)

(4) اللہ رب العزت نے اپنے دشمنوں کے مکروفریب کو باطل کرنے کی بہترین مثال دی ہے۔رسولوں کو جھٹلانے والوں نے خوب سوچ سمجھ کر جھٹلایا۔انہوں نے حق کے مقابلے میں باطل کے اصول ضابطے بنائے تھے۔ان اصولوں کے مطابق وہ رسولوں کی دعوت کو جھٹلاتے تھے اور انبیاء کو تکلیف دینے کے لیے چالیں چلتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے ان کی چالیں ان ہی پر الٹ دیں۔رب العزت نے فرمایا:﴿وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِه﴾"اور بری تدبیر اس کے کرنے والوں کے سوا کسی کو نہیں گھیرتی نہیں"۔(فاطر:43)

﴿ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِ یَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْیَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (27)﴾

"پھر قیامت کے دن وہ اُن کو رسوا کرے گا اور کہے گا کہ میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کے بارے میں تم جھگڑا کیا کرتے تھے؟ جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا وہ کہیں گے کہ یقیناً آج کے دن رسوائی اور برائی کافروں پر ہے۔(27)"

سوال1:﴿ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِ یَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ﴾"پھر قیامت کے دن وہ اُن کو رسوا کرے گا اور کہے گا کہ میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کے بارے میں تم جھگڑا کیا کرتے تھے" کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ ﴾"پھر قیامت کے دن وہ اُن کو رسوا کرے گا" یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے شرمناک افعال اور ان کی بے حیائیاں ظاہر کردے گا جس سے وہ سخت ذلیل ورسوا ہوں گے۔(2)﴿وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِ یَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ﴾"اور کہے گا کہ میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کے بارے میں تم جھگڑا کیا کرتے تھے؟" جب اللہ تعالیٰ سازشیوں کو ساری مخلوق کے سامنے رسوا کرے گا تو ان سے سوال کرے گا: کہاں ہیں میرے وہ شریک جن کی خاطر تم نے مومنوں سے جھگڑے کیے، ان سے جنگیں کیں؟(3) یعنی جن کی خاطر تم اللہ تعالیٰ اور حزب اللہ سے عداوت اور ان سے جنگ کرتے اور ان کے بارے میں یہ زعم باطل رکھتے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں؟ جب اللہ تعالیٰ ان سے یہ سوال کرے گا تو ان کے پاس اپنی گمراہی کے اقرار اور اپنے عناد کے اعتراف کے سوا کوئی جواب نہ ہوگا۔پس وہ کہیں گے:﴿ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ﴾" وہ سب غائب ہو گئے اور وہ اپنے خلاف گواہی دیں گے کہ یقیناً وہ انکار کرنے والے تھے"۔(الاعراف:37)(سعدی:1396/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال2:﴿قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾''جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا وہ کہیں گے کہ یقیناً آج کے دن رسوائی اور برائی کافروں پر ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ﴾''جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا وہ کہیں گے''یعنی لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا۔اس سے مراد انبیاء اور ربانی علماء ہیں۔(2)﴿اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ﴾'' کہ یقیناً آج کے دن رسوائی''یعنی قیامت کے دن کی ذلت اور رسوائی۔(3)سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جب اللہ تعالیٰ سب اگلے اور پچھلے لوگوں کو قیامت کے دن جمع فرمائے گا تو ہر عہد شکن کے لیے ایک جھنڈا بلند کیا جائے گا اور اُس سے کہا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی عہد شکنی ہے''۔(بخاری:3188)(4)سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''قیامت کے روز لوگ اکٹھے کیے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا، جو جس کی عبادت کرتا تھا وہ اس کے پاس چلا جائے۔لہٰذا ان میں سے بعض سورج کے پاس چلے جائیں گے،بعض چاند کے پاس چلے جائیں گے اور بعض اپنے باطل معبودوں کے پاس چلے جائیں گے۔''(بخاری:806)(5)﴿وَالسُّوْٓءَ﴾''اور برائی''یعنی برا عذاب۔(6)یعنی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کا اور اس کی وحدانیت کا انکار کیا۔(جامع البیان:106/14)﴿وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ﴾''اور کاش آپ دیکھیں جب فرشتے ان لوگوں کی جان قبض کرتے ہیں جنہوں نے کفر کیا،وہ ان کے چہروں اور ان کی پشتوں پر مارتے ہیں اور (کہتے ہیں) جلنے کا عذاب چکھو''۔(الانفال:50)(7)﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ﴾''اور اس سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے؟ یا کہے کہ مجھ پر وحی کی گئی حالانکہ اس پر کچھ وحی نہ کیا گیا ہو اور جو کہے کہ جیسا کلام اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے جلد ہی میں بھی ویسا ہی اُتاروں گا، اور کاش آپ دیکھیں جب یہ ظالم موت کی سختیوں میں ہوتے ہیں اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلانے والے ہوتے ہیں کہ''نکالو اپنی جانیں،آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا اس وجہ سے کہ تم اللہ تعالیٰ پر ناحق باتیں کہتے تھے اور اس کی آیات سے تکبر کیا کرتے تھے۔''(الانعام:93)(8)سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری کے جنازے میں نکلے۔ہم قبر کے قریب پہنچے تو ابھی تک لحد تیار نہیں ہوئی تھی اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے۔ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہوں۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں ایک لکڑی تھی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین کو کرید رہے تھے،پھر سر اٹھا کر فرمایا:اللہ تعالیٰ سے عذاب قبر سے بچنے کے لئے پناہ مانگو،دو تین مرتبہ فرمایا۔پھر فرمایا کہ بندۂ مومن جب دنیا سے رخصتی اور سفر آخرت پر جانے کے قریب ہوتا ہے تو اس کے پاس آسمان سے روشن چہروں والے فرشتے''جن کے چہرے سورج کی طرح روشن ہوتے ہیں'' آتے ہیں،ان کے پاس جنت کا کفن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور جنت کی حنوط ہوتی ہے ،تاحدنگاہ وہ بیٹھ جاتے ہیں، پھر ملک الموت آ کر اس کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں: اے نفس مطمئنہ! اللہ کی تعالیٰ مغفرت اور خوشنودی کی طرف نکل چل، چنانچہ اس کی روح اس طرح بہہ کر نکل جاتی ہے جیسے مشکیزے کے منہ سے پانی کا قطرہ بہہ جاتا ہے، ملک الموت اسے پکڑ لیتے ہیں اور دوسرے فرشتے پلک جھپکنے کی مقدار بھی اس کی روح کو ملک الموت کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے بلکہ ان سے لے کر اسے اس کفن میں لپیٹ کر اس پر اپنی لائی ہوئی حنوط مل دیتے ہیں، اور اس کے جسم سے ایسی خوشبو آتی ہے جیسے مشک کا ایک خوشگوار جھونکا جوز مین پر محسوس ہو سکے۔ پھر فرشتے اس روح کو لے کر اوپر چڑھ جاتے ہیں اور فرشتوں کے جس گروہ پر بھی ان کا گزر ہوتا ہے، وہ گروہ پوچھتا ہے کہ یہ پاکیزہ روح کون ہے؟ وہ جواب میں اس کا وہ بہترین نام بتاتے ہیں جس سے دنیا میں لوگ اسے پکارتے تھے حتیٰ کہ وہ اسے لے کر آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں ،اور دروازے کھلواتے ہیں لیکن دروازہ نہیں کھولا جاتا۔'' (مسند احمد: 18561) اس آیت کریمہ میں اہل علم کی فضیلت کا بیان ہے کہ وہ اس دنیا میں حق بولتے ہیں اور اس روز بھی حق بات کہیں گے جس روز گواہ کھڑے ہوں گے اور ان کی بات اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے نزدیک قابل اعتبار ہوگی۔ (تفسیر سعدی: 2/1396)

﴿الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ(28)﴾

''جن کو فرشتے اس حال میں وفات دیتے ہیں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں تو وہ فرماں برداری پیش کرتے ہیں کہ ہم تو کوئی برا کام نہیں کرتے تھے، کیوں نہیں! یقیناً اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے جو بھی تم عمل کیا کرتے تھے۔(28)''

سوال1: ﴿الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ﴾ ''جن کو فرشتے اس حال میں وفات دیتے ہیں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ﴾ ''جن کو فرشتے اس حال میں وفات دیتے ہیں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں'' اللہ رب العزت نے مشرکوں کے بارے میں ذکر فرمایا کہ جب ان پر موت کا وقت آئے گا اور ان کی گندی روحوں کو نکالنے کے لیے فرشتے آئیں گے۔ (2) ﴿ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ﴾ ''کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں'' یعنی فرشتے اس حال میں ان کی جان قبض کر رہے ہوں گے کہ ان کا ظلم اور ان کی گمراہی اپنے عروج پر ہوگی اور ظالم لوگ جس طرح وہاں مختلف قسم کے عذاب، رسوائی اور اہانت سے دوچار ہوں گے، معلوم ہو جائے گا۔ (تفسیر سعدی: 2/1396) (3) یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر اور شرک کر کے اور نافرمانیاں کر کے اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہوں گے۔

سوال2: ﴿فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ﴾ ''تو وہ فرماں برداری پیش کرتے ہیں کہ ہم تو کوئی برا کام نہیں کرتے تھے'' کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ ﴾ ''تو وہ فرماں برداری پیش کرتے ہیں'' یعنی موت کے وقت مشرک اپنی فرماں برداری کا اظہار کریں گے اور ان معبودوں کا انکار کریں گے جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔ (2)﴿ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ﴾ ''کہ ہم تو کوئی برا کام نہیں کرتے تھے'' وہ کہیں گے کہ ہم دنیا میں برے کام نہیں کیا کرتے تھے۔

سوال3: ﴿ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴾ ''کیوں نہیں! یقیناً اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے جو بھی تم عمل کیا کرتے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴾ ''کیوں نہیں! یقیناً اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے جو بھی تم عمل کیا کرتے تھے'' فرشتے انہیں جواب دیں گے: کیوں نہیں؟ تم برائی کرتے تھے۔ (2)﴿ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے جو بھی تم عمل کیا کرتے تھے'' یہاں اللہ تعالیٰ کے علیم ہونے سے مراد ظالموں کے اعمال سے باخبر ہونا ہے۔ (3) یعنی تمہارے انکار کرنے کا اب تمہیں کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ (4) پس تمہارا انکار تمہیں کچھ فائدہ نہ دے گا۔ ان کے یہ احوال قیامت کے بعض مقامات پر ہوں گے۔ وہ یہ گمان کرتے ہوئے، دنیا میں کیے ہوئے اعمال کا انکار کردیں گے کہ ان کا یہ انکار ان کو کچھ فائدہ دے گا۔ مگر جب ان کے ہاتھ پاؤں اور دیگر جوارح ان کے خلاف گواہی دیں گے اور ان کے اعمال لوگوں کے سامنے آشکار ہو جائیں گے تو اپنے کرتوتوں کا اقرار اور اعتراف کرلیں گے، اس لئے وہ اس وقت تک جہنم میں داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ اپنے گناہوں کا اعتراف نہ کرلیں گے۔ جب وہ جہنم کے دروازوں میں داخل ہوں گے تو تمام گناہ گار اپنے گناہ کے مطابق اور اپنے حسب حال دروازوں میں سے داخل ہوں گے۔

(تفسیر سعدی: 2/1397)

﴿ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ (29) ﴾

''پھر تم جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہو چنانچہ تکبر کرنے والوں کا بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔'' (29)

سوال1: ﴿ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ﴾ ''پھر تم جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ ﴾ ''پھر تم جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ'' حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ اُن کی موت کے وقت اُن کی روحیں جہنم میں چلی جاتی ہیں اور اُن کے جسم قبر میں چلے جاتے ہیں۔ پھر ان کے جسموں سے اُن کی روحوں کو جوڑ کر انہیں عذاب دیا جاتا ہے۔ صبح و شام اُن پر آگ پیش کی جاتی ہے پھر قیامت کے دن انہیں ہمیشہ کے لئے جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ (2)﴿ خٰلِدِيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿فِيهَا﴾ ''اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہو''یعنی موت کے بعد وہ دائمی عذاب میں ہوں گے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ﴾ ''پھر اُس میں نہ وہ مرے گا اور نہ جیے گا''۔(الاعلیٰ:13)

سوال2: ﴿فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ﴾ ''چنانچہ تکبر کرنے والوں کا بہت ہی برا ٹھکانہ ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1) ﴿فَلَبِئْسَ مَثْوَىٰ﴾ ''چنانچہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے''یعنی جہنم کی آگ جو بہت برا ٹھکانا ہے۔(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ﴾ اور بے شک جہنم ان سب کے وعدے کی جگہ ہے۔(سورہ الحجر:43)﴿وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا الْحُطَمَةُ ﴿٥﴾ نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ ﴿٦﴾ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ ﴿٧﴾ إِنَّهَا عَلَيْهِم مُّؤْصَدَةٌ ﴿٨﴾ فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ﴾ ''اور تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ توڑ پھوڑ کر رکھ دینے والی؟ (5) اللہ تعالیٰ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔(6) جو دِلوں تک پہنچ جائے گی۔(7) یقیناً وہ اُن پر بند کردی جائے گی۔(8) اونچے اونچے ستونوں میں۔(9)'' (سورۃ الھمزہ:9-5)(4) یعنی جہنم کی آگ، کیونکہ یہ حسرت وندامت کا ٹھکانا، الم وشقاوت کی منزل، رنج وغم کا مقام اور اللہ حیی وقیوم کی سخت ناراضی کا موقع ہوگا۔ جہنم کا عذاب ان سے دور نہ کیا جائے گا، جہنم کے عذاب کی الم ناکی کو ان سے ایک دن کے لئے بھی رفع نہ کیا جائے گا۔ رب رحیم ان سے منہ پھیرلے گا اور ان کو عذاب عظیم کا مزا چکھائے گا۔(تفسیر سعدی: 2 / 1397) (5) ﴿الْمُتَكَبِّرِينَ﴾ ''تکبر کرنے والوں کا'' یہاں تکبر سے مراد ایمان اور عبادت کے معاملے میں تکبر ہے۔ جیسا کہ فرمایا ﴿إِنَّهُمْ كَانُوٓا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ﴾ ''یقیناً یہ وہ لوگ تھے کہ جب اُن سے کہا جاتا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ تکبر کرتے تھے۔''(الصافات:35)(6) تکبر کرنے والوں کو اپنی غلطی کا احساس موت کے وقت ہوگا کہ ہم جن کے مقابلے میں بڑے بن رہے تھے ہمارا اُن سے مقابلہ نہ تھا بلکہ رب سے تھا۔ اُس وقت انہیں سمجھ آئے گی کہ دعوتِ حق کا معاملہ بندے اور خدا کا معاملہ ہے۔

﴿وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَآ أَنزَلَ رَبُّكُمْ ۚ قَالُوا خَيْرًا ۗ لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۚ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ ۚ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ ﴿30﴾﴾

''اور اللہ تعالیٰ سے ڈر جانے والوں سے کہا گیا کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں خیر ہی خیر۔ جن لوگوں نے نیک رویہ رکھا ان کے لیے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت کا گھر بہترین ہے اور یقیناً کیا ہی خوب گھر ہے متقیوں کا!'' (30)

سوال1: ﴿وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَآ أَنزَلَ رَبُّكُمْ ۚ قَالُوا خَيْرًا﴾ ''اور اللہ تعالیٰ سے ڈر جانے والوں سے کہا گیا کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں خیر ہی خیر'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1) مشرکوں اور وحی کو جھٹلانے والوں کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا: ﴿وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا﴾ ''اور اللہ تعالیٰ سے ڈر جانے والوں سے کہا گیا'' اللہ تعالیٰ نے اہل تقویٰ کے قول کا ذکر فرمایا یعنی وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب سے شرک نہیں کیا، نہ اس کے حکم کی نافرمانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسولوں کی فرماں برداری کی اور جنہوں نے شیطان کی پیروی کرنے سے اپنے آپ کو بچایا۔(2) ﴿مَاذَآ اَنۡزَلَ رَبُّكُمۡ﴾ ''کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا اتارا ہے۔(3) ﴿قَالُوۡا خَيۡرًا﴾ ''وہ کہتے ہیں خیر ہی خیر'' وہ جواب دیں گے بہترین چیز، بڑی خیر و برکت، بڑی عظیم نعمت۔(4) ﴿خَيۡرًا﴾ سے مراد ہے کہ قرآن خود بھی خیر ہے اور خیر کے ساتھ نازل ہوا ہے۔ دین اسلام کا بنیادی عنصر خیر ہے۔ اس میں انسان کے لئے بھلائی ہے۔ اسی وجہ سے جب اُن سے پوچھا جائے کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے تو وہ جواب دیتے ہیں خیر یعنی بھلائی ہی بھلائی۔(5) حقیقت یہ ہے کہ قرآن حکیم بہت بڑی بھلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عظیم نعمت کو بندوں پر احسان کرتے ہوئے نازل فرمایا ہے۔(6) اہل تقویٰ قرآن جیسی عظیم الشان نعمت کو قبول کرتے ہیں، اس کا علم حاصل کرتے ہیں، اس پر عمل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

سوال2: ﴿لِلَّذِيۡنَ اَحۡسَنُوۡا فِىۡ هٰذِهِ الدُّنۡيَا حَسَنَةٌ﴾ ''جن لوگوں نے نیک رویہ رکھا ان کے لیے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿لِلَّذِيۡنَ اَحۡسَنُوۡا﴾ ''جن لوگوں نے نیک رویہ رکھا'' یعنی وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مقام احسان پر فائز ہوئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ بھلائی کی۔(تفسیر سعدی: 2/1398) (2) یعنی جو لوگ ایمان لائے، جنہوں نے نیک عمل کیے اور اللہ تعالیٰ کی شریعت کی پیروی کی اور اللہ تعالیٰ کے لیے عبادت کو خالص کیا اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے بلایا اور انہیں اس کی رغبت دلائی۔ وہ اپنی ذات کے لیے اور دوسروں کے لیے احسن کام کرنے والے ہیں۔(3) ﴿فِىۡ هٰذِهِ الدُّنۡيَا حَسَنَةٌ﴾ ''اس دنیا میں بھی بھلائی ہے'' یعنی جن لوگوں نے خلوص سے نیک عمل کیے، ان کے لیے دنیا میں پاک زندگی، عزت اور برکت ہے۔(4) یعنی اس دنیا میں ان کے لئے وسیع رزق، بہترین زندگی، اطمینان قلب اور امن و سرور ہے۔(تفسیر سعدی: 2/1398)

سوال3: ﴿وَلَدَارُ الۡاٰخِرَةِ خَيۡرٌ ؕ وَلَنِعۡمَ دَارُ الۡمُتَّقِيۡنَ﴾ ''اور آخرت کا گھر بہترین ہے اور یقیناً کیا ہی خوب گھر ہے متقیوں کا!'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَدَارُ الۡاٰخِرَةِ خَيۡرٌ﴾ ''اور آخرت کا گھر بہترین ہے'' یعنی ان کا آخرت کا گھر دنیا کے گھر سے بہتر ہے۔(2) یعنی آخرت کا گھر دنیا کے گھر اور اس میں موجود لذات و شہوات سے بہتر ہے کیونکہ دنیا کی نعمتیں بہت کم، مختلف قسم کی آفات سے گھری ہوئی اور آخر کار ختم ہو جانے والی ہیں۔ اس کے برعکس آخرت کی نعمتیں ہمیشہ رہنے والی ہیں۔(تفسیر سعدی: 2/1398) (3) رب العزت نے فرمایا: ﴿مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَنُحۡيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجۡزِيَنَّهُمۡ اَجۡرَهُمۡ بِاَحۡسَنِ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ﴾ ''جو شخص نیک عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو تو اسے ہم ضرور زندگی دیں گے، پاکیزہ زندگی اور ہم ضرور بدلے میں اُن کا اجر زیادہ اچھا دیں گے جو وہ عمل کرتے تھے۔'' (النحل: 97) (4) ﴿وَلَلۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لَّكَ مِنَ الۡاُوۡلٰى﴾ ''اور تمہارے لیے آخرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دنیا سے بہتر ہے۔'' (الضحیٰ:4) (5) ﴿وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ﴾ ''اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے نیک لوگوں کے لیے وہی بہتر ہے۔'' (آل عمران:198) (6) ﴿وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ﴾ ''اور یقیناً کیا ہی خوب گھر ہے متقیوں کا!'' ﴿وَلَنِعْمَ﴾ ''اور یقیناً کیا ہی خوب'' اللہ تعالیٰ نے اس گھر کی مدح کی ہے جس میں ہمیشہ رہنے والی نعمتیں ہوں گی۔ ﴿دَارُ الْمُتَّقِيْنَ﴾ ''گھر ہے متقیوں کا'' یعنی جنت، دار السلام ہے۔ (7) یعنی متقیوں کے لیے جو اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھ کر اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کے عذاب کے خوف سے ان کاموں سے رک جاتے ہیں جن سے رب العزت نے روکا ہے۔

﴿جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ؕ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ (31)﴾

''ہمیشگی کی جنتیں جن میں وہ داخل ہوں گے، ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اُن کے لیے وہ سب کچھ ان میں ہوگا جو وہ چاہیں گے، اسی طرح اللہ تعالیٰ متقیوں کو جزا دیتا ہے''۔ (31)

سوال1: ﴿جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ﴾ ''ہمیشگی کی جنتیں جن میں وہ داخل ہوں گے، ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اُن کے لیے وہ سب کچھ ان میں ہوگا جو وہ چاہیں گے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا﴾ ''ہمیشگی کی جنتیں جن میں وہ داخل ہوں گے'' یعنی سدابہار باغات جن میں وہ داخل ہوں گے۔ (2) ﴿تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ﴾ ''ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی'' یعنی اس کے درختوں کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ (جامع البیان:108/14) (3) ﴿لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ﴾ ''وہاں وہ جو کچھ چاہیں گے موجود پائیں گے'' جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ ''اور اُس میں ہر وہ چیز ہوگی جس کی دل خواہش کریں گے اور جس سے آنکھوں کو لذت ہوگی۔ اور تم اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہو۔'' (الزخرف:71) ﴿وَّفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ (۳۲) لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ (۳۳)﴾ ''اور کثیر پھلوں میں۔ نہ ختم ہونے والے اور نہ روک دیے جانے والے۔'' (سورہ الواقعۃ:32،33) (4) یعنی جب بھی ان کے دل کسی چیز کی آرزو اور اس کا ارادہ کریں گے تو وہ چیز انہیں اپنی کامل ترین شکل میں حاصل ہو جائے گی، یہ ممکن نہ ہوگا کہ وہ کوئی ایسی نعمت طلب کریں جس میں ان کے دلوں کی لذتوں اور روح کا سرور ہو اور وہ حاضر نہ ہو، اس لئے اللہ تعالیٰ اہل جنت کو ہر وہ چیز عطا کرے گا جس کی وہ تمنا کریں گے حتیٰ کہ وہ ان کو ایسی ایسی نعمتیں یاد دلائے گا جو کبھی ان کے خواب وخیال میں بھی نہ آئی ہوں گی۔ نہایت بابرکت ہے وہ ذات جس کے کرم کی کوئی انتہا اور اس کی سخاوت کی کوئی حد نہیں۔ اس کی صفات ذات، صفات افعال، ان صفات کے آثار اور اس کے اقتدار اور بادشاہی کی عظمت وجلالت میں، کوئی چیز اس جیسی نہیں ہے۔ (تفسیر سعدی:1398/2)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال2: ﴿كَذٰلِكَ يَجْزِى اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ﴾ ''اسی طرح اللہ تعالیٰ متقیوں کو جزا دیتا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿كَذٰلِكَ يَجْزِى اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ﴾ ''اسی طرح اللہ تعالیٰ متقیوں کو جزا دیتا ہے'' یعنی دنیا اور آخرت کا بدلہ ان لوگوں کے لیے ہے جنھوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے فرائض ادا کیے اور نافرمانیوں سے اجتناب کیا۔ (2) جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے ان فرائض کو ادا کرتے ہیں جو ان کے ذمے عائد ہیں، یعنی وہ فرائض و واجبات جو قلب، بدن، زبان اور حقوق اللہ اور حقوق العباد سے متعلق ہیں اور ان تمام امور کو ترک کر دینا جن سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے۔ (تفسیر سعدی: 1398/2) (3) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِىْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۵﴾ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ﴾ ''یقیناً پرہیزگار باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔ لینے والے ہیں جو کچھ اُن کا رب اُنہیں دے گا، یقیناً وہ اس سے پہلے ہی نیکی کرنے والے تھے۔'' (سورہ الذریات: 16،15) (4) ﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِىْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ﴿۵۴﴾ فِىْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ﴾ ''بلاشبہ متقی لوگ باغوں اور نہروں میں ہوں گے۔ صدق کی مجلس میں، بڑے ذی اقتدار بادشاہ کے پاس۔'' (القمر: 55،54)

﴿الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۲﴾﴾

''جن کو فرشتے اس حال میں وفات دیتے ہیں کہ وہ پاک ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ تم پر سلامتی ہو، ان اعمال کے بدلے جنت میں داخل ہو جاؤ جو تم کیا کرتے تھے''۔ (32)

سوال1: ﴿الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ﴾ ''جن کو فرشتے اس حال میں وفات دیتے ہیں کہ وہ پاک ہوتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ﴾ ''جن کو فرشتے اس حال میں وفات دیتے ہیں'' یعنی وہ لوگ جو ہمیشہ تقویٰ والی زندگی گزارتے رہے جب موت کے وقت فرشتے ان کے پاس آتے ہیں۔ (2) ﴿طَيِّبِيْنَ﴾ ''کہ وہ پاک ہوتے ہیں'' یعنی وہ ہر نقص اور گندگی سے پاک صاف رہتے ہیں جو ایمان میں خلل انداز ہوتی ہے۔ ان کے دل اللہ تعالیٰ کی معرفت اور محبت سے، ان کی زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر و ثنا سے اور ان کے جوارح اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے شادکام ہوتے ہیں۔ (تفسیر سعدی: 1398/2)

سوال2: ﴿يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ''وہ کہتے ہیں کہ تم پر سلامتی ہو ان اعمال کے بدلے جنت میں داخل ہو جاؤ جو تم کیا کرتے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿يَقُوْلُوْنَ﴾ یعنی فرشتے۔ (2) ﴿سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ﴾ ''تم پر سلامتی ہو'' تمہارے لئے خاص طور پر کامل سلام اور ہر آفت سے سلامتی اور تم ہر ناپسندیدہ چیز سے محفوظ ہو۔ (تفسیر سعدی: 1398/2) (3) ﴿ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ''ان اعمال کے بدلے جنت میں داخل ہو جاؤ جو تم کیا کرتے تھے'' رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓـؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿۳۲﴾﴾ ''یقیناً جن لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے پھر وہ ثابت قدم رہے، اُن پر فرشتے اُترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور اُس جنت کی بشارت سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی اور تمہارے لیے وہ ہے جو تمہارے دل چاہیں گے اور تمہارے لیے اُس میں وہ کچھ ہے جو تم طلب کرو گے۔ بے حد بخشنے والے بے حد رحم والے کی جناب سے مہمان نوازی کے طور پر۔'' (فصلت:30۔32)

(4) سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے کو دوست رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو دوست رکھتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ملنے کو پسند نہیں کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو پسند نہیں کرتا۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض ازواج نے عرض کیا کہ ''مرنا تو ہم بھی پسند نہیں کرتے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ملنے سے موت مراد نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ ایمان دار آدمی کو جب موت آتی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کے یہاں اس کی عزت کی خوشخبری دی جاتی ہے، اس وقت مومن کو کوئی چیز اس سے زیادہ عزیز نہیں ہوتی جو اس کے آگے (اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور اس کی رضا اور جنت کے حصول کے لیے) ہوتی ہے، اس لیے وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا خواہش مند ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے''۔ (بخاری:6507) (5) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''جب کسی مؤمن کی روح نکلتی ہے تو وہ دو فرشتے اسے لے کر اوپر چڑھتے ہیں تو آسمان والے کہتے ہیں کہ پاکیزہ روح زمین کی طرف سے آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھ پر اور اس جسم پر کہ جسے تو آباد رکھتی تھی، رحمت نازل فرمائے۔ پھر اس روح کو اللہ عزوجل کی طرف لے جایا جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اسے مقررشدہ آخری وقت کے لیے (عالی شان ٹھکانے پر) لے جاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کافر کی روح جب نکلتی ہے تو آسمان والے کہتے ہیں کہ خبیث روح زمین کی طرف سے آئی ہے۔ پھر اسے کہا جاتا ہے کہ تم اسے مقررشدہ آخری وقت کے لیے (برے ٹھکانے پر) لے جاؤ۔'' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (یہ بیان کرتے ہوئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر اپنی ناک مبارک پر اس طرح لگائی تھی (کافر کی روح کی بدبو ظاہر کرنے کے لیے آپ نے اس طرح فرمایا)۔ (مسلم:7221) (6) ﴿بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ''ان اعمال کے بدلے جو تم کیا کرتے تھے'' یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کے حکم کی تعمیل کے بدلے جنت میں داخل ہو جاؤ کیونکہ عمل ہی دراصل جنت میں داخل ہونے اور جہنم سے نجات کا سبب ہے اور اس عمل کی توفیق اللہ تعالیٰ کی رحمت اور عنایت سے حاصل ہوتی ہے، نہ کہ انسانوں کی قوت و اختیار سے۔ (تفسیر سعدی:2/1398) (7) یعنی جنت تمہیں تمہارے اعمال کی وجہ سے دی جا رہی ہے۔

﴿هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (33)﴾

''نہیں وہ انتظار کررہے سوائے اس کے کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا تیرے رب کا حکم آجائے۔ ان سے پہلے لوگوں نے بھی اسی طرح کیا تھا، اور اللہ تعالیٰ نے اُن پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے تھے''۔(33)

سوال1:﴿هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ﴾ ''نہیں وہ انتظار کررہے سوائے اس کے کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا تیرے رب کا حکم آجائے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ﴾''نہیں وہ انتظار کررہے سوائے اس کے کہ ان کے پاس فرشتے آئیں'' رب العزت نے تنبیہہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ لوگ جن کے پاس اللہ تعالیٰ کی آیات آئیں اور وہ ایمان نہیں لاتے انہیں اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں اور صالحین نے نصیحتیں کیں مگر وہ نہ مانے۔ کیا اب انہیں اس بات کا انتظار ہے کہ فرشتے آئیں اور انہیں موت دے دیں؟(2)﴿اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ﴾ ''یا تیرے رب کا حکم آجائے'' یا اللہ تعالیٰ کے عذاب کا، قیامت اور حشر قائم ہونے کا انتظار ہے کیونکہ انہوں نے ایسے اعمال کیے ہیں جو انہیں عذاب کا مستحق بنانے والے ہیں۔

سوال2:﴿كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾ ''ان سے پہلے لوگوں نے بھی اسی طرح کیا تھا، اور اللہ تعالیٰ نے اُن پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ ''ان سے پہلے لوگوں نے بھی اسی طرح کیا تھا'' یعنی ان سے پہلے پچھلی قوموں کے کفار نے بھی یہی رویہ اختیار کیا تھا۔(2) انہوں نے انبیاء کی تکذیب کی اور ان کا انکار کیا، پھر وہ اس وقت تک ایمان نہ لائے جب تک ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل نہ ہوا۔(تفسیر سعدی:2/1399)(3)﴿وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے اُن پر ظلم نہیں کیا'' یعنی اللہ تعالیٰ نے عذاب نازل کر کے کبھی کسی پر ظلم نہیں کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو رسول بھیج کر، کتابیں بھیج کر انہیں تنبیہہ کردی تھی۔(2)﴿وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾ ''بلکہ وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے تھے'' انہوں نے رسولوں کی بات پر کان نہ دھرے، انہوں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو اپنے لیے ضروری خیال نہ کیا، حال مست اور مال مست رہے اور ان کاموں کو چھوڑ دیا جن کے لیے انہیں پیدا کیا گیا تھا اور انہوں نے اپنے لیے ہمیشہ کی رسوائی اور بدبختی کا راستہ پسند کیا۔ اس طرح انہوں نے اپنے اوپر خود ظلم کیا۔

﴿فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (34)﴾

''چنانچہ اُنہیں اُن کے بُرے اعمال کی خرابیاں پہنچیں اور اُن کو گھیر لیا اس چیز نے جس کا وہ مذاق اُڑایا کرتے تھے۔''(34)

سوال1:﴿فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا﴾ ''چنانچہ اُنہیں اُن کے بُرے اعمال کی خرابیاں پہنچیں'' کی وضاحت کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰت ﴾''چنانچہ اُنہیں اُن کے بُرے اعمال کی خرابیاں پہنچیں''یعنی انہیں جو سزا ملی۔انہیں جو برائی پہنچی۔(2)﴿ مَا عَمِلُوْا ﴾''اعمال کیاان کے اپنے اعمال کا نتیجہ تھی''یعنی ان کے کفر اور ظلم کا۔

سوال2:﴿وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴾''اور اُن کو گھیر لیا اس چیز نے جس کا وہ مذاق اُڑایا کرتے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَحَاقَ بِهِم ﴾''اور اُن کو گھیر لیا''یعنی ان پر نازل ہوا،انہیں گھیر لیا۔(2)یعنی ان پر وہ عذاب الٹ پڑا۔(3)﴿مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ ''اس چیز نے جس کا وہ مذاق اُڑایا کرتے تھے''یعنی رسولوں نے جب انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا تو انہوں نے ان کا مذاق اڑایا تو اللہ تعالیٰ کے عذاب نے انہیں آ گھیرا۔(4)رب العزت نے فرمایا:﴿هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴾''یہ ہے وہ آگ جس کو تم جھٹلاتے تھے۔''(الطور:14)

سوال3:برے اعمال کے برے بدلے سے کیا پتہ چلتا ہے؟

جواب:برے اعمال کے برے بدلے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ:(1)لوگوں کے لئے ان کے اعمال کے علاوہ سزا نہیں ہوگی۔(2)سزا انسان کے اعمال کا قدرتی نتیجہ ہے۔

رکوع نمبر 11

﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۭ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿35﴾﴾

''اور جن لوگوں نے شرک کیا ہے انہوں نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو نہ ہم کسی چیز کی عبادت کرتے اور نہ ہی ہمارے باپ دادا اور نہ ہم اس کے بغیر کسی چیز کو حرام ٹھہراتے۔ان سے پہلے لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا تو رسولوں پر صاف صاف پہنچا دینے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔''(35)

سوال1:﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ﴾''اور جن لوگوں نے شرک کیا ہے انہوں نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو نہ ہم کسی چیز کی عبادت کرتے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا﴾''اور جن لوگوں نے شرک کیا ہے انہوں نے کہا''جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ بتوں کی بندگی کی۔(جامع البیان:110/14)(2)ان سے مراد کفار قریش اور ان کے مشرک ہیں۔(ایسر التفاسیر:758)(3)یہاں اس سے مراد مکہ کے مشرک ہیں۔(تفسیر فتح القدیر:203/3)(4)﴿لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا ﴾''کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادا اس کے سوا کسی چیز کی عبادت کرتے'' یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے نہ ہمارے باپ دادا۔ (ایسر التفاسیر: 758,759) (5) ﴿ وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ﴾ ''اور نہ ہم اس کے بغیر کسی چیز کو حرام ٹھہراتے'' یعنی جو ہم نے بحیرہ، صائبہ، وصیلہ، حام وغیرہ مویشیوں کو حرام ٹھہرایا ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو ہم حرام نہ ٹھہراتے۔ (6) مشرک اپنے شرک اور بت پرستی پر اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے دلیل لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو یہ کام ناگوار ہوتے تو وہ ہمیں توفیق ہی نہ دیتا۔ (7) مشرکین اپنے شرک پر مشیت الٰہی کو دلیل بناتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ کبھی شرک نہ کرتے اور نہ وہ ان مویشیوں کو حرام ٹھہراتے جن کو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے، مثلاً بحیرہ، وصیلہ اور حام وغیرہ۔ مگر ان کی یہ دلیل باطل ہے۔ اگر ان کی یہ دلیل صحیح ہوتی تو اللہ تعالیٰ ان سے پہلے لوگوں کو ان کے شرک کی پاداش میں کبھی عذاب نہ دیتا۔ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ نے ان کو سخت عذاب کا مزا چکھایا۔ اگر اللہ تعالیٰ ان کے شرک کو پسند کرتا تو ان کو کبھی عذاب نہ دیتا۔ دراصل حق کو، جسے رسول لے کر آئے، رد کرنے کے سوا ان کا کوئی اور مقصد نہیں ہے ورنہ وہ خوب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے خلاف ان کے پاس کوئی دلیل نہیں، کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو امر و نہی کا پابند بنایا ہے، ان کو اسی چیز کا مکلّف ٹھہرایا ہے جس پر عمل پیرا ہونا ممکن ہے اور اس پر عمل پیرا ہونے اور دو چیزوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کی ان کو قوت عطا کی ہے جس سے ان کے افعال صادر ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کا قضاء وقدر کو دلیل بنانا سب سے بڑا باطل ہے اور ہر شخص حسی طور پر جانتا ہے کہ انسان جس فعل کا ارادہ کرتا ہے، اسے اس کو کرنے کی قدرت حاصل ہوتی ہے، اس میں کوئی نزاع نہیں ہے، پس انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کی تکذیب اور عقلی اور حسی امور کی تکذیب کا ارتکاب کیا۔ (تفسیر سعدی: 1400/2)

سوال2: ﴿ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ﴾ ''ان سے پہلے لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب: رب العزت نے واضح فرمایا ہے کہ جیسے یہ مشرک اپنے کفر اور تکذیب پر اصرار کر رہے ہیں ان سے پہلے گزرنے والی قوموں کی بھی ایسی ہی حالت تھی حتیٰ کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آ گیا۔

سوال3: ﴿ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴾ ''تو رسولوں پر صاف صاف پہنچا دینے کے سوا اور کچھ نہیں ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴾ ''تو رسولوں پر صاف صاف پہنچا دینے کے سوا اور کچھ نہیں ہے'' یعنی رسولوں کا کام ایسا ابلاغ کرنا ہے جو قلب و ذہن تک پہنچ جائے۔ (2) رسولوں کا کام مشرکوں کو شرک چھوڑنے پر مجبور کرنا نہیں ہے اور نہ ان پر شریعت کو لازم کرنا ہے۔ ان کا کام تو اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کو پہنچا دینا ہے۔ (3) اس مقام پر رسول اللہ کے لیے تسلی بھی ہے اور صبر سے کام لینے کی تلقین بھی یہاں تک کہ آپ ﷺ اپنے رب کا پیغام پہنچا دیں اور آپ ﷺ کے دشمنوں کے مقابلے میں آپ ﷺ کی نصرت کی جائے۔ (ایسر التفاسیر: 758,759) (4) انبیاء جب اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیتے ہیں تو ان کے اختیار میں کچھ نہیں رہتا، لوگوں کا حساب تو اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ذمہ ہے۔

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ۗ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ (36)﴾

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے ہر اُمت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو، چنانچہ ان میں سے کچھ کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور ان میں سے کچھ وہ تھے جن پر گمراہی مسلط ہوگئی سو تم زمین میں سیر کرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا؟''(36)

سوال1: ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے ہر اُمت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے ہر اُمت میں ایک رسول بھیجا'' اللہ تعالیٰ نے ہر قوم میں، ہر زمانے میں رسول بھیجا ہے۔ اس طرح ساری قوموں پر اللہ تعالیٰ کی حجت قائم ہو چکی ہے۔ (2) ﴿اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾ ''اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو'' سارے انبیاء کی دعوت ایک ہی تھی کہ ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ (3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ ''اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر ہم اس کی طرف وحی کرتے رہے کہ بلاشبہ میرے سوا کوئی معبود نہیں چنانچہ تم میری ہی عبادت کرو''۔ (سورہ الانبیاء:25) (4) ﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ﴾ ''بلاشبہ یقیناً ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ پھر اس نے کہا: ''اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں''۔ (سورہ الاعراف:59) (5) ﴿وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۗ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ﴾ ''اور عاد کی طرف اُن کے بھائی ہود کو بھیجا، اس نے کہا: ''اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔'' (سورہ الاعراف:65) (6) ﴿وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ﴾ ''اور ثمود کی طرف اُن کے بھائی صالح کو (بھیجا)، اُس نے کہا: ''اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں''۔ (سورہ الاعراف:73) (7) ﴿وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ﴾ '' اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو (بھیجا)، اُس نے کہا: ''اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں''۔ (الاعراف:85) (8) سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سواری پر آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ میرے اور آپ ﷺ کے درمیان کجاوے کی درمیانی لکڑی کے علاوہ کوئی اور چیز حائل نہ تھی۔ اتنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے معاذ بن جبل! میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ میں حاضر ہوں۔ پھر تھوڑی دیر چلے پھر فرمایا: اے معاذ بن جبل! میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ میں حاضر ہوں۔ پھر تھوڑی دیر چلے پھر فرمایا: اے معاذ بن جبل! میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ بندے صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ (اس کے بعد) پھر آپ ﷺ تھوڑی دیر چلتے رہے پھر فرمایا: اے معاذ بن جبل! کیا تو جانتا ہے کہ بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر کیا ہے بشرطیکہ وہ ایسا کریں (یعنی شریک نہ کریں)؟ میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کو عذاب نہ دے۔'' (مسلم:143) (9) ﴿وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾ ''اور طاغوت سے اجتناب کرو'' یعنی غیر اللہ کی عبادت سے بچو۔ (10) شیطان سے بچو اور ڈرو اس سے کہ وہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی راہ سے بھٹکا نہ دے۔ (11) یعنی بتوں کی عبادت سے بچو۔ (ایسر التفاسیر:758) (جامع البیان:110/14) (12) رب العزت نے فرمایا: ﴿فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ م بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى﴾ ''چنانچہ جو باطل معبود کا انکار کرے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے تو اس نے مضبوط کڑا تھام لیا جس نے کبھی ٹوٹنا نہیں''۔ (سورہ البقرہ:256)

سوال2: ﴿فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ﴾ ''چنانچہ ان میں سے کچھ کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور ان میں سے کچھ وہ تھے جن پر گمراہی مسلط ہوگئی'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ﴾ ''چنانچہ ان میں سے کچھ کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی'' انبیاء کی دعوت کو جن لوگوں نے قبول کیا وہ ہدایت پا گئے۔ انہوں نے حق کو پہچان لیا، اس پر یقین رکھا، اس پر عمل کیا اور نجات پا گئے۔ (ایسر التفاسیر:759) (2) یعنی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین، اس کی توحید، اس کی عبادت کی طرف راہ نمائی پائی اور طاغوت سے اجتناب کیا۔ (فتح القدیر:203/3) (3) ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ﴾ ''اور ان میں سے کچھ وہ تھے جن پر گمراہی مسلط ہوگئی'' یعنی جن پر اللہ تعالیٰ کے ازلی علم میں گمراہی ثابت ہوگئی۔ (4) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو یہ بتایا ہے کہ مشرکوں کو ہدایت دینے کی تمنا رکھنا مفید نہیں جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں گمراہ قرار پا چکے ہیں۔ (مختصر ابن کثیر:990/1) (5) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ط وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ سلامتی کے گھر کی طرف دعوت دیتا ہے اور وہ جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دے دیتا ہے''۔ (یونس:25) (6) ﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّ مِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ﴾ ''وہی ذات ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے، پھر تم میں سے کوئی کافر ہے اور تم میں کوئی مومن ہے۔ (التغابن:2) (7) ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ ''جن لوگوں پر آپ کے ربّ کی بات ثابت ہو چکی ہے وہ قطعاً ایمان نہیں لائیں گے۔'' (یونس:96) ﴿فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ﴾ ''ایک گروہ جنت میں اور دوسرا گروہ دوزخ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں''۔(الشوریٰ:7)(7)حق کی پہچان اللہ تعالیٰ کے ہدایت کے ارادے سے ملتی ہے۔

سوال3:﴿فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ﴾" سوتم زمین میں سیر کرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ﴾ ''سوتم زمین میں سیر کرو''یعنی اللہ تعالیٰ کے غضب کے آثار دیکھو جو ان پر نازل ہوا۔(2)﴿فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ﴾" پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا'' تم زمین میں دیکھو تمہیں ایک بھی ایسا شخص نہیں ملے گا جس نے اللہ تعالیٰ کو جھٹلایا ہو اور ہلاکت کے انجام تک نہ پہنچا ہو۔(3) جنوب میں قوم عاد کو، شمال میں ثمود، مدین اور لوط کو اور مغرب میں فرعون کو دیکھو۔(ایسر التفاسیر:759)(4) رب العزت نے فرمایا:﴿فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ﴾" پھر وہ اُن کے اندر پچاس کم ایک ہزار سال رہا۔ پھر اُن کو طوفان نے پکڑ لیا اس حال میں کہ وہ ظالم تھے''۔(سورہ العنکبوت:14)(5) رب العزت نے فرمایا:﴿فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ﴾ ''تو انہیں زلزلے نے آ پکڑا تو انہوں نے اس حال میں صبح کی کہ وہ اپنے گھروں میں گرے پڑے تھے''۔(الاعراف:78)(6) قوم شعیب کے بارے میں فرمایا:﴿فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ﴾ ''سوانہوں نے اُسے جھٹلا دیا تو اُن کو سائبان کے دن والے عذاب نے پکڑ لیا، یقیناً وہ بہت بڑے دن کا عذاب تھا''(سورہ الشعراء:189)

﴿اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ (37)﴾

''اگر آپ ان کی ہدایت کے خواہش مند ہیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت نہیں دیتا جسے وہ گمراہ کر دیتا ہے اور نہ ہی ان کے لیے کوئی مددگار ہیں۔''(37)

سوال1:﴿اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ﴾" اگر آپ ان کی ہدایت کے خواہش مند ہیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت نہیں دیتا جسے وہ گمراہ کر دیتا ہے اور نہ ہی ان کے لیے کوئی مددگار ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ﴾''اگر آپ ان کی ہدایت کے خواہش مند ہیں'' رب العزت نے نبی ﷺ پر واضح فرمایا ہے کہ آپ مشرکوں کی ہدایت کے لیے حریص ہیں جب کہ ان کو ہدایت پر لانے کی تمنا مفید نہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ازلی علم میں گمراہ قرار پا چکے۔(2) انسانوں کو ہدایت اور گمراہی اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق ملتی ہے۔(3)﴿فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ﴾" تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت نہیں دیتا جسے وہ گمراہ کر دیتا ہے''اگر چہ وہ ہدایت کا ہر سبب ہی کیوں نہ استعمال کر لے، اللہ تعالیٰ اسے ہدایت سے نہ نوازے گا۔(تفسیر سعدی 140/2)(4) جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اسے پھر کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ نبی ﷺ سے اسی لیے رب العزت نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا:﴿ اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ﴾''یقیناً آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے مگر اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے''۔(القصص:56)(5)﴿وَلَا یَنْفَعُکُمْ نُصْحِیْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَکُمْ اِنْ کَانَ اللّٰهُ یُرِیْدُ اَنْ یُّغْوِیَکُمْ ط هُوَ رَبُّکُمْ قف وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴾''اور اگر میں ارادہ کروں کہ تمہاری خیر خواہی کروں تو بھی میری نصیحت تمہیں فائدہ نہیں دے سکتی اگر اللہ تعالیٰ ارادہ رکھتا ہو کہ تمہیں گمراہ کر دے۔ وہی تمہارا ربّ ہے اور اس کی طرف تم واپس لائے جاؤ گے۔''(ھود:34)(6)﴿مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ ط وَیَذَرُهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ﴾جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے تو اُس کو راستہ دکھانے والا کوئی نہیں اور انہیں وہ سرکشی میں چھوڑ دیتا ہے کہ وہ بھٹکتے پھرتے ہیں۔(سورہ الاعراف:186)(7)﴿وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴾ ''اور نہ ہی ان کے لیے کوئی مددگار ہیں''جو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے مقابلے میں ان کے مددگار ہوں اور انہیں عذاب سے بچائیں۔

﴿وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لا لَا یَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ یَّمُوْتُ ط بَلٰی وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ(38)﴾

''اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے نام کی پختہ قسمیں کھائیں کہ جو مر جائے گا اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ نہیں اٹھائے گا۔ کیوں نہیں! یہ اس کے ذمے ایک سچا وعدہ ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔''(38)

سوال1:﴿وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لا لَا یَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ یَّمُوْتُ ﴾''اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے نام کی پختہ قسمیں کھائیں کہ جو مر جائے گا اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ نہیں اٹھائے گا'' کی وضاحت کریں؟

جواب(1)﴿وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ ﴾''اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے نام کی پختہ قسمیں کھائیں''اللہ رب العزت نے اپنے رسول کو جھٹلانے والے مشرکوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو جھٹلانے کے لیے پکی قسمیں کھاتے ہیں اور اس بات پر بھی کہ(2)﴿لَا یَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ یَّمُوْتُ ﴾''جو مر جائے گا اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ نہیں اٹھائے گا'' کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو دوبارہ زندہ نہیں کرے گا اور یہ کہ وہ ان کو دوبارہ زندہ رکھنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ انہوں نے موت کے بعد زندگی کو ناممکن سمجھا۔

سوال2:﴿ بَلٰی وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴾''کیوں نہیں! یہ اس کے ذمے ایک سچا وعدہ ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)اللہ تعالیٰ نے ان کے دعوے کو جھوٹا قرار دیتے ہوئے فرمایا:﴿بَلٰی ﴾''کیوں نہیں''اللہ تعالیٰ انہیں دوبارہ زندہ کرے گا پھر انہیں اس دن اکٹھا کرے گا جس کے آنے میں کوئی شبہ نہیں۔(2)﴿وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا﴾''یہ اس کے ذمے ایک سچا وعدہ ہے''اللہ تعالیٰ کا جو وعدہ سچا ہے اس کے خلاف کچھ ممکن نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نہ وعدہ خلافی کرتا ہے، نہ اسے بدلتا ہے۔(3)رب العزت نے فرمایا:﴿زَعَمَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ط قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ﴾ ''جن لوگوں نے کفر کیا اُنہوں نے گمان کیا کہ وہ ہرگز نہیں اُٹھائے جائیں گے۔ آپ کہہ دیجیے: کیوں نہیں! میرے ربّ کی قسم! تم ضرور اُٹھائے جاؤ گے۔ (التغابن:7) (4) ﴿ کَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ط وَعْدًا عَلَيْنَا ط اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴾ ''جیسا کہ ہم نے پہلی تخلیق کی ابتداء کی تھی، اسی طرح ہم اس کا اِعادہ کریں گے۔ یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے، یقیناً ہم ہی کرنے والے ہیں۔'' (الانبیاء:104) (5) ﴿ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ط قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ (۷۸) قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ﴾ ''اور اُس نے ہمارے لیے ایک مثال بیان کی اور اپنی پیدائش کو بھول گیا، اس نے کہا کہ ان ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا حالانکہ وہ بوسیدہ ہوں گی؟ آپ کہہ دیں کہ انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے اُنہیں پہلی بار پیدا کیا۔ اور وہ ہر طرح کی تخلیق کو خوب جاننے والا ہے۔'' (یٰسٓ:78,79) (6) ﴿ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ط قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ﴾ ''تو جلد ہی وہ کہیں گے کہ کون ہے جو ہمیں دوبارہ پیدا کرے گا؟ آپ کہہ دیں وہی ذات جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا۔'' (بنی اسرائیل:51) (7) ﴿ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ ''لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں'' اکثر لوگوں سے مراد وہ کافر ہیں جو جی اٹھنے کو جھٹلاتے ہیں۔ (8) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے ابن آدم نے جھٹلایا حالانکہ اس کے لئے یہ مناسب نہیں تھا۔ مجھے اس نے گالی دی حالانکہ اس کے لئے یہ بھی مناسب نہیں تھا۔ مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ کہتا ہے کہ میں اس کو دوبارہ نہیں پیدا کروں گا حالانکہ میرے لئے دوبارہ پیدا کرنا اس کے پہلی مرتبہ پیدا کرنے سے زیادہ مشکل نہیں۔ اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ کہتا ہے کہ اللہ نے اپنا بیٹا بنایا ہے حالانکہ میں ایک ہوں، بے نیاز ہوں، نہ میرے کوئی اولاد ہے اور نہ میں کسی کی اولاد ہوں اور نہ کوئی میرے برابر کا ہے۔ (بخاری :4974) (9) موت کے بعد کی زندگی اور جزا سزا کو نہ ماننا بہت بڑی جہالت ہے۔

﴿ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ (39) ﴾

''تاکہ وہ ان کے لئے واضح کر دے جس میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے اور تاکہ جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ جان لیں کہ بلاشبہ وہی جھوٹے تھے۔'' (39)

سوال1: ﴿ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ ﴾ ''تاکہ وہ ان کے لئے واضح کر دے جس میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) پھر اللہ تعالیٰ زندگی بعد موت اور سزا کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ مسائل بڑے ہوں یا چھوٹے پس وہ ان کے حقائق کو بیان کرے گا۔ (تفسیر سعدی:1402/2) (2) رب العزت نے موت کے بعد کی زندگی کی حکمت کو واضح فرمایا ہے کہ اس کی وجہ سے لوگوں کے اختلافات ظاہر کر دیئے جائیں گے اور جن لوگوں نے برے عمل کیے ان کو برے اعمال کا بدلہ مل جائے گا اور جنہوں نے نیک عمل کیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہیں ان کی جزامل جائے گا۔(3) رب العزت نے فرمایا:﴿لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى﴾ ''تا کہ جنہوں نے برائیاں کیں اُنہیں اس کا بدلہ دے جو انہوں نے عمل کیا اور جن لوگوں نے بھلائی کی انہیں بھلائی کے ساتھ بدلہ دے۔'' (النجم:31)

سوال2:﴿وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ﴾ ''اور تا کہ جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ جان لیں کہ بلاشبہ وہی جھوٹے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1) موت کے بعد کی زندگی کی دوسری حکمت بیان فرمائی ہے: ''اور تا کہ جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ جان لیں کہ بلاشبہ وہی جھوٹے تھے''۔(2) حتیٰ کہ وہ دیکھ لیں گے کہ ان کے اعمال ان کے لئے حسرت کا باعث ہیں اور جب آپ کے رب کا حکم آ گیا تو ان کے خود ساختہ معبودان کی کوئی مدد نہ کرسکے جن کو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ پکارا کرتے تھے اور اس وقت وہ دیکھ لیں گے کہ ان کے معبودان باطل جہنم کا ایندھن ہیں اور سورج اور چاند بے نور کردیئے جائیں گے، ستارے جھڑ کر بکھر جائیں گے۔ جو لوگ سورج، چاند اور ستاروں کی عبادت کیا کرتے تھے ان پر واضح ہو جائے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے غلام اور اس کے سامنے مسخر ہیں اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لئے کچھ مشکل نہیں ہے کیونکہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو وہ صرف اتنا کہتا ہے ''ہو جا'' اور وہ ہو جاتی ہے بغیر اس کے کہ کوئی جھگڑا ہو یا کوئی رکاوٹ بلکہ وہ چیز اس کے ارادے اور مشیت کے مطابق ہی ہوتی ہے۔(تفسیر سعدی:1402/2)(3)﴿هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ (۱۴) اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ (۱۵) اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ۖ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۱۶)﴾ ''یہ ہے وہ آگ جسے تم جھٹلاتے تھے۔ تو کیا یہ جادو ہے یا تم دیکھتے ہی نہیں؟ اُس جہنم میں داخل ہو جاؤ، پھر تم صبر کرو یا نہ کرو، تم پر برابر ہے۔ تمہیں اُنہی اعمال کا بدلہ دیا جا رہا ہے جو تم کیا کرتے تھے۔'' (الطور:16.14)

﴿اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (40)﴾

''یقیناً جب ہم کسی چیز کا ارادہ کرلیں تو ہم اسے کہتے ہیں کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔''(40)

سوال:﴿اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ ''یقیناً جب ہم کسی چیز کا ارادہ کرلیں تو ہم اسے کہتے ہیں کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ ''یقیناً جب ہم کسی چیز کا ارادہ کرلیں تو ہم اسے کہتے ہیں کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے'' اس دنیا میں تبدیلیاں اور امکانات اللہ تعالیٰ کے ارادے سے پیدا ہوتے ہیں۔(2)﴿فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ ''پھر جب وہ کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو اسے صرف یہی کہتا ہے: ''ہو جا'' پس وہ ہو جاتا ہے۔'' (المومن:68) (3) اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا ارادہ کر لینا اللہ تعالیٰ کا حکم دینا ہے۔ اسے اپنی زبان سے ''کن'' کا لفظ کہنا ضروری نہیں ہوتا بلکہ اس کا ارادہ ہی حکم کا درجہ رکھتا ہے اور جب وہ ارادہ کرتا ہے تو اس کی تکمیل کے لیے اسباب و وسائل از خود ہی مہیا ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور وہ کام ہو کر رہتا ہے۔ کوئی چیز اس میں مزاحم نہیں ہو سکتی۔(تیسیر القرآن:519/2)(4)﴿وَمَآ اَمۡرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمۡحٍ ۢ بِالۡبَصَرِ﴾''اور ہمارا حکم ایک ہی بار پلک جھپکنے کی طرح ہوتا ہے۔''(القمر:50)(5)﴿مَا خَلۡقُكُمۡ وَلَا بَعۡثُكُمۡ اِلَّا كَنَفۡسٍ وَّاحِدَةٍ﴾''تم سب انسانوں کا پیدا کرنا اور تمہارا دوبارہ اٹھانا ایک ہی نفس جیسا ہے۔''(لقمان:28)(6)﴿اِنَّ مَثَلَ عِيۡسٰى عِنۡدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ﴾''بلاشبہ عیسیٰ کی مثال اللہ تعالیٰ کے نزدیک آدم کی مثال جیسی ہے، اللہ تعالیٰ نے اُس (آدم) کو مٹی سے بنایا۔ پھر اس سے کہا کہ ہو جا تو وہ ہو گیا۔''(آل عمران:59)(7) اللہ تعالیٰ کی قدرت ہمہ گیر ہے۔ وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ اس کا حکم کوئی نہیں ٹال سکتا۔ کوئی اس کی مخالفت نہیں کر سکتا کیونکہ وہ ایک ہے سب پر غالب ہے، وہ سب سے بڑا ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

رکوع نمبر 12

﴿وَالَّذِيۡنَ هَاجَرُوۡا فِى اللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا ظُلِمُوۡا لَـنُبَوِّئَنَّهُمۡ فِى الدُّنۡيَا حَسَنَةً ‌ؕ وَلَاَجۡرُ الۡاٰخِرَةِ اَكۡبَرُ‌ ۘ لَوۡ كَانُوۡا يَعۡلَمُوۡنَ(41)﴾

''اور جن لوگوں نے اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کی یقیناً ہم دنیا میں ضرور انہیں اچھا ٹھکانہ دیں گے اور بلاشبہ آخرت کا اجر تو بہت ہی بڑا ہے کاش وہ جانتے ہوتے۔''(41)

سوال1:﴿وَالَّذِيۡنَ هَاجَرُوۡا فِى اللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا ظُلِمُوۡا لَـنُبَوِّئَنَّهُمۡ فِى الدُّنۡيَا حَسَنَةً﴾''اور جن لوگوں نے اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کی یقیناً ہم دنیا میں ضرور انہیں اچھا ٹھکانہ دیں گے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1) یہ آیت 100 سے زائد صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔(2)﴿وَالَّذِيۡنَ هَاجَرُوۡا﴾''جن لوگوں نے ہجرت کی'' یعنی جو لوگ اپنی قوم، اپنے گھروں اور اپنے وطن کو اس لیے چھوڑ گئے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ان سے دشمنی کی گئی۔(جامع البیان:113/14) وہ لوگ اس لیے نکلے تاکہ اطمینان سے رب کی عبادت کریں۔(3) اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مکہ سے نکلے اس کے دین کی نصرت اور لوگوں میں اسے قائم کرنے کے لیے۔(ایسر التفاسیر:761)(4)﴿فِى اللّٰهِ﴾''اللہ تعالیٰ کی راہ میں'' اس سے مراد اس کے دین کے راستے ہیں۔(فتح القدیر:206/3)(5) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا۔ پس جس کی ہجرت (ترکِ وطن) دولت دنیا حاصل کرنے کے لیے ہو یا کسی عورت سے شادی کی غرض ہو۔ پس اس کی ہجرت ان ہی چیزوں کے لیے ہوگی جن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے حاصل کرنے کی نیت سے اس نے ہجرت کی ہے۔'' (بخاری:1)(6) ﴿مِنْ م بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ﴾ ''اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا'' یعنی جنہیں مشرکین کی طرف سے ظلم سہنے پڑے۔(6) اللہ تبارک وتعالیٰ ان اہل ایمان کی فضیلت سے آگاہ کرتا ہے جن کو امتحان میں ڈالا گیا تھا۔ چنانچہ فرمایا: ﴿مِنْ م بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ﴾ ''اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا'' یعنی ان کی قوم کی طرف سے اذیت اور تعذیب کے ذریعے سے ان پر ظلم کیا گیا، کفر اور شرک کی طرف واپس لانے کے لئے ان کو آزمائش اور ابتلاء میں ڈالا گیا۔ پس انہوں نے اپنے وطن اور دوست احباب کو اللہ رحمٰن کی اطاعت کی خاطر چھوڑ دیا۔ (تفسیر سعدی:1403/2)(7) ﴿لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ﴾ ''یقیناً ہم دنیا میں ضرور انہیں اچھا ٹھکانہ دیں گے'' ان ایمان والوں سے اللہ تعالیٰ نے دو طرح کے ثواب کا وعدہ کیا ہے: دنیا اور آخرت کا ثواب۔(8) دنیا کے ثواب سے مراد پاکیزہ اور وسیع رزق، بہترین گھر، دشمنوں کے مقابلے میں فتح، مالِ غنیمت، دنیا کی حکمرانی اور تقویٰ۔(9) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ط وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ م بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ ''اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرے گا، وہ زمین میں پناہ کی بہت جگہ اور بڑی کشادگی پائے گا اور جو اپنے گھر سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلا، پھر اسے موت پالے تو یقیناً اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ثابت ہو گیا اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہی بڑا بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔'' (النساء:100)

سوال2: ﴿ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ م لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴾ ''اور بلاشبہ آخرت کا اجر تو بہت ہی بڑا ہے کاش وہ جانتے ہوتے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ ﴾ ''اور بلاشبہ آخرت کا اجر'' یعنی آخرت کا ثواب، آخرت کی نعمتیں شاندار اور پائیدار ہیں۔(2) یعنی وہ ثواب جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کی زبان پر کیا۔(3) ﴿اَكْبَرُ﴾ ''بہت ہی بڑا'' جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ لا اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ (٢٠) يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ (٢١) خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ط اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (٢٢)﴾ ''جو لوگ ایمان لائے اور اُنہوں نے ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کیا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک درجے میں زیادہ بڑے ہیں اور وہی لوگ کامیاب ہیں۔ اُن کا رب اُنہیں اپنی جانب سے رحمت اور رضامندی اور جنتوں کی خوش خبری دیتا ہے جن میں ان کے لیے ہمیشہ رہنے والی نعمتیں ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔ (التوبہ:22-20) (تفسیر سعدی:1403/2)(4) ﴿ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴾ ''کاش وہ جانتے ہوتے'' یعنی کاش اُنہیں اس اجر کا علم اور اس پر یقین ہوتا تو وہ ہجرت کرنے سے پیچھے نہ رہتے۔(5) بغوی نے لکھا ہے: روایت میں آیا ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب کسی مہاجر کو کچھ عطا فرماتے تھے تو کہتے تھے یہ لے لو اللہ تم کو مبارک کرے۔ یہ چیز تو وہ ہے جس کے دینے کا اللہ تعالیٰ نے تم سے دنیا میں وعدہ کیا تھا اور جو آخرت میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمہارے لئے رکھ چھوڑا ہے وہ بہت بہتر ہے۔آپ یہی آیت تلاوت فرماتے تھے۔(تفسیر مظہری:261/6)(6)ہجرت کا معاملہ بڑا سخت ہے۔ وہی لوگ ہجرت کر سکتے ہیں جو اپنے دین میں بہت پختہ ہوں۔

﴿ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (42)﴾

''جن لوگوں نے صبر کیا اور اپنے رب ہی پر وہ بھروسہ کرتے ہیں۔''(42)

سوال:﴿ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴾''جن لوگوں نے صبر کیا اور اپنے رب ہی پر وہ بھروسہ کرتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ﴾''جن لوگوں نے صبر کیا''یعنی جنھوں نے مشرکوں کی ایذا پر صبر کیا۔(ایسر التفاسیر:761)(2)یعنی وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی، اللہ تعالیٰ کی تکلیف دہ قضاوقدر اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں اذیتوں پر صبر کرتے ہیں۔(تفسیر سعدی:1403/2)(3) رب العزت نے فرمایا:﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ ''اے ایمان والو!صبر اور نماز سے مدد مانگو۔یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''۔(البقرۃ:153)(4)﴿قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ۭ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو!اپنے رب سے ڈر جاؤ،ان لوگوں کے لیے جنھوں نے اس دنیا میں نیکی کی،بڑی بھلائی ہے اور اللہ تعالیٰ کی زمین بڑی وسیع ہے،یقیناً صبر کرنے والوں کو اُن کا اجر بغیر حساب کے پورا دیا جائے گا''(الزمر:10)(5)سیدنا ابو یحیٰ صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔اس کے ہر کام میں اس کے لئے بھلائی ہے اور یہ چیز مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔اگر اسے خوش حالی نصیب ہو،(اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہے)تو(یہ شکر کرنا بھی)اس کے لئے بہتر ہے (یعنی اس میں اجر ہے)اور اسے تکلیف پہنچے تو صبر کرتا ہے،تو یہ(صبر کرنا بھی)اس کے لئے بہتر ہے(کہ صبر بھی بجائے خود نیک عمل اور باعث اجر ہے)۔''(مسلم:7500)(6)﴿وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴾''اور اپنے رب ہی پر وہ بھروسہ کرتے ہیں''یعنی انہوں نے دار ہجرت کی طرف اپنے رب پر توکل کرتے ہوئے ہجرت کی۔(ایسر التفاسیر:761)(7)یعنی اللہ تعالیٰ کے محبوب امور کے نفاذ میں اپنے آپ پر بھروسہ نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں۔اسی طرح ان کے تمام معاملات سرانجام پاتے ہیں اور ان کے احوال درست رہتے ہیں کیونکہ صبر اور توکل تمام امور کا سرمایہ ہے۔جب بھی کوئی شخص کسی بھلائی سے محروم ہوتا ہے تو عدم صبر اور اپنے مقصود میں عدم جہد کی وجہ سے ناکام ہوتا ہے یا اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور توکل نہیں کرتا۔(تفسیر سعدی:1404,1403/2)(8)سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول ﷺ نے فرمایا:''اگر تم اللہ تعالیٰ پر توکل کرو جس طرح توکل کرنے کا حق ہے تو تم کو بھی ایسے رزق دیا جائے جیسا کہ پرندوں کو رزق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیا جاتا ہے۔صبح کو وہ گھونسلوں سے خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر لوٹتے ہیں''۔(ترمذی:2344)

﴿وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ﴾(43)

''اور ہم نے آپ سے پہلے نہیں بھیجے (رسول) مگر مرد، جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے، سو اہلِ علم سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے۔''(43)

سوال1:﴿وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ﴾''اور ہم نے آپ سے پہلے نہیں بھیجے (رسول) مگر مرد، جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ اِلَّا رِجَالًا﴾''اور ہم نے آپ سے پہلے نہیں بھیجے (رسول) مگر مرد'' اللہ رب العزت نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا ہے کہ آپ ﷺ پہلے رسول نہیں ہیں۔ آپ ﷺ سے پہلے بھی ہم نے انسانوں کو ہی رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں، جنات اور انسانوں میں سے کسی عورت کو رسول بنا کر نہیں بھیجا۔(2) رب العزت نے فرمایا:﴿اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنۡ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی رَجُلٍ مِّنۡہُمۡ اَنۡ اَنۡذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنَّ لَہُمۡ قَدَمَ صِدۡقٍ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ؕ قَالَ الۡکٰفِرُوۡنَ اِنَّ ہٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِیۡنٌ﴾''کیا لوگوں کے لیے ایک عجیب بات ہوگئی ہے کہ ہم نے ان ہی میں سے ایک آدمی کو وحی کی کہ آپ لوگوں کو ڈرا دو اور بشارت دے دو اُن لوگوں کو جو ایمان لائے کہ یقیناً اُن کے لیے ان کے رب کے پاس سچا مرتبہ ہے۔ کافروں نے کہا بے شک یہ ضرور کھلا جادوگر ہے۔''(یونس:2)(3)﴿وَقَالُوۡا لَوۡلَاۤ اُنۡزِلَ عَلَیۡہِ مَلَکٌ﴾''اور انہوں نے کہا کہ اس پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں نازل کیا گیا؟''(الانعام:8)(4)﴿وَقَالُوۡا مَالِ ہٰذَا الرَّسُوۡلِ یَاۡکُلُ الطَّعَامَ وَیَمۡشِیۡ فِی الۡاَسۡوَاقِ ؕ لَوۡلَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡہِ مَلَکٌ فَیَکُوۡنَ مَعَہٗ نَذِیۡرًا﴾''اور اُنہوں نے کہا کہ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے؟ کیوں نہیں اس کی طرف کوئی فرشتہ بھیجا گیا؟ پھر وہ اس کے ساتھ رہ کر ڈرانے والا ہوتا۔''(الفرقان:7)(5)﴿فَقَالُوۡۤا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُہٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّفِیۡ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ﴾ پس انہوں نے کہا:''کیا ہم ہی میں سے ایک انسان ہو ہم اس کے پیچھے چلیں؟ تب تو ہم یقیناً گمراہی اور دیوانگی میں ہوں گے۔''(القمر:24)(6)﴿نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ﴾''جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے'' ہم ان رسولوں کی طرف شریعت اور احکام وحی کرتے تھے جو بندوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے اور یہ رسول اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔(تفسیر سعدی:1404/2)(7)﴿فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ﴾''سو اہلِ علم سے پوچھ لو'' یعنی اہل کتاب سے پوچھ لو۔(8)﴿اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ﴾''اگر تم نہیں جانتے'' یعنی اگر تمہیں گزشتہ امتوں کے بارے میں کوئی خبر نہیں اور تمہیں شک ہے کہ آیا اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو رسول بنایا ہے یا نہیں تو تم ان لوگوں سے پوچھ لو جو اس کا علم رکھتے ہیں، جن پر اللہ تعالیٰ کی کتابیں اور معجزات نازل ہوئے، جنہوں نے ان کتابوں کو پڑھا اور سمجھا اور ان سب کے ہاں یہ بات متفق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بستیوں میں سے صرف انسانوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔(تفسیر سعدی:1404/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿بِالۡبَیِّنٰتِ وَالزُّبُرِؕ وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الذِّکۡرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیۡهِمۡ وَلَعَلَّهُمۡ یَتَفَکَّرُوۡنَ(44)﴾

’’واضح دلائل اور کتابوں کے ساتھ اور ہم نے آپ پر ذکر اُتارا ہے تا کہ آپ لوگوں کے لیے اس کی وضاحت کر دیں جو ان کی جانب نازل کیا گیا ہے اور تا کہ وہ غور وفکر کریں۔‘‘(44)

سوال1:﴿بِالۡبَیِّنٰتِ وَالزُّبُرِ﴾’’واضح دلائل اور کتابوں کے ساتھ‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿بِالۡبَیِّنٰتِ﴾’’واضح دلائل‘‘ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس سے مراد آیات ہیں۔(الدرالمنثور:222/4)(2) اس سے مراد دلائل ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو ان کی نبوت پر عطا فرمائے جو اس بات پر گواہ تھے کہ رسول اپنے رب کی جانب سے آئے ہیں۔(جامع البیان117/14)(3)﴿وَالزُّبُرِ﴾’’اور کتابوں‘‘ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس سے مراد کتابیں ہیں۔(الدرالمنثور:223/4)

سوال2:﴿وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الذِّکۡرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیۡهِمۡ وَلَعَلَّهُمۡ یَتَفَکَّرُوۡنَ﴾’’اور ہم نے آپ پر ذکر اُتارا ہے تا کہ آپ لوگوں کے لیے اس کی وضاحت کر دیں جو ان کی جانب نازل کیا گیا ہے اور تا کہ وہ غور وفکر کریں‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الذِّکۡرَ﴾’’اور ہم نے آپ پر ذکر اُتارا ہے‘‘ اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے کہ ہم نے آپ کی طرف ذکر یعنی قرآن نازل فرمایا جیسا کہ ایک اور مقام پر فرمایا:﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ﴾’’یقیناً ہم نے ہی اس ذکر کو نازل کیا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں‘‘۔(الحجر:9)(2) قرآن میں ہر اس چیز کی راہ نمائی کا ذکر ہے جس کی انسانوں کو دنیا کی زندگی گزارنے کے لیے ضرورت ہے۔(3)﴿لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیۡهِمۡ﴾’’تا کہ آپ لوگوں کے لیے اس کی وضاحت کر دیں جو ان کی جانب نازل کیا گیا ہے‘‘ اللہ تعالیٰ نے قرآن کے نزول کی وجہ بیان فرمائی ہے اور وہ رسولوں کا کام ہے یعنی بیان کرنا۔(ایسر التفاسیر:761)(4)﴿وَمَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِی اخۡتَلَفُوۡا فِیۡهِ﴾’’اور ہم نے یہ کتاب آپ پر صرف اس لیے نازل کی ہے تا کہ آپ ان کے لیے اس کی وضاحت کر دیں جس میں اُنھوں نے اختلاف کیا‘‘۔(النحل:64)(5) اور یہ تبیین، الفاظ اور معانی دونوں کو شامل ہے۔(تفسیر سعدی:1405/2)(6)﴿وَلَعَلَّهُمۡ یَتَفَکَّرُوۡنَ﴾’’اور تا کہ وہ غور وفکر کریں‘‘ نزول قرآن کی دوسری حکمت بیان فرمائی ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات میں غور وفکر کریں۔(7) رب العزت نے فرمایا:﴿کِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ اِلَیۡکَ مُبٰرَکٌ لِّیَدَّبَّرُوۡۤا اٰیٰتِهٖ وَلِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ﴾’’یہ ایک بابرکت کتاب ہے جس کو ہم نے آپ کی طرف نازل کیا ہے تا کہ لوگ اُس کی آیات پر غور وفکر کریں اور تا کہ عقل والے اُس سے نصیحت حاصل کریں‘‘۔(ص:29)(8)﴿اَفَلَا یَتَدَبَّرُوۡنَ الۡقُرۡاٰنَؕ وَلَوۡ کَانَ مِنۡ عِنۡدِ غَیۡرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوۡا فِیۡهِ اخۡتِلَافًا کَثِیۡرًا﴾’’تو کیا وہ قرآن مجید میں غور وفکر نہیں کرتے؟ اور اگر وہ غیر اللہ کے پاس سے ہوتا تو اس میں وہ یقیناً بہت زیادہ اختلاف پاتے۔‘‘(النساء:82)(9)﴿اَفَلَا یَتَدَبَّرُوۡنَ الۡقُرۡاٰنَ اَمۡ عَلٰی قُلُوۡبٍ اَقۡفَالُهَا﴾’’تو کیا وہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا کچھ دلوں پر ان کے تالے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہیں؟'' (محمد:24)(10)وہ اس میں غوروفکر کر کے اپنی استعداداور اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی توجہ کے مطابق،اس کے علوم میں سے معانی کے خزانوں کا استخراج کریں۔(تفسیر سعدی:1405/2)

﴿اَفَامِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ (45)﴾

''تو کیا وہ لوگ جنہوں نے بُری تدبیریں کیں بالکل ہی بے خوف ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دے؟ یا ان پر عذاب وہاں سے آجائے جہاں سے وہ سوچتے ہی نہ ہوں۔'' (45)

سوال1:﴿اَفَامِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾ ''تو کیا وہ لوگ جنہوں نے بُری تدبیریں کیں بالکل ہی بے خوف ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دے؟ یا ان پر عذاب وہاں سے آجائے جہاں سے وہ سوچتے ہی نہ ہوں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اَفَامِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ﴾ ''تو کیا وہ لوگ جنہوں نے بُری تدبیریں کیں'' اس سے مراد رسولوں کو جھٹلانا، نافرمانی کے کام کرنا اور شرک وغیرہ ہیں۔(2)مشرکوں نے نبی ﷺ کو قتل کرنے کی تدبیر کی تھی،انہوں نے شرک کیا،نبوت،اور بعث کو جھٹلایا،مومنوں پر ظلم کیے اور ان میں سے بعض کو سخت ایذائیں دیں تو کیا ان تمام کاموں کے بعد وہ مطمئن ہیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نہیں آئے گا۔(3)﴿اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ﴾ ''کہ اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دے'' یعنی ان کے شرک اور کفر پر اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دے۔(جامع البیان:118/14)(4)﴿اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾ ''یا ان پر عذاب وہاں سے آجائے جہاں سے وہ سوچتے ہی نہ ہوں'' اللہ تعالیٰ کی طرف سے جھٹلانے والوں کو تنبیہہ کی گئی ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ کا عذاب ان پر غفلت میں نہ آجائے کہ انہیں اس کا شعور تک نہ ہو۔(5)﴿اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا﴾ ''تو کیا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو کہ وہ تمہیں خشکی کی جانب دھنسا دے یا تم پر پتھر برسانے والی آندھی بھیج دے؟ پھر تم اپنے لیے کوئی کارساز نہ پاؤ گے؟'' (بنی اسرائیل:68)(6)سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تکیہ لگا کر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور اس نے سوال کیا کہ کبیرہ گناہ کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''شرک، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا، اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے امن میں ہونا اور یہ سب سے بڑا گناہ ہے۔'' (تفسیر ابن کثیر:485/1)(7)رب العزت نے فرمایا:﴿اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾ ''کیا پھر وہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف ہو گئے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف نہیں ہوتے مگر وہی لوگ جو خسارہ اٹھانے والے ہیں۔'' (سورہ الاعراف:99)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ(46)﴾

''یا وہ ان کے چلنے پھرنے میں ہی ان کو پکڑ لے، چنانچہ وہ کسی طرح بھی عاجز کرنے والے نہیں۔'' (46)

سوال: ﴿اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ﴾ ''یا وہ ان کے چلنے پھرنے میں ہی ان کو پکڑ لے، چنانچہ وہ کسی طرح بھی عاجز کرنے والے نہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ﴾ ''یا وہ ان کے چلنے پھرنے میں ہی ان کو پکڑ لے'' یا وہ لوگ اپنے شہروں میں کاموں میں مصروف ہوں یا اپنے سفروں میں ہوں۔ (2) یعنی رات یا دن کسی بھی وقت اللہ تعالیٰ انہیں پکڑ لے۔ (3) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ (٩٧) اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ (٩٨)﴾ ''تو کیا بستیوں والے اس سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ ہمارا عذاب اُن پر رات کے وقت آ جائے اور وہ سوئے ہوئے ہوں؟ اور کیا بستیوں والے بے خوف ہو گئے کہ اُن پر دن چڑھے ہمارا عذاب آ جائے اور وہ کھیل رہے ہوں؟'' (سورہ الاعراف: 98,97) (4) ﴿فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ﴾ ''چنانچہ وہ کسی طرح بھی عاجز کرنے والے نہیں'' لوگ کسی حال میں بھی اپنے رب کو ہرا نہیں سکتے۔ (5) انسان کو یہ احساس دلایا گیا ہے کہ تمہارا پکڑے جانا کسی حال میں بھی ناممکن نہیں۔

﴿اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ ؕ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ(47)﴾

''یا وہ انہیں خوف زدہ ہونے پر پکڑ لے، پس یقیناً تمہارا رب یقیناً بہت نرمی کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔'' (47)

سوال 1: ﴿اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ﴾ ''یا وہ انہیں خوف زدہ ہونے پر پکڑ لے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ﴾ ''یا وہ انہیں خوف زدہ ہونے پر پکڑ لے'' یعنی اللہ تعالیٰ انہیں اس حال میں پکڑ لے کہ وہ کسی کی پکڑ کے واقعات سن کر ڈر رہے ہوں۔ ایسی پکڑ بہت سخت ہوتی ہے کیونکہ ڈر کے ساتھ جس چیز کے آنے کی توقع ہو وہ بڑی سخت ہوتی ہے۔ (مختصر ابن کثیر: 993/1) (2) یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انکار کرنے والوں، جھٹلانے والوں اور گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے تخویف ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ کا عذاب انہیں غفلت میں نہ آ پکڑے اور انہیں شعور تک نہ ہو۔ یہ عذاب ان پر یا تو اوپر سے نازل ہو، یا نیچے سے پھوٹ پڑے۔ جیسے زمین میں دھنس جانے یا کسی اور صورت میں ظاہر ہو یا یہ عذاب ان پر اس وقت نازل ہو، جب وہ زمین پر چل پھر رہے ہوں اور اپنے کاروبار میں مصروف ہوں اور عذاب کا نازل ہونا ان کے خواب و خیال میں بھی نہ ہو یا اس حال میں ان پر عذاب نازل ہو کہ وہ عذاب سے خائف ہوں۔ پس وہ کسی بھی حالت میں اللہ تعالیٰ کو بے بس نہیں کر سکتے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں اور ان کی پیشانیاں اس کے ہاتھ میں ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نہایت مہربان اور بہت رحیم ہے، وہ گناہ گاروں کو سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ وہ ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوڈھیل دیتا ہے اوران کومعاف کردیتا ہے، وہ ان کورزق سے نوازتا ہے اوران کا حال یہ ہے کہ وہ اسے اوراس کے اولیاء کوایذا پہنچاتے ہیں۔(تفسیر سعدی:1405/2)

سوال2:﴿فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾''پس یقیناً تمہارا رب یقیناً بہت نرمی کرنے والا ،نہایت رحم والا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)تمہارا رب بڑا رحم والا ہے وہ عذاب دینے میں جلدی نہیں کرتا۔(2)اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے توبہ کے دروازے کھول رکھے ہیں،وہ انہیں گناہوں کوختم کرنے کی دعوت دیتا ہے،جوان کے لئے سخت ضرررساں ہیں۔اللہ تعالیٰ انہیں اس کے بدلے میں بہترین اکرام وتکریم اوران کے گناہوں کوبخش دینے کا وعدہ کرتا ہے۔پس مجرم کواپنے رب سے شرمانا چاہیے کہ اس کی نعمتیں ہرحال میں اس پرنازل ہوتی رہتی اوراس کے بدلے میں اس کی طرف سے ہروقت نافرمانیاں اپنے رب کی طرف بلند ہوتی ہیں۔(تفسیر سعدی:1405/2)(3)انسان کومعلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ڈھیل دیتا ہے،مہمل نہیں چھوڑتا اور جب وہ گناہ گار نافرمان کوپکڑتا ہے تواس کی پکڑ ایک غالب اورمقتدرہستی کی پکڑ ہے۔پس اسے توبہ کرنی چاہیے اور ہرمعاملے میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔بس اس کی بے پایاں رحمت اوراس کے لامحدود احسان کے سائے کے نیچے آجاؤ اورجلدی سے اس راستے پرگامزن ہوجاؤ جورب رحیم کے فضل وکرم کی منزل تک پہنچاتا ہے اور یہ راستہ اللہ تعالیٰ کےتقویٰ اوراس کے محبوب اور پسندیدہ امور پرعمل کرنے سے عبارت ہے۔(تفسیر سعدی:1405/2)(4)انسان کویہ احساس دلایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ گناہوں پرفوراً نہیں پکڑتا بلکہ مہلت دیتا ہے۔(5)اللہ تعالیٰ انسانوں کوتوبہ واستغفار کی توفیق دیتا ہے۔(6)سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کچھ جنگی قیدی حاضر کیے گئے۔ان میں ایک عورت بھی تھی جس کے پستان دودھ سے بھرے ہوئے تھے۔جب قیدیوں میں ایک بچہ پراس کی نظرپڑی تو دوڑ کرعورت نے بچہ کوپکڑ کرسینے سے چمٹالیا اوراس کودودھ پلایا۔نبی ﷺ نے فرمایا:''دیکھوکیا یہ عورت اپنے بچہ کوآگ میں پھینک سکتی ہے؟''ہم نے عرض کیا''نہیں وہ ایسا کرہی نہیں سکتی'' آپ ﷺ نے فرمایا:''جس قدر یہ عورت اپنے بچہ پرمہربان ہے اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پرمہربان ہے۔''(صحیح بخاری:5999)

﴿اَوَ لَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ(48)﴾

''اورکیا وہ دیکھتے نہیں کہ جوکچھ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے ان کےسائے اللہ تعالیٰ کوسجدہ کرتے ہوئے دائیں بائیں ڈھلتے ہیں اس حال میں کہ وہ سب عاجزی کرنے والے ہیں۔''(48)

سوال:﴿اَوَ لَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اور کیا وہ دیکھتے نہیں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے ان کے سائے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہوئے دائیں بائیں ڈھلتے ہیں اس حال میں کہ وہ سب عاجزی کرنے والے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اَوَ لَمْ یَرَوْا﴾''اور کیا وہ دیکھتے نہیں'' یعنی کیا لوگوں نے رب کی عظمت اور اس کے جلال کے آگے جھکی ہوئی مخلوقات کو نہیں دیکھا۔(2)﴿مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ یَّتَفَیَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْیَمِیْنِ وَالشَّمَآئِلِ﴾''جو کچھ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے ان کے سائے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہوئے دائیں بائیں ڈھلتے ہیں'' اللہ تعالیٰ کی مخلوقات درخت، پہاڑ، انسان، حیوان اس کے آگے جھکے ہوئے ہیں۔ان کے سائے صبح وشام دائیں بائیں ڈھلتے ہیں۔(3) قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہر شے کا سایہ اس کا سجدہ ہے۔(4) انسانی دنیا میں اس کے استعمال کی اشیاء، اردگرد کی چیزیں مادی ہیں جو کھڑی ہوتی ہیں۔ان کا سایہ سجدے کی طرح ہے۔ ہر چیز کا سایہ انسان کو سبق دیتا ہے کہ دنیا میں انسان کو اپنے اللہ تعالیٰ کے آگے جھک کر رہنا چاہیے۔(5) یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کے سامنے ہر شے سجدہ ریز ہے۔(6)﴿وَهُمْ دٰخِرُوْنَ﴾''اس حال میں کہ وہ سب عاجزی کرنے والے ہیں'' یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ذلیل، مسخر اور اس کے دست تدبیر کے تحت مقہور ہیں۔ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے جس کی پیشانی اللہ تعالیٰ کی گرفت میں اور اس کی تدبیر اس کے پاس نہ ہو۔(تفسیر سعدی:1406/2)

﴿وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ(49)﴾

''اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے سجدہ کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے، کوئی چلنے والا جانور ہو یا فرشتے، اور وہ تکبر نہیں کرتے۔''(49)

سوال:﴿وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ﴾'' اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے سجدہ کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے، کوئی چلنے والا جانور ہو یا فرشتے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ﴾''اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے سجدہ کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے، کوئی چلنے والا جانور ہو یا فرشتے'' یعنی اللہ تعالیٰ کی وہ مخلوقات جو آسمانوں میں ہیں یعنی فرشتے اور جو زمین میں ہیں یعنی حیوان اور انسان۔رب العزت نے فرمایا:﴿وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ﴾''اور آسمانوں اور زمین کی تمام مخلوق خوشی سے یا ناخوشی سے اللہ تعالیٰ ہی کے لیے سجدہ کرتی ہے اور صبح وشام اُن کے سائے بھی۔''(سورہ الرعد:15)(2)﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ یُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ﴾''کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور سورج اور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

چانداورتارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت سے لوگ بھی ،اور بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جن پر عذاب ثابت ہو چکا ہے اور جسے اللہ تعالیٰ ذلیل کردیتا ہے پھر اسے کوئی عزت دینے والا نہیں یقیناً اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے''۔(الحج:18)(3)﴿اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَالطَّيۡرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدۡ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسۡبِيۡحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِمَا يَفۡعَلُوۡنَ ﴾''کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور پرندے بھی جو پَر پھیلائے ہیں؟ ہر ایک نے یقیناً اپنی نماز اور اپنی تسبیح کو جان لیا ہے۔اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے جو کچھ بھی وہ کرتے ہیں''۔(النور:41)(4)فرشتوں کا خاص طور پر الگ ذکر ان کی عبادت کی کثرت کی وجہ سے اوران کی عزت کی بناء پر کیا ہے۔(5)﴿وَهُمۡ لَا يَسۡتَكۡبِرُوۡنَ﴾''اور وہ تکبر نہیں کرتے''یعنی فرشتے کثرت عبادت ،اخلاقی برتری اور قوت کے باوجود تکبر نہیں کرتے۔وہ خوشی خوشی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔عاجزی کے ساتھ رب کے سامنے جھکے رہتے ہیں۔(6)﴿لَنۡ يَّسۡتَنۡكِفَ الۡمَسِيۡحُ اَنۡ يَّكُوۡنَ عَبۡدًا لِّلّٰهِ وَلَا الۡمَلٰٓئِكَةُ الۡمُقَرَّبُوۡنَ﴾''مسیح اس بات میں ہرگز عار نہیں رکھے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ ہو اور نہ ہی مقرب فرشتے''۔(النساء :172)(7)اس کے مقابلے میں کافر تکبر کرتے ہیں۔رب العزت کا فرمان ہے:﴿فَالَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ قُلُوۡبُهُمۡ مُّنۡكِرَةٌ وَّهُمۡ مُّسۡتَكۡبِرُوۡنَ﴾''پھر جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل ہی انکار کرنے والے ہیں اور وہ بہت تکبر کرنے والے ہیں''۔(النحل:22)

﴿يَخَافُوۡنَ رَبَّهُمۡ مِّنۡ فَوۡقِهِمۡ وَيَفۡعَلُوۡنَ مَا يُؤۡمَرُوۡنَ(50)﴾

''وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں جو اُن کے اوپر ہے اور جو حکم بھی اُنہیں دیا جاتا ہے وہی کرتے ہیں''۔(50)

سوال:﴿يَخَافُوۡنَ رَبَّهُمۡ مِّنۡ فَوۡقِهِمۡ وَيَفۡعَلُوۡنَ مَا يُؤۡمَرُوۡنَ ﴾''وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں جو اُن کے اوپر ہے اور جو حکم بھی انہیں دیا جاتا ہے وہی کرتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿يَخَافُوۡنَ رَبَّهُمۡ مِّنۡ فَوۡقِهِمۡ﴾''وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں جو اُن کے اوپر ہے''یعنی فرشتے اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اس کو سجدہ کرتے ہیں۔(2)اللہ رب العزت نے ان کی کثرت اطاعت اوران کے خشوع وخضوع پران کی مدح کرنے کے بعد،اللہ تعالیٰ سے ان کے خوف پران کی مدح فرمائی ہے، جو بالذات ان کے اوپر،ان پر غالب اور کامل اوصاف کا مالک ہے اور وہ اس کے دست قدرت کے تحت ذلیل اور مقہور ہیں۔(تفسیر سعدی:1407/2)(3)﴿وَيَفۡعَلُوۡنَ مَا يُؤۡمَرُوۡنَ ﴾''اور جو حکم بھی انہیں دیا جاتا ہے وہی کرتے ہیں''فرشتے اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس کی فرماں برداری میں لگے رہتے ہیں۔وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے۔(4)یعنی اللہ تعالیٰ جو بھی انہیں حکم دیتا ہے وہ خوشی اور پسندیدگی سے اس کی تعمیل کرتے ہیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے مخلوق کے سجدے کی دو اقسام ہیں۔(i)سجدہ اضطراری:یہ سجدہ اللہ تعالیٰ کی صفات کمال پر دلالت کرتا ہے۔اس سجدہ میں مومن اور کافر، نیک اور بد،انسان اور حیوان سب شامل ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ii) سجدہ اختیاری: جو اس کے اولیاء، اس کے مومن بندوں، فرشتوں اور دیگر مخلوقات سے مختص ہے۔(تفسیر سعدی: 2/1407) (5) سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے اور جو میں سنتا ہوں تم نہیں سنتے۔ آسمان چرچراتا ہے اور اس کو حق ہے کہ وہ چرچرائے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آسمان میں کہیں بھی چار انگل کی جگہ ایسی نہیں کہ اس میں کوئی فرشتہ سجدہ میں پیشانی رکھے ہوئے نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی قسم جو میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو کم ہنستے اور زیادہ روتے اور بستروں پر عورتوں سے لذت اندوز نہ ہوتے' اور میدانوں میں نکل کر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی مغفرت کے لیے فریاد کرتے (یہ سن کر) سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کاش میں ایک درخت ہوتا کہ لوگ اسے کاٹ ڈالتے۔''(جامع ترمذی: 2312) (6) ربیعہ نے وہ حال بیان کیا جو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی مجلس میں انہوں نے دیکھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن منبر پر سورۂ نحل پڑھی۔ جب سجدہ کی آیت (وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ) آخر تک پہنچے تو منبر پر سے اترے اور سجدہ کیا تو لوگوں نے بھی ان کے ساتھ سجدہ کیا۔ دوسرے جمعہ کو پھر یہی سورت پڑھی۔ جب سجدہ کی آیت پر پہنچے تو کہنے لگے لوگو! ہم سجدہ کی آیت پڑھتے چلے جاتے ہیں پھر جو کوئی سجدہ کرے اس نے اچھا کیا اور جو کوئی نہ کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں اور سیدنا نعمان رضی اللہ عنہ نے سجدہ نہیں کیا اور نافع نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے سجدہ تلاوت فرض نہیں کیا ہماری خوشی پر رکھا۔''(صحیح بخاری: 1077)

رکوع نمبر 13

﴿وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ (51)﴾

''اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دو معبود نہ بناؤ، یقیناً وہ ایک ہی معبود ہے، سو مجھ ہی سے ڈرو''۔(51)

سوال: ﴿وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دو معبود نہ بناؤ، یقیناً وہ ایک ہی معبود ہے، سو مجھ ہی سے ڈرو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دو معبود نہ بناؤ'' یعنی تم اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ (2) عہد نبوی ﷺ میں ایران میں مجوسی مذہب رائج تھا۔ یہ لوگ سورج پرست اور آتش پرست تھے۔ اپنے آپ کو سیدنا نوح علیہ السلام کا پیروکار بتاتے اور باقی سب نبیوں کے دشمن تھے۔ ان کے عقیدے کے مطابق خدا ایک نہیں بلکہ دو ہیں۔ ایک خیر اور نور کا خدا جسے وہ یزدان کہتے تھے، دوسرا بدی اور تاریکی کا خدا جسے وہ اہرمن کہتے تھے۔ یہ لوگ اپنی الہامی کتاب کا نام زند اور اوستا بتاتے تھے اور اہل عرب اس سے متعارف تھے۔ انہیں لوگوں کے عقیدہ کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دو الٰہ بنانا چھوڑ دو۔(تیسیر القرآن: 2/525)
(3) اللہ تعالیٰ چونکہ ساری نعمتیں دیتا ہے اس لیے وہ ایک ہی عبادت کا حق رکھتا ہے۔ (4) ﴿اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ ''یقیناً وہ ایک ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معبود ہے'' وہ اپنی ذات، اپنے اسماء وصفات اور اپنے افعال میں متفرد ہے۔ پس جس طرح وہ اپنی ذات، اپنے اسماء وصفات اور افعال میں ایک ہے، اسی طرح ان کو چاہیے کہ وہ عبادت میں بھی اس کو ایک مانیں۔ (تفسیر سعدی: 1408،1407/2) (5) اگر دو خدا ہوتے ہیں تو (i) کائنات کا نظام قائم نہیں رہ سکتا تھا۔ (ii) اس کائنات کا نظام بگڑ جاتا۔ (6) اللہ رب العزت نے فرمایا: ﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾ '' اگر ان دونوں میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور بھی معبود ہوتے تو ان دونوں میں ضرور فساد برپا ہو جاتا سو عرش کا رب اللہ تعالیٰ پاک ہے اُن سے جو وہ بیان کرتے ہیں''۔ (الانبیاء:22) (6) ﴿فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ﴾ ''سو مجھ ہی سے ڈرو'' میرے حکم کی تعمیل اور میرے نواہی سے اجتناب کرو اور میرے ساتھ مخلوق میں سے کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، کیونکہ تمام مخلوق تو اللہ تعالیٰ کی مملوک ہے۔ (تفسیر سعدی: 1408/2) (7) ﴿فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ ''چنانچہ تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور میری آیات کے بدلے تھوڑی قیمت نہ لو، اور جو اُس کے مطابق فیصلہ نہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے تو وہی لوگ کافر ہیں''۔ (المائدہ:44) (8) ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا﴾ ''وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے پیغامات پہنچاتے ہیں اور اُس سے ڈرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور حساب لینے والا اللہ تعالیٰ کافی ہے''۔ (الاحزاب:39) ﴿اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہ ڈرا تو اُمید ہے کہ یہ لوگ ہدایت پانے والوں میں سے ہوں گے''۔ (التوبہ:18) ﴿اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۖ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ ''یقیناً یہ (تو) شیطان ہی ہے جو تمہیں اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے، چنانچہ تم اُن سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر تم مومن ہو''۔ (آل عمران:175)

﴿وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ؕ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ (52)﴾

''اور اُسی کا ہے جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہے عبادت ہمیشہ اسی کے لیے ہے، کیا پھر غیر اللہ سے تم ڈرتے ہو؟'' (52)

سوال: ﴿وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ؕ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ﴾ ''اور اُسی کا ہے جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہے عبادت ہمیشہ اسی کے لیے ہے، کیا پھر غیر اللہ سے تم ڈرتے ہو؟'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ''اور اُسی کا ہے جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہے'' اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق و مالک ہے پھر اس کے سوا کون ہے جو عبادت کا حق رکھتا ہو! (2) اس یقین پر انسان کی ساری زندگی کا دارومدار ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان اور ساری

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کائنات کا خالق و مالک ہے۔اس کے نتیجے میں انسان کے اندر تقویٰ کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔(3)﴿وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا﴾''عبادت ہمیشہ اسی کے لیے ہے''یعنی اطاعت،عبادت اور تذلل ہمیشہ کے لیے مخلوقات پر اللہ تعالیٰ کے لیے فرض ہے۔اسی لیے اللہ تعالیٰ کے لیے عبادت کو خالص کر کے اسی کے رنگ میں رنگ جائیں۔(تفسیر سعدی 1408/2)(4)یعنی خالص،ہمیشہ رہنے والا واجب دین اسی کے لیے قائم ہے۔(ایسر التفاسیر:763)(5)دین سے مراد اطاعت ہے﴿وَاصِبًا﴾یعنی واجب،قائم،دائم،خالص اور جب معاملہ یہ ہے کہ وہ ہر چیز کا مالک ہے اور ہر چیز پر اس کی اطاعت واجب ہے تو اس کے علاوہ کسی اور کا ڈر کیسے ہوسکتا ہے۔(الاساس:2945/6)(6)رب العزت نے فرمایا:﴿اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾''یقیناً دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہے''۔(آل عمران:19)(7)اور فرمایا:﴿وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾''اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے''۔(المائدہ:3)(8)﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ﴾''اور جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرے گا تو اس سے وہ ہرگز قبول نہ کیا جائے''۔(آل عمران:85)(9)﴿اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ﴾'' کیا وہ اللہ تعالیٰ کے دین کے سوا کسی اور کو تلاش کرتے ہیں؟ حالانکہ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز خوشی یا ناخوشی سے اس کی فرماں برداری کرتی ہے اور اسی کی طرف وہ لوٹائے جائیں گے''۔(آل عمران:83)(10)﴿اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ﴾''سن لو!دین خالص اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔(11)﴿وَمَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾''اور اُنہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اس حال میں کہ وہ دین کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرنے والے،یکسو ہونے والے ہوں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں اور یہی مضبوط دین ہے''(البینۃ:12)(12)﴿اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ﴾''کیا پھر غیر اللہ سے تم ڈرتے ہو''زمین والوں میں سے یا آسمان والوں میں سے؟وہ تمہارے کسی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتے اور اللہ تعالیٰ اپنی نوازشات اور احسانات میں یکتا ہے۔(تفسیر سعدی:1408/2)(13)رب العزت نے فرمایا:﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۫ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ﴾'' آپ کہہ دو کہ اے اللہ!بادشاہت کے مالک!تو جس کو چاہتا ہے بادشاہت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے بادشاہت چھین لیتا ہے اور تو جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے''۔(آل عمران:26)

﴿وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ(53)﴾

''اور تمہارے پاس کوئی نعمت بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے پھر جب تمہیں تکلیف چھوتی ہے تو تم اسی کی طرف گڑگڑاتے ہو''۔(53)

سوال1:﴿وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ﴾''اور تمہارے پاس کوئی نعمت بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے'' کی وضاحت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریں؟

جواب:(1)﴿وَمَا بِكُم مِّن نِّعْمَةٍ﴾ ''اور تمہارے پاس کوئی نعمت بھی ہے''یعنی تمہارے پاس جو بھی نعمت ہے ظاہری یا باطنی۔(2)﴿فَمِنَ اللَّهِ﴾ ''وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جو نعمتیں عطا کرنے میں اس کا شریک ہو۔(3)﴿ وَآتَاكُم مِّن كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ ۚ وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ الْإِنسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ ﴾ ''اور اُس نے تمہیں ہر چیز میں سے دیا جس کا بھی تم نے اُس سے سوال کیا اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرو تو انہیں شمار نہیں کر پاؤ گے۔ بلاشبہ انسان یقیناً بڑا ظالم، بہت ناشکرا ہے''۔(ابراہیم:34)

سوال2:﴿ ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْأَرُونَ﴾ ''پھر جب تمہیں تکلیف چھوتی ہے تو تم اسی کی طرف گڑگڑاتے ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّر﴾ ''پھر جب تمہیں تکلیف چھوتی ہے''یعنی جب تم پر کوئی مصیبت آتی ہے،تم مالی تنگی کا شکار یا جسمانی تکلیف میں مبتلا ہوتے ہو یا تم لوگوں کی دی ہوئی اذیتوں کی آگ میں جلتے ہو۔(2)﴿فَإِلَيْهِ تَجْأَرُونَ﴾ ''تو تم اسی کی طرف گڑگڑاتے ہو''مصیبت میں تم اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے گڑگڑا کر آہ وزاریاں کرتے ہو،اسی سے سجدوں میں سر رکھ کر دعائیں کرتے ہو۔تم ضرورتوں میں اسی کی طرف رجوع کرتے ہو کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مصیبت کو دور نہیں کر سکتا۔

﴿ ثُمَّ إِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنكُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنكُم بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ(54) ﴾

''پھر جب وہ تم سے تکلیف دور کر دیتا ہے تب تم میں سے ایک گروہ یکا یک اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتا ہے''(54)

سوال:﴿ ثُمَّ إِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنكُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنكُم بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ﴾'' پھر جب وہ تم سے تکلیف دور کر دیتا ہے تب تم میں سے ایک گروہ یکا یک اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ ثُمَّ إِذَا كَشَفَ الضُّرَّ ﴾''پھر جب وہ تم سے تکلیف دور کر دیتا ہے''یعنی جب تمہارا رب تمہاری مصیبت دور کر کے عافیت میں لے آتا ہے یعنی تم صحت مند ہو جاتے ہو یا تمہاری مالی تنگی دور ہو جاتی ہے یا تم سے دوسری مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں۔(2)﴿ إِذَا فَرِيقٌ مِّنكُم بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ﴾''تب تم میں سے ایک گروہ یکا یک اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتا ہے''یعنی عافیت میں اپنے رب کو بھول جاتے ہو اور اس کے ساتھ دوسروں کو تم شریک ٹھہراتے ہو۔(3)اللہ تعالیٰ مشرکین کی جہالت،ان کے ظلم اور اللہ تبارک وتعالیٰ پر ان کی افترا پردازی کے بارے میں آگاہ فرماتا ہے،نیز وہ خبر دیتا ہے کہ وہ اپنے ان بتوں کو جو کوئی علم رکھتے ہیں،نہ کوئی نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اس رزق میں حصہ دار بناتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کیا اور جس سے اللہ تعالیٰ نے ان کو نوازا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ رزق سے اس کا شریک بنانے میں مدد حاصل کی اور خود ساختہ اور گھڑے ہوئے بتوں کے تقرب کے لئے اللہ تعالیٰ کے اس رزق کو پیش کرتے ہیں۔(تفسیر سعدی:1409/2) اللہ رب العزت نے فرمایا:﴿وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ج فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ ط فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ج وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ط سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ﴾ ''اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے اس میں سے جو اس نے پیدا کیا کھیتی اور مویشیوں میں سے ایک حصہ مقرر کیا ہے، پس انہوں نے اپنے خیال کے مطابق کہا، یہ اللہ تعالیٰ کا (حصہ) ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا (حصہ) ہے، چنانچہ جو ان کے شریکوں کے لیے ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کو نہیں پہنچتا اور جو اللہ تعالیٰ کے لیے ہے تو وہ ان شریکوں کی طرف پہنچ جاتا ہے، بُرا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں!''۔(الانعام:136)﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ط قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ تمہارا کیا خیال ہے جو رزق اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اُتارا ہے تم نے اس میں سے خود ہی کچھ حرام اور کچھ حلال بنالیا ہے؟ آپ کہہ دیں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اس کی اجازت دی ہے؟ یا تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہو؟''۔(یونس:59)

(4)﴿وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ﴾ ''اور جب لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے وہ اپنے رب کو اُسی کی طرف رجوع کر کے پکارتے ہیں پھر جب وہ اپنی رحمت کا مزہ اُنہیں چکھاتا ہے تو اچانک اُن میں سے ایک گروہ اپنے رب کے ساتھ شریک ٹھہرانے لگتا ہے''۔(الروم:33) (5)﴿وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِى الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ج فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ط وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا﴾ ''اور جب سمندر میں تمہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے سوا تم جنہیں بھی پکارتے ہو وہ سب گم ہو جاتے ہیں، پھر جب وہ تمہیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے تو تم منہ موڑ جاتے ہو اور انسان ہمیشہ سے بڑا ناشکرا ہے''۔(بنی اسرائیل:67) (6)﴿فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ط يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ لا مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ز ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ''پھر اس نے جب انہیں نجات دے دی تب فوراً وہ زمین میں ناحق سرکشی کرتے ہیں۔ اے لوگو! یقیناً تمہاری سرکشی تمہارے اپنے ہی خلاف ہے۔ دنیا کی زندگی کا فائدہ اٹھالو پھر ہماری طرف ہی تمہیں لوٹ کر آنا ہے تو ہم تمہیں بتا دیں گے جو تم عمل کیا کرتے تھے''۔(یونس:23)

﴿لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ط فَتَمَتَّعُوْا اقف فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ(55)﴾

''تاکہ وہ اس نعمت کی ناشکری کریں جو ہم نے انہیں عطا کی ہے، سو تم فائدہ اُٹھاؤ، پس جلد ہی تم جان لوگے''۔(55)

سوال 1:﴿لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ﴾ ''تاکہ وہ اس نعمت کی ناشکری کریں جو ہم نے انہیں عطا کی ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ﴾ ''تاکہ وہ اس نعمت کی ناشکری کریں جو ہم نے انہیں عطا کی ہے'' یعنی جو کچھ ہم نے انہیں عطا فرمایا وہ اس کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انکار کرتے ہیں۔(2) شرک کا انجام یہی ہوتا ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں۔(3) لوگ شرک اس لیے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ٹھکراتے رہیں اور اس کے احسانات فراموش کر دیں حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی ان سے مصیبتوں کو دور کرتا ہے۔

سوال2: ﴿ فَتَمَتَّعُوْا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴾ ''سو تم فائدہ اُٹھاؤ، پس جلد ہی تم جان لو گے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَتَمَتَّعُوْا﴾ ''سو تم فائدہ اُٹھاؤ'' اللہ تعالیٰ نے ناشکری، کفر، اور شرک کرنے والوں کو ڈرایا ہے کہ اچھا چند روز کے فائدے اٹھا لو اور اپنی مرضی کرلو۔(2) ﴿ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴾ ''پس جلد ہی تم جان لو گے'' تمہیں عنقریب اپنی ناشکریوں اور اپنی مرضی کے کام کرنے کا انجام معلوم ہو جائے گا۔(3) ﴿ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ۖ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ﴾ ''اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنے رب کو پکارتا ہے اس حال میں کہ اس کی طرف رجوع کرنے والا ہوتا ہے، پھر جب وہ اُسے اپنی جناب سے کوئی نعمت عطا کرتا ہے تو وہ اُس مصیبت کو بھول جاتا ہے جس کی طرف وہ پہلے پکار رہا تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کے لیے شریک بناتا ہے تا کہ اُس کے راستے سے گمراہ کردے۔ آپ کہہ دیں کہ اپنی ناشکری سے تھوڑا فائدہ اُٹھالو، یقیناً تم دوزخ والوں میں سے ہو''۔(الزمر:8) (4) ﴿وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴾ ''اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے شریک بنا رکھے ہیں کہ وہ انہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے بھٹکا دیں۔ آپ کہہ دیں مزے کرو! بلاشبہ آگ ہی کی طرف تمہیں پلٹنا ہے''۔(ابراہیم:30) (5) ﴿ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ﴾ ''آپ چھوڑ و انہیں وہ کھائیں اور فائدے اُٹھائیں اور اُمیدیں انہیں غفلت میں رکھیں پھر جلد ہی وہ جان لیں گے''۔(الحجر:3) (6) ﴿فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴾ چنانچہ اُنہیں چھوڑ دو کہ وہ باتیں بناتے رہیں اور کھیلتے رہیں حتیٰ کہ یہ اپنے اس دن سے آملیں جس کا وہ وعدہ دیے جاتے ہیں۔(المعارج:42) (7) ﴿كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴾ ''سو تم تھوڑا سا کھالو اور فائدہ اُٹھالو، بلاشبہ تم ہی مجرم ہو''۔(المرسلات:46) (8) ﴿قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ دنیا کا سامان بہت ہی کم ہے اور آخرت اس کے لیے بہت ہی بہتر ہے جو متقی بنے اور تم پر ایک دھاگے کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا''۔(النساء:77) (9) سیدنا مستورد رضی اللہ عنہ بنی فہر کے بھائی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! دنیا آخرت کے مقابلے میں اس طرح ہے کہ جس طرح تم میں سے کوئی آدمی اپنی انگلی اس (دریا) میں ڈال دے''۔ یحییٰ نے شہادت کی انگلی کی طرف اشارہ کیا ''اور پھر اس انگلی کو نکال کر دیکھے کہ اس میں کیا لگتا ہے''۔(مسلم: 7197)

﴿وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ؕ تَاللّٰهِ لَتُسْئَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ (56) ﴾

''اور وہ ان کے لیے جن کو وہ نہیں جانتے ایک حصہ مقرر کرتے ہیں اس میں سے جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! تم سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضرور اس بارے میں پوچھا جائے گا جو جھوٹ تم گھڑا کرتے تھے۔'' (56)

سوال1:﴿وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُم﴾ ''اور وہ ان کے لیے جن کو وہ نہیں جانتے ایک حصہ مقرر کرتے ہیں اس میں سے جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)''اور وہ ان کے لیے جن کو وہ نہیں جانتے ایک حصہ مقرر کرتے ہیں اس میں سے جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے۔'' رب العزت نے مشرکوں کے ظلم اور جہالت کے بارے میں آگاہ فرمایا ہے۔(2)مشرک اپنے بتوں کو اس رزق میں حصہ دار بناتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کیا ہے حالانکہ نہ وہ علم رکھتے ہیں اور نہ وہ نفع پہنچا سکتے ہیں۔(3)مشرک اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے بتوں کا قرب حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے رزق کو پیش کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے فرمایا:﴿وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ج فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ ط فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ج وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ط سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ﴾ ''اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے اس میں سے جو اس نے پیدا کیا کھیتی اور مویشیوں میں سے ایک حصہ مقرر کیا ہے، پس انہوں نے اپنے خیال کے مطابق کہا، یہ اللہ تعالیٰ کا (حصہ) ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا (حصہ) ہے، چنانچہ جو ان کے شریکوں کے لیے ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کو نہیں پہنچتا اور جو اللہ تعالیٰ کے لیے ہے تو وہ ان شریکوں کی طرف پہنچ جاتا ہے، بُرا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں!''۔ (الانعام:136)

سوال2:﴿تَاللّٰهِ لَتُسْئَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ کی قسم! تم سے ضرور اس بارے میں پوچھا جائے گا جو جھوٹ تم گھڑا کرتے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)''اللہ تعالیٰ کی قسم! تم سے ضرور اس بارے میں پوچھا جائے گا جو جھوٹ تم گھڑا کرتے تھے'' اللہ رب العزت نے فرمایا کہ تم سے ان افترا پردازیوں کے بارے میں ضرور سوال کیا جائے گا۔(2)﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ط قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ (۵۹) وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ (۶۰)﴾ ''آپ کہہ دیں کہ تمہارا کیا خیال ہے جو رزق اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اُتارا ہے تم نے اس میں سے خود ہی کچھ حرام اور کچھ حلال بنا لیا ہے؟ آپ کہہ دیں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اس کی اجازت دی ہے؟ یا تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہو؟ اور کیا خیال ہے ان لوگوں کا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں قیامت کے دن کے بارے میں؟ یقیناً اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔'' (یونس:59،60)﴿فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ ''سو قسم ہے آپ کے رب کی! یقیناً ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے''۔ (الحجر: 92)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنَاتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ (57)﴾

''اوروہ اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں قرار دیتے ہیں، پاک ہے اس کی ذات! اوران کے لیے وہی ہیں جو وہ چاہتے ہیں'' (57)

سوال:﴿وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنَاتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ﴾ ''اوروہ اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں قرار دیتے ہیں، پاک ہے اس کی ذات! اوران کے لیے وہی ہیں جو وہ چاہتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنَاتِ سُبْحٰنَهٗ﴾ مشرکوں نے فرشتوں کو عورتیں قرار دے کر اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بنا دیا حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہیں۔(2)﴿وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ؕ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْئَلُوْنَ﴾ ''اور اُنہوں نے فرشتوں کو، جو رحمٰن کے بندے ہیں، عورتیں بنا دیا؟ کیا اُن کی پیدائش کے وقت وہ موجود تھے؟ ضرور ہی اُن کی گواہی لکھی جائے گی اور اُن سے پوچھا جائے گا''۔(الزخرف:19)(3) ہندی، یونانی اور مصری تہذیبوں کی طرح مشرکین عرب کے بھی دیوتا کم اور دیویاں زیادہ تھیں اوران دیویوں کے متعلق ان کا عقیدہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔اسی طرح وہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ان کی تین مشہور دیویاں لات، عزیٰ اور منات تھیں۔لات اللہ کی مونث ہے۔عزیٰ عزیز کی اور منات، منان کی۔لات کا استھان یا آستانہ طائف میں تھا اور بنوثقیف اس کے پرستار تھے۔عزیٰ قریش مکہ کی خاص دیوی تھی اور اس کا استھان یا آستانہ مکہ اور طائف کے درمیان وادی نخلہ میں مقام حراض پر واقع تھا چنانچہ ابوسفیان سپہ سالار قریش نے احد کے میدان میں جنگ میں مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے اس دیوی کا نعرہ لگایا تھا اور کہا تھا ''لنا عزیٰ و لاعزیٰ لکم ''۔اور منات کا استھان مکہ اور مدینہ کے درمیان بحر احمر کے کنارے قدید کے مقام پر واقع تھا۔بنوخزاعہ، اوس اور خزرج اس دیوی کے پرستار تھے۔نیز اس کا باقاعدہ حج اور طواف کیا جاتا تھا۔زمانہ حج میں جب حجاج طواف بیت اللہ اور عرفات اور منیٰ سے فارغ ہو جاتے تو وہیں سے منات کی زیارت کے لیے لبیک لبیک کی صدائیں بلند ہونے لگتیں اور جو لوگ اس دوسرے حج کی نیت کر لیتے وہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہ کرتے تھے۔گویا مشرکین عرب دوہرا ظلم ڈھاتے تھے۔ایک تو ان کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنانے کا، دوسرے شریک بھی ایسے جنہیں وہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔(تیسیر القرآن:526/2)(4)﴿سُبْحٰنَهٗ﴾ ''وہ پاک ہے'' اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک ہے۔اس کی شان بڑی اعلیٰ ہے۔(مختصر ابن کثیر:996/1)(5)﴿وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ﴾ ''اوران کے لیے وہی ہیں جو وہ چاہتے ہیں'' یعنی وہ خود اپنے لیے بیٹے پسند کرتے ہیں اور بیٹیوں سے نفرت کرتے ہیں۔(6) رب العزت نے توجہ دلائی ہے کہ جس کو اپنے لیے پسند نہیں کرتے انہیں رب کی طرف منسوب کرتے ہو۔(2)﴿اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى (21) تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى (22)﴾ ''کیا تمہارے لیے لڑکے ہوں اور اُس کے لیے لڑکیاں؟ تب تو یہ بڑی ناانصافی کی تقسیم ہے۔(النجم:21,22)(3)﴿اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ (153) مَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ (154)﴾ کیا اللہ تعالیٰ نے بیٹوں پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیٹیاں پسند کی ہیں؟تمہیں کیا ہو گیا ہے؟تم کیسے فیصلہ کرتے ہو؟(الصافات:153,154)

﴿وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمۡ بِالۡاُنۡثٰى ظَلَّ وَجۡهُهٗ مُسۡوَدًّا وَّهُوَ كَظِيۡمٌ﴾(58)

''اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری سنائی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ غم سے بھرا ہوتا ہے۔''(58)

سوال:﴿وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمۡ بِالۡاُنۡثٰى ظَلَّ وَجۡهُهٗ مُسۡوَدًّا وَّهُوَ كَظِيۡمٌ﴾'' اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری سنائی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ غم سے بھرا ہوتا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمۡ بِالۡاُنۡثٰى﴾''اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری سنائی جاتی ہے''یعنی جب کسی مشرک کو بیٹی کی خوشخبری ملتی ہے۔(2)﴿ظَلَّ وَجۡهُهٗ مُسۡوَدًّا﴾''تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے''بیٹی پیدا ہونے کے کرب اور غم سے اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے۔(3)﴿وَّهُوَ كَظِيۡمٌ﴾''اور وہ غم سے بھرا ہوتا ہے''یعنی وہ غم کے مارے گھٹ کر رہ جاتا ہے اور بے حس وحرکت بت کی طرح بن جاتا ہے۔(مختصر ابن کثیر 996/1)(4)جب اسے بیٹی کی پیدائش کی خبر دی جاتی تو وہ حزن وغم کے مارے خاموش ہو جاتا حتیٰ کہ وہ اس خبر سے اپنے ابنائے جنس میں اپنی فضیحت محسوس کرتا اور اس خبر پر وہ عار کی وجہ سے منہ چھپاتا پھرتا،پھر وہ اپنی اس بیٹی کے بارے میں جس کی اس کو خوش خبری ملتی،اپنی فکر اور فاسد رائے کی وجہ سے تذبذب کا شکار ہو جاتا کہ وہ اس کے ساتھ کیا معاملہ کرے؟(تفسیر سعدی:1409/2)(5)اسلام نے عورت ذات پر کتنا بڑا احسان کیا ہے۔(محسن نسواں)محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جس شخص کی تین لڑکیاں ہوں اور وہ اس پر صبر کرے، انہیں اچھا کھلائے،اچھا پلائے اور اچھا پہنائے وہ اس کے لیے قیامت کے دن جہنم کی آگ سے ڈھال ثابت ہوں گی''۔(ابن ماجہ:3669' مسند احمد:17413)(6)سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جس کی تین لڑکیاں ہوں اور وہ ان کے رہنے کا انتظام کرے،ان کے ساتھ رحم کا برتاؤ کرے اور ان کے معاملہ میں تکالیف برداشت کرے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔''ایک آدمی نے عرض کی،اے اللہ کے رسول!اگر دو لڑکیاں ہوں تو تب؟آپ نے فرمایا:''اگر دو ہوں تب بھی۔''(مسند احمد:14257)

﴿يَتَوَارٰى مِنَ الۡقَوۡمِ مِنۡ سُوۡٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمۡسِكُهٗ عَلٰى هُوۡنٍ اَمۡ يَدُسُّهٗ فِى التُّـرَابِ‌ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحۡكُمُوۡنَ﴾(59)

''اس خوش خبری کی برائی کی وجہ سے جو اسے دی گئی ہے وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے۔کیا ذلت کے باوجود ہی اُسے رکھ چھوڑے یا اُسے مٹی میں دبا دے؟سن لو!بہت ہی بُرا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں''۔(59)

سوال1:﴿يَتَوَارٰى مِنَ الۡقَوۡمِ مِنۡ سُوۡٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ﴾'' اس خوش خبری کی برائی کی وجہ سے جو اسے دی گئی ہے وہ لوگوں سے چھپتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھرتا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ﴾'' وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے''مشرک لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے کہ کہیں کوئی اسے دیکھ نہ لے اور غیرت دلائے۔(مختصر ابن کثیر:996/1)(2)﴿مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ﴾'' اس خوش خبری کی برائی کی وجہ سے جو اسے دی گئی ہے''یعنی بیٹی کی پیدائش کو اپنے لیے برا سمجھتا ہے اور وہ سوچتا ہے کہ اگر زندہ رہنے دیا تو رسوائی ہے۔نہ تو وہ وارث بن سکتی ہے،نہ اس کو توجہ دی جاسکتی ہے۔بیٹوں کو اس پر ترجیح دی جائے گی،اس کا کیا کروں؟

سوال2:﴿اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ﴾'' کیا ذلت کے باوجود ہی اُسے رکھ چھوڑے یا اُسے مٹی میں دبا دے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ﴾'' کیا ذلت کے باوجود ہی اُسے رکھ چھوڑے''وہ سوچتا ہے کہ بیٹی کا باپ ہونے کی ذلت برداشت کرلوں اور اسے قتل نہ کرلوں۔(2)﴿اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ﴾''یا اُسے مٹی میں دبا دے''یا جاہلیت کے دستور کے مطابق زندہ گاڑ دوں؟جس پر رب العزت نے مشرکوں کی سخت مذمت کی ہے۔(3)یہ رسم جس شقاوت اور سنگ دلی کے ساتھ انجام دی جاتی تھی اس کا حسرت ناک نقشہ ایک صاحب نے خود اپنی آپ بیتی سنا کر اس طرح پیش کیا کہ نبی ﷺ بے چین ہوگئے۔دارمی میں وضین تبع تابعی سے ایک روایت موقوف ہے کہ ایک شخص نے آکر خدمت اقدس میں عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ جاہلیت والے تھے'بتوں کو پوجتے تھے اور اولاد کو مار ڈالتے تھے۔میری ایک لڑکی تھی جب میں اس کو بلاتا تو وہ دوڑ کر میرے پاس آتی۔ایک دن وہ میرے بلانے پر خوشی خوشی دوڑی آئی'میں آگے بڑھا اور وہ میرے پیچھے چلی آئی،میں آگے بڑھتا چلا گیا'جب ایک کنوئیں کے پاس پہنچا جو میرے گھر سے کچھ دور نہ تھا اور لڑکی اس کے قریب پہنچی تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کنوئیں میں ڈال دیا'وہ ابا ابا کہہ کر پکارتی رہی اور یہی اس کی زندگی کی آخری پکار تھی'رحمت کونین ﷺ اس پُردرد افسانہ کو سن کر ضبط نہ کرسکے۔ایک صحابی نے ان صاحب کی ملامت کی کہ تم نے نبی ﷺ کو غمگین کر دیا۔آپ ﷺ نے فرمایا:اس کو چھوڑ دو۔جو مصیبت اس پر پڑی ہے وہ اس کا علاج پوچھنے آیا ہے،پھر ان صاحب سے کہا:ہاں اپنا قصہ پھر سناؤ''انہوں نے دوبارہ پھر بیان کیا آپ ﷺ کی یہ حالت ہوئی کہ روتے روتے ریش مبارک تر ہوگئی'پھر فرمایا''جاؤ جاہلیت کے گناہ اسلام کے بعد معاف ہوگئے اب نئے سرے سے اپنے عمل کا آغاز کرو''۔(سنن دارمی)(4)قبیلہ بنی تمیم کے رئیس قیس بن عاصم جب اسلام لائے تو انھوں نے عرض کیا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے آٹھ لڑکیاں زندہ دفن کی ہیں'نبی ﷺ نے فرمایا:اے قیس ہر لڑکی کے کفارے میں ایک غلام آزاد کرو'عرض کی:یا رسول ﷺ میرے پاس اونٹ ہیں۔فرمایا:ہر لڑکی کے کفارے میں ایک اونٹ کی قربانی کرو۔(تفسیر ابن جریر)(5)رب العزت نے فرمایا:﴿وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ﴾'' اور جب زندہ دفن کی جانے والی لڑکی سے سوال کیا جائے گا'' کہ کس گناہ کے بدلے میں وہ قتل کی گئی؟(التکویر:9,8)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال3: ﴿ اَلَا سَآءَ مَا يَحۡكُمُوۡنَ ﴾ ''سن لو! بہت ہی بُرا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿ اَلَا سَآءَ مَا يَحۡكُمُوۡنَ ﴾ ''سن لو! بہت ہی بُرا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں'' کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو ان اوصاف سے متصف کیا جو اس کے جلال کے لائق نہ تھیں، یعنی اس کی طرف اولاد کو منسوب کرنا، پھر انہوں نے اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ دونوں قسموں میں سے اس بدتر قسم کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جس کو خود اپنی طرف منسوب کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کی طرف کیسے اسے منسوب کر دیتے تھے؟ پس بہت ہی برا فیصلہ ہے جو وہ کرتے۔ (تفسیر سعدی: 1410/2) (2) ﴿ اَفَاَصۡفٰىكُمۡ رَبُّكُمۡ بِالۡبَنِيۡنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الۡمَلٰٓـئِكَةِ اِنَاثًاؕ اِنَّكُمۡ لَتَقُوۡلُوۡنَ قَوۡلًا عَظِيۡمًا ﴾ ''کیا پھر تمہارے رب نے تمہیں بیٹوں کے لیے منتخب کیا؟ اور خود فرشتوں کو بیٹیاں بنایا؟ بلاشبہ تم یقیناً بہت بڑی بات کہتے ہو''۔ (بنی اسرائیل: 40) (3) اسلام سے پہلے اس رسم کی انسداد کے لئے صرف اس قدر ہوا کہ ایک دو نیک آدمیوں نے ایسی لڑکیوں کو قیمت دے کر ان کے والدین سے خرید لیا اور ان کی پرورش کی' چنانچہ مشہور شاعر فرزدق کے دادا صعصعہ نے اس میں بڑا نام پیدا کیا تھا' اسلام کے بعد جب وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آیا تو عرض کی: یا رسول ﷺ میں نے اسلام سے پہلے 360 لڑکیوں کو خرید کر موت کے منہ سے بچایا ہے کیا مجھ کو اس کا ثواب ملے گا؟ فرمایا: ہاں تم کو اس کا ثواب ملے گا' کہ تم کو مسلمان بنا کر تم پر احسان کیا ہے۔ (موطا امام مالک) (4) اسی طرح زید بن عمرو بن نفیل جو بعثت نبوی سے پہلے دین ابراہیم کے پیرو تھے، وہ بھی اس قسم کی لڑکیوں کو اپنی آغوش میں لیتے تھے اور ان کی پرورش کرتے تھے' جب وہ بڑی ہو جاتی تو ان کے باپ کو کہتے: کہو تو میں تم کو واپس کروں اور چاہے ان کو میرے پاس ہی رہنے دو۔ (الدر المنثور) (5) یہ شخصی کوششیں تھیں۔ (6) بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کے پیش نظر عرب کی جو ابتدائی اصلاحیں تھیں ان میں ایک چیز یہ بھی تھی' چنانچہ بیعت عقبہ میں سب سے پہلے انصار سے جن باتوں پر عہد لیا گیا تھا ان میں ایک یہ بھی تھی کہ وہ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گے۔ (تفسیر ابن کثیر) (7) سیدنا عبادہ ﷺ بن صامت کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ دربار رسالت میں حاضر تھے آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم سے اس پر بیعت کرو کہ تم کسی کو خدا کا شریک نہ ٹھہراؤ گے' چوری نہ کرو گے، بدکاری نہ کرو گے اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے' جو اس عہد کو پورا کرے گا تو اس کا معاوضہ خدا پر ہے اور اگر کسی نے ان میں سے اس فعل کا ارتکاب کیا اور اس کو قانونی سزا دی گئی تو یہ اس کے گناہ کا کفارہ ہو جائے گا اور اگر اس کا یہ گناہ دنیا میں مخفی رہا تو خدا کو اختیار ہے چاہے بخش دے چاہے عذاب دے''۔ (صحیح بخاری، کتاب الایمان) ان تمام تدبیروں کے علاوہ قرآن پاک کی ایک مختصر سی آیت نے عرب کی ان تمام قساوتوں' ان تمام سنگ دلیوں اور ان تمام سفاکیوں کو مٹانے کے لیے وہ کام کیا جو دنیا کی بڑی بڑی تصنیفات نہیں کر سکتی تھیں' قیامت کی عدالت گاہ قائم ہے' مجرم اپنی اپنی جگہ کھڑے ہیں' غضب الٰہی کا سورج اپنی پوری تمازت پر ہے' دانائے غیب قاضی اپنی معدلت کی کرسی پر ہے' اعمال نامے شہادت میں پیش ہیں کہ ایک طرف سے ننھی ننھی معصوم بے زبان ہستیاں خون سے رنگین کپڑوں میں آ کر کھڑی ہو جاتی ہیں' شہنشاہ قہار کی طرف سے سوال ہوتا ہے' اے ننھی معصوم جانو! تم کس جرم میں ماری گئیں؟ (سیرت النبی شبلی نعمانی ص۔135)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ج وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ط وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ(60)﴾

''ان لوگوں کے لیے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے بُری مثال ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے اعلیٰ مثال ہے اور وہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے''(60)

سوال1:﴿لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ﴾''ان لوگوں کے لیے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے بُری مثال ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ﴾''ان لوگوں کے لیے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے بُری مثال ہے'' آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کی مثال ناقص ہے اور انتہائی بیہودہ ہے۔

سوال2:﴿وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى﴾''اور اللہ تعالیٰ کے لیے اعلیٰ مثال ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)''اور اللہ تعالیٰ کے لیے اعلیٰ مثال ہے'' اس سے مراد ہر وصف کمال ہے اور تمام کائنات میں جو بھی صفت کمال پائی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس کا سب سے زیادہ مستحق ہے اور کسی بھی پہلو سے کسی نقص کو مستلزم نہیں ہے اور اس کے اولیاء کے دلوں میں بھی مثل اعلیٰ یعنی اس کی تعظیم، اجلال، محبت، اس کی طرف انابت اور اس کی معرفت جا گزیں ہے۔(تفسیر سعدی:1410/2)(2)اللہ تعالیٰ کی طرف کمال ہی منسوب ہوتا ہے۔وہ افضل ہے، احسن ہے، اجمل ہے یہی توحید ہے۔(جامع البیان 130/14)

سوال3:﴿وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾''اور وہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَهُوَ الْعَزِيْزُ﴾''اور وہ سب پر غالب ہے'' اللہ تعالیٰ ہر چیز پر کمال درجے کا غلبہ رکھتا ہے۔(2)ساری کائنات اس کی فرماں بردار ہے۔(2)اللہ تعالیٰ عزیز ہے یعنی (i)اللہ تعالیٰ زبردست اور طاقت والا ہے۔(ii)اللہ تعالیٰ غالب ہے۔کوئی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔(3)﴿الْحَكِيْمُ﴾ اللہ تعالیٰ کمال درجے کی حکمت رکھتا ہے۔(4)جو تمام اشیاء کو ان کے لائق محل و مقام پر رکھتا ہے۔وہ جو بھی حکم دیتا ہے اور جو بھی فعل سرانجام دیتا ہے، اس پر اس کی ستائش کی جاتی ہے اور اس کے کمال پر اس کی ثنا بیان کی جاتی ہے۔(تفسیر سعدی:1410/2)
(4)اللہ تعالیٰ حکیم ہے۔وہ ہر چیز کو اس کے مقام پر رکھتا ہے تاکہ اس کائنات کا ہر پرزہ اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق صحیح انداز میں کام کرسکے۔

رکوع نمبر 14

﴿وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ج فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ(61)﴾

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کا ان کے ظلم کی بنیاد پر مؤاخذہ کرتا تو اس (زمین) پر کسی جان دار کو نہ چھوڑتا لیکن وہ ایک مقررہ وقت تک انہیں مہلت دیتا ہے، چنانچہ جب ان کی مدت آجاتی ہے تو وہ اس سے ایک گھڑی بھی نہ پیچھے رہتے ہیں اور نہ آگے بڑھتے ہیں''۔(61)

سوال 1: ﴿وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ﴾ ''اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کا ان کے ظلم کی بنیاد پر مؤاخذہ کرتا تو اس (زمین) پر کسی جان دار کو نہ چھوڑتا'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) اللہ رب العزت نے ظالموں کے معاملے میں اپنے کمال درجے کے تحمل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ﴾ ''اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کا ان کے ظلم کی بنیاد پر مؤاخذہ کرتا'' یعنی اگر اللہ تعالیٰ بنی آدم کو ان کے گناہوں اور نافرمانیوں پر پکڑ لیتا اور ان کے ساتھ کمی یا زیادتی نہ کرتا۔ (2) ﴿مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ﴾ ''تو اس (زمین) پر کسی جان دار کو نہ چھوڑتا'' تو زمین پر کوئی انسان، کوئی جانور، کوئی چلنے پھرنے والا نظر نہ آتا۔ (3) ان کے گناہوں اور نافرمانیوں کی نحوست اتنی زیادہ ہے کہ کھیت اور نسلیں ہلاک ہو جاتیں۔ انسان کی وجہ سے جانور بھی برباد ہو جاتے۔ (مختصر ابن کثیر: 997/1) (4) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا﴾ ''اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو اس کی وجہ سے پکڑتا جو انہوں نے کمایا تو سطح زمین پر کوئی جان دار بھی نہ چھوڑتا لیکن وہ اُنہیں مقرر مدت تک مہلت دیتا ہے، پھر جب اُن کا مقررہ وقت آجائے گا تو یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ہمیشہ سے خوب دیکھنے والا ہے''۔ (فاطر: 45)

(5) ﴿وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا﴾ ''اور آپ کا رب بے حد بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے اگر وہ اس کی وجہ سے انہیں پکڑتا جو انہوں نے کمایا تو یقیناً ان پر جلدی عذاب بھیج دیتا، بلکہ اُن کے وعدے کا ایک وقت ہے جس کے سوا وہ ہرگز کوئی پناہ گاہ نہیں پائیں گے''۔ (الکھف: 58)

سوال 2: ﴿وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ ''لیکن وہ ایک مقررہ وقت تک انہیں مہلت دیتا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ﴾ ''لیکن وہ انہیں مہلت دیتا ہے'' اللہ تعالیٰ گناہوں پر فوری سزا نہیں دیتا۔ (2) ﴿اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ '' ایک مقررہ وقت تک'' وہ مقررہ مدت تک مہلت دیتا ہے یعنی قیامت تک۔ (3) یہ ان لوگوں کا مواخذہ نہ کرنے کی علت ہے جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ (4) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ۭ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾ ''اور وہ آپ سے جلد عذاب مانگتے ہیں اور اگر ایک مدت مقررہ نہ ہوتی تو اُن پر عذاب ضرور آجاتا اور یقیناً وہ اُن پر اچانک آئے گا حالانکہ وہ شعور بھی نہ رکھتے ہوں گے''۔ (العنکبوت: 53) ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ڛ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ﴾ ''اور آپ اللہ تعالیٰ کو ہرگز غافل خیال نہ کریں اس سے جو ظالم کرتے ہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ انہیں اس دن کے لیے ڈھیل دے رہا ہے جس میں نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی''۔ (ابراہیم: 42)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال3: اللہ تعالیٰ نافرمانیوں، کفر اور شرک کے باوجود لوگوں کو کیوں نہیں پکڑتے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ کمال درجے کا حلم رکھتا ہے کہ وہ ظلم پر فوری مواخذہ نہیں کرتا۔ (2) اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت کا تقاضا ہے کہ وہ مہلت دیتا ہے تاکہ لوگوں کے لیے کوئی عذر نہ رہے اور اُن کی اولادوں میں سے ایمان دار لوگ نکل آئیں۔ (3) اللہ تعالیٰ کی صفت حلم اور رحمت کا تقاضا ہے کہ وہ انسانوں کو مہلت دیں۔ (4) اللہ تعالیٰ توبہ کے لیے مہلت دیتے ہیں تاکہ انسان رب کی طرف لوٹ کر آئیں۔

سوال4: مہلت ملنے پر انسان کے حالات کیسے ہوجاتے ہیں؟

جواب: (1) مہلت پر انسان غفلت کا شکار ہوجاتے ہیں۔ (2) مہلت ملنے پر لوگ اللہ تعالیٰ کی صفت حلم، رحمت، حکمت اور عدل کو نہیں سمجھتے۔

سوال5: ﴿فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾ ”چنانچہ جب ان کی مدت آجاتی ہے تو وہ اس سے ایک گھڑی بھی نہ پیچھے رہتے ہیں اور نہ آگے بڑھتے ہیں“ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ”چنانچہ جب ان کی مدت آجاتی ہے تو وہ اس سے ایک گھڑی بھی نہ پیچھے رہتے ہیں اور نہ آگے بڑھتے ہیں“ جب ان کا وقت آجائے گا تو انہیں ان کے برے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔ (2) اس لئے جب تک انہیں مہلت کا وقت حاصل ہے، اس سے پہلے کہ وہ وقت آن پہنچے جب کوئی مہلت نہ ہوگی، انہیں ڈرجانا چاہیے۔ (تفسیر سعدی: 1411/2)

﴿وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ (62)﴾

”اور جو وہ اللہ تعالیٰ کے لیے مقرر کرتے ہیں اُسے خود ہی ناپسند کرتے ہیں اور ان کی زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں کہ بے شک ان کے لیے بھلائی ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ یقیناً ان کے لئے آگ ہی ہے اور یقیناً وہ اس میں سب سے آگے بھیجے جانے والے ہیں“ (62)

سوال1: ﴿وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى﴾ ”اور جو وہ اللہ تعالیٰ کے لیے مقرر کرتے ہیں اُسے خود ہی ناپسند کرتے ہیں اور ان کی زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں کہ بے شک ان کے لیے بھلائی ہے“ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ﴾ ”اور جو وہ اللہ تعالیٰ کے لیے مقرر کرتے ہیں اُسے خود ہی ناپسند کرتے ہیں“ یعنی وہ اپنی ناپسندیدہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ (2) یعنی وہ خود یہ پسند نہیں کرتے کہ ان کا غلام ان کے مال میں حصہ دار ہو لیکن اللہ کے بندوں کو اس کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ (3) وہ خود بیٹیوں کو ناپسند کرتے ہیں اور فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے ہیں۔ (4)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿وَتَصِفُ اَلۡسِنَتُهُمُ الۡكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الۡحُسۡنٰى﴾ ''اوران کی زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں کہ بے شک ان کے لیے بھلائی ہے'' مشرکوں کا یہ خیال ہے کہ جب وہ دنیا میں عیش وآرام سے رہتے ہیں تو قیامت آئی بھی تو وہ آخرت میں بھی عیش وآرام سے رہیں گے۔(5)رب العزت نے واضح فرمایا کہ ان کی زبانیں جھوٹ کہتی ہیں۔

سوال2:﴿ لَاجَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمۡ مُّفۡرَطُوۡنَ﴾ ''اس میں کوئی شک نہیں کہ یقیناً ان کے لئے آگ ہی ہے اور یقیناً وہ اس میں سب سے آگے بھیجے جانے والے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)اس آیت میں مجرموں کے عقیدے کی تردید ہے کہ انہیں آخرت میں بھی عیش وآرام ملے گا۔آخرت میں تو ان کے لیے آگ ہی آگ ہے۔اس دن یہ لوگ بھلا دیئے جائیں۔(2)رب العزت نے فرمایا:﴿الَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا دِيۡنَهُمۡ لَهۡوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتۡهُمُ الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا ۚ فَالۡيَوۡمَ نَنۡسٰهُمۡ كَمَا نَسُوۡا لِقَآءَ يَوۡمِهِمۡ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوۡا بِاٰيٰتِنَا يَجۡحَدُوۡنَ﴾ ''جن لوگوں نے اپنے دین کو دل لگی اور کھیل بنایا تھا اور دنیا کی زندگی نے انہیں دھوکے میں ڈال رکھا تھا تو آج ہم بھی انہیں بھلائے دیتے ہیں جیسا کہ انہوں نے اپنے اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا اور جیسا کہ وہ ہماری آیات کا انکار کیا کرتے تھے''۔(الاعراف:51)

سوال3:زبان کی کیا اہمیت ہے اور انسانی جسم میں اس کا کیا کردار ہے؟

جواب:(1)زبان تمام اعضاء پر حاکم ہے۔اگر ٹھیک چلے اور صحیح بات کہے تو تمام اعضاء عافیت میں رہیں گے،لیکن یہ ٹیڑھا پن اختیار کرلے اور لوگوں کو گالیاں دے یا بدشد کہے تو لوگ جوتے ماریں گے یا پٹائی کریں گے تو یہ تو بتیسی میں محفوظ اور بند رہے گی اور دوسرے اعضاء کی پٹائی ہوگی۔(2)زبان کے کردار پر گہرائی سے غور کیا جائے تو یہ بات سامنے آئے گی کہ اکثر عبادتیں،نیکیاں،بھلائی کی باتیں اور اکثر حقوق العباد اس زبان کے ذریعے ادا ہوتے ہیں۔مبالغہ نہیں ہوگا اگر یہ کہہ دیا جائے کہ پچھتر فیصد نیکیاں زبان سے ادا ہوتی ہیں اور اتنے ہی فیصد برائیاں زبان کے ذریعے ہوتی ہیں۔جیسے کلمہ طیبہ،کلمہ شھادت،نماز،ذکر،دعا،استغفار،حج کے احکامات اور دعائیں،سلام کا تبادلہ،سچ بولنا،بات کہنا،وعظ ونصیحت،تلاوت قرآن،انصاف کی بات کرنا اور فیصلہ دینا،اقامت واذان کہنا،نماز پڑھانا،علم پڑھنا اور پڑھانا،شکر کرنا،لوگوں میں صلح کرانا،بیمار کی عیادت اور دعا،اور بہت سے اخلاق وآداب زبان کے وسیلے سے ادا ہوتے ہیں،اسی طرح بہت سی برائیوں کا تعلق بھی زبان سے ہے۔جیسے کفر کے بول،جھوٹ،جھوٹی گواہی،گالیاں اور بدبشد بولنا،لعنت کرنا،غیبت،چغلی،گندے مذاق اور ٹھٹھے،کسی کی بےعزتی کرنا،خوشامد،فحش اور بےحیائی کی باتیں،گناہ کے کاموں کے مشورے،بےہودہ راگ،طعنہ زنی،عیب جوئی اور کتنے ہی برے اخلاق اور بےحیائی کے کام ہیں جن کا بڑا حصہ زبان ادا کرتی ہے۔(3)سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:''جب انسان صبح کو اٹھتا ہے تو اس کے جسم کے تمام (ظاہری) اعضاء زبان کے مطیع فرمان بن کر اسے کہتے ہیں'' تو ہمارے (حقوق کے) بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈر،پس ہم تیرے ساتھ ہیں اگر تو سیدھی (درست) رہے گی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ٹیڑھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے''۔(ترمذی)(4)انسانی زندگی کی تعمیر میں زبان کا کردار بہت اہم ہے۔لہٰذا اصلاح اور تربیت میں اسے سب سے زیادہ اہمیت دینی چاہیے اور وقتاً فوقتاً اس کی نگرانی بھی خوب کرنی چاہیے،ایک روایت ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیٹھے ہوئے اچانک اپنی زبان کو پکڑ کر جھٹکے دیئے۔اس وقت سیدنا عمر کا وہاں سے گزر ہوا تو انہوں نے اچانک سیدنا ابوبکر کو اپنی زبان پکڑ کر جھٹکے دیتے دیکھا تو کہا:مَہ مَہ(اسے چھوڑ دو،اسے چھوڑ دو)اس پر انہوں نے کہا کہ اس نے تو مجھے ہلاکت کی جگہ پر پہنچایا ہے،یہ واقعہ سیدنا ابوبکر کی زبان پر نگرانی،جائزہ اور ہلکی پھلکی سزا کو ظاہر کرتا ہے۔ہمیں بھی اپنی زبان پر اسی طرح کنٹرول کرنا اور اسے اپنے قابو میں رکھنا چاہیے۔(5)سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''بندہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی بات کرتا ہے،اس کی طرف اس کی توجہ بھی نہیں ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے کئی درجے بلند فرما دیتا ہے اور بندہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی والی بات کرتا ہے جس کی طرف اس کا دھیان بھی نہیں ہوتا لیکن اس کی وجہ سے وہ جہنم میں جا گرتا ہے۔''(صحیح بخاری:6478)

﴿تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ(63)﴾

''اللہ تعالیٰ کی قسم!بلاشبہ یقیناً آپ سے پہلے بھی بہت سی اُمتوں کی طرف ہم نے رسول بھیجے پھر شیطان نے ان کے لیے ان کے اعمال کو خوش نما بنا دیا،چنانچہ وہی آج ان کا سرپرست ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے''۔(63)

سوال:﴿تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ﴾''اللہ تعالیٰ کی قسم!بلاشبہ یقیناً آپ سے پہلے بھی بہت سی اُمتوں کی طرف ہم نے رسول بھیجے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ﴾''اللہ تعالیٰ کی قسم!بلاشبہ یقیناً آپ سے پہلے بھی بہت سی اُمتوں کی طرف ہم نے رسول بھیجے''اللہ رب العزت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی ہے کہ ہم نے پہلی قوموں کی طرف بھی رسول بھیجے تھے۔انہوں نے بھی اپنے رسولوں کو جھٹلایا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کی مخالفت پر دل میں میل نہ لائیں۔

سوال:﴿فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ﴾''پھر شیطان نے ان کے لیے ان کے اعمال کو خوش نما بنا دیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)''پھر شیطان نے ان کے لیے ان کے اعمال کو خوش نما بنا دیا''یعنی رسولوں کی مخالفت پر مشرکوں کو شیطان نے ابھارا۔(2)پس انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا اور انہوں نے یہ باطل گمان کیا کہ وہ جس راستے پر چل رہے ہیں وہی حق اور ہر دکھ سے نجات دینے والا ہے اور جس راستے کی طرف انبیاء و رسل بلاتے ہیں وہ اس کے برعکس ہے۔(تفسیر سعدی:1412/2)(3)﴿فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ﴾چنانچہ وہی آج ان کا سرپرست ہے۔اس آیت میں ''الیوم'' سے مراد قیامت کا دن بھی لیا جا سکتا ہے۔(تیسیر القرآن:528/2)(4)شیطان دنیا میں بھی ان کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوست ہےاور قیامت کے دن بھی ہوگا۔(5) انہوں نے جب شیطان کی اطاعت کی تو اسے اپنا دوست بنالیا۔(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ﴾ تو کیا تم میری بجائے اسے اور اس کی اولاد کو دوست بناتے ہو، حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ظالموں کے لیے بہت بُرا بدلہ ہے۔(الکھف:57)

سوال3:﴿وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ وران کے لیے دردناک عذاب ہے'' کافروں کے لیے دردناک عذاب کیوں ہے؟

جواب: کیونکہ وہ اللہ رحمان کی دوستی سے منہ موڑ کر شیطان کی دوستی پر راضی ہوگئے۔بنابریں وہ رسواکن عذاب کے مستحق ٹھہرے۔(تفسیر سعدی: 1412/2)

﴿ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (64)﴾

''اور ہم نے یہ کتاب آپ پر صرف اس لیے نازل کی ہے تاکہ آپ ان کے لیے اس کی وضاحت کر دیں جس میں اُنہوں نے اختلاف کیا ہے اور وہ اُن کے لئے ہدایت اور رحمت ہے جو ایمان لاتے ہیں''۔(64)

سوال1:﴿ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ﴾''اور ہم نے یہ کتاب آپ پر صرف اس لیے نازل کی ہے تاکہ آپ ان کے لیے اس کی وضاحت کر دیں جس میں اُنہوں نے اختلاف کیا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ ﴾''اور نہیں نازل کی ہم نے آپ پر کتاب (قرآن)''اللہ رب العزت نے قرآن مجید کے نازل کرنے کی حکمت بیان کی ہے۔(2)﴿اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ﴾''مگر تاکہ آپ ان کے لیے اس کی وضاحت کر دیں جس میں اُنہوں نے اختلاف کیا ہے'' تاکہ آپ توحید،تقدیر،احکام وافعال اور احوال معاد کے بارے میں ان کے اختلافات کے موقع پر ان کے سامنے واضح کر دیں۔(تفسیر سعدی:1412/2)(3) یعنی قرآن آپ پر اس لیے نازل کیا گیا ہے کہ آپ لوگوں کے درمیان فیصلے کر دیں۔

سوال2:﴿وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾''اور وہ اُن کے لئے ہدایت اور رحمت ہے جو ایمان لاتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَهُدًى﴾''اور وہ ہدایت ہے''قرآن مجید لوگوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہے۔یہ لوگوں کو سعادت اور نجات کے راستے پر لے جاتا ہے۔(2)﴿وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾''اور رحمت ہے ان کے لیے جو ایمان لاتے ہیں'' قرآن مجید رحمت ہے جو حاصل کی جا سکتی ہے جب اس قرآن پر عمل کیا جائے اس کے پیش کردہ عقیدے،عبادات،اخلاق،اور احکامات پر(ایسر التفاسیر:767)(3) تاکہ اللہ تعالیٰ اور اس کی نازل کردہ کتاب پر ایمان رکھنے والوں کے لئے کامل ہدایت اور بے پایاں رحمت ہو۔(تفسیر سعدی:1412/2)(4) سیدنا انس بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے وہ خطبہ سنا جوانہوں نے وفاتِ نبوی ﷺ کے دوسرے دن پڑھا تھا۔جس دن مسلمانوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی تھی۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے منبر پر چڑھے اورابوبکر رضی اللہ عنہ سے پہلے خطبہ پڑھا، پھر کہا: امابعد! اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لیے وہ چیز (آخرت) پسند کی جو اس کے پاس تھی اس کے بجائے جو تمہارے پاس تھی یعنی دنیا اور یہ کتاب اللہ موجود ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے تمہارے رسول کو دین وسیدھا راستہ بتایا پس اسے تم تھامے رہو تو ہدایت یافتہ رہو گے یعنی اس راستے پر رہو گے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو بتلایا تھا۔(بخاری:7269)(5) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تک میں تم سے یکسو رہوں تم بھی مجھے چھوڑ دو (اور سوالات وغیرہ نہ کرو) کیونکہ تم سے پہلے کی امتیں اپنے (غیر ضروری) سوال اور انبیاء کے سامنے اختلاف کی وجہ سے تباہ ہوگئیں۔پس جب میں تمہیں کسی چیز سے روکوں تو تم بھی اس سے پرہیز کرو اور جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو بجالاؤ جس حد تک تم میں طاقت ہو۔(بخاری:7288)(6) سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فرشتے نبی ﷺ کے پاس آئے (جبرائیل ومیکائیل) اور آپ سوئے ہوئے تھے ایک نے کہا یہ سوئے ہوئے ہیں، دوسرے نے کہا کہ ان کی آنکھیں سو رہی ہیں لیکن ان کا دل بیدار ہے۔انھوں نے کہا کہ تمھارے ان صاحب (آنحضرت ﷺ) کی ایک مثال ہے پس ان کی مثال بیان کرو۔تو ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ سو رہے ہیں دوسرے نے کہا کہ آنکھیں سو رہی ہیں لیکن دل بیدار ہے۔انہوں نے کہا ان کی مثال ایسی ہے گویا ایک شخص نے ایک گھر بنایا اور وہاں کھانے کی دعوت کی اور بلانے والے کو بھیجا پس جس نے بلانے والے کی دعوت قبول کر لی وہ گھر میں داخل ہوگیا اور دسترخوان سے کھایا' اور جس نے بلانے والے کی دعوت قبول نہیں کی وہ گھر میں داخل نہیں ہوا اور دسترخوان سے نہیں کھایا' پھر اس نے کہا اس کی ان کے لیے تفسیر کردو تاکہ یہ سمجھ جائیں۔بعض نے کہا یہ تو سو رہے ہیں لیکن بعض نے کہا کہ آنکھیں گو سو رہی ہیں لیکن دل بیدار ہے۔پھر اس نے کہا گھر تو جنت ہے اور بلانے والے محمد ﷺ ہیں، پس جو ان کی اطاعت کرے گا وہ اللہ کی اطاعت کرے گا اور جو ان کی نافرمانی کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا اور محمد ﷺ اچھے اور برے لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں۔(صحیح بخاری:7281)(7) رب العزت نے فرمایا ﴿يَـٰٓأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾ اے لوگو! بلاشبہ تمہارے رب کی جانب سے تمہارے پاس عظیم نصیحت آگئی ہے اور شفا ہے اس کے لیے جو دلوں میں ہے اور مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔(یونس:57)

﴿وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ(65)﴾

''اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی نازل کیا پھر اُس کے ذریعے زمین کو مردہ ہوجانے کے بعد زندہ کیا، بلاشبہ اس میں یقیناً ان کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نشانی ہے جو سُنتے ہیں۔'' (65)

سوال1: ﴿وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا﴾ ''اوراللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی نازل کیا پھر اُس کے ذریعے زمین کو مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) الماء یعنی پانی سے مراد بارش کا پانی ہے جو زمین کی زندگی ہے۔ زمین پر بارش برسنے کے بعد نباتات اُگتی ہے، زراعت ہوتی ہے۔ اگر زمین پر پانی نہ ہو تو نباتات بھی نہ ہو۔ (ایسر التفاسیر:767) (2) جیسے پانی برسا کر اللہ تعالیٰ مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے۔ اسی طرح مردہ دلوں کو جو کفر، شرک اور نافرمانیوں سے مر چکے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں قرآن کے ذریعے زندہ کر دیتا ہے۔

سوال2: ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ﴾ ''بلاشبہ اس میں یقیناً ان کے لیے نشانی ہے جو سُنتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ﴾ ''بلاشبہ اس میں یقیناً'' یعنی آسمان سے بارش کا پانی اتار کر زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت علم اور رحمت پر واضح دلیل ہے۔ (2) ﴿لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ﴾ ''یقیناً ان کے لیے نشانی ہے جو سُنتے ہیں'' دل ان ہی کے زندہ ہوتے ہیں جو قرآن سنتے ہیں، اس کے معنی میں غور و فکر کرتے ہیں اور زمینوں آسمان کی پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں۔ (3) یعنی جو دل سے سنتے ہیں نہ کہ محض کانوں سے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ﴾ '' سلامتی اور امن کے ساتھ ان میں داخل ہو جاؤ''۔ (الحجر:46)

سوال3: بارش کے نظام میں انسان کے لیے کیا سبق ہے؟

جواب: (1) بارش ایک اجتماعی کوشش کا نتیجہ ہے۔ اس کوشش میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے سورج، سمندر، ہوائیں وغیرہ شامل ہوتی ہیں اس میں یہ سبق ہے کہ اس کائنات میں ایک اللہ تعالیٰ کا حکم چلتا ہے، اگر کئی الٰہ ہوتے تو کائنات کی مختلف طاقتیں ایک مشترکہ کام نہیں کر سکتی ہیں۔ اس سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ اس کائنات کا خالق و مالک اور فرماں روا ایک ہے۔ (2) بارش میں اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت نظر آتی ہے جیسے زمین کے مردہ جسم میں بارش ہریالی، رنگ، خوشبو، اور ذائقے پیدا کر دیتی ہے ایسے ہی انسانوں کے لئے اللہ کی طرف سے نازل ہونے والی وحی بھی بارش ہے جو مردہ اور سوکھی ہوئی روح کو نئی زندگی دینے کے خواہش مند ہوں انہیں چاہیئے کہ وہ وحی کی بارش سے فائدہ اُٹھائیں۔

رکوع نمبر 15

﴿وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ (66)﴾

''اور بلاشبہ چوپایوں میں تمہارے لیے یقیناً ایک سبق ہے ہم تمہیں ان کے پیٹوں کے اندر سے گوبر اور خون کے درمیان سے خالص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے حلق سے آسانی سے اترنے والا ہے۔'' (66)

سوال:1 ﴿وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴾ ''اور بلاشبہ چوپایوں میں تمہارے لیے یقیناً ایک سبق ہے ہم تمہیں ان کے پیٹوں کے اندر سے گوبر اور خون کے درمیان سے خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے حلق سے آسانی سے اترنے والا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ ﴾ ''اور بلاشبہ چوپایوں میں تمہارے لیے'' یعنی جن کو رب العزت نے آپ کے فائدوں کے لیے مسخر کیا ہے۔ (2) ﴿ لَعِبْرَةً ﴾ ''یقیناً ایک سبق ہے'' یعنی سوچنے کا مقام ہے۔ (3) ان جانوروں میں تم اللہ تعالیٰ کی قدرت، اس کی واحدانیت اور اس کی عظمت کے دلائل پا سکتے ہو۔ (4) یعنی جانوروں میں قوی دلائل ہیں جو تمہیں جہالت سے علم کی طرف لا سکتے ہیں۔ (5) ﴿نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ﴾ '' ہم تمہیں ان کے پیٹوں کے اندر سے گوبر اور خون کے درمیان سے خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے حلق سے آسانی سے اترنے والا ہے'' چوپایوں سے ملنے والے دودھ میں سبق ہے۔ گوبر اور خون کے درمیان سے دودھ نکلتا ہے جو انسان کے لیے قیمتی غذا ہے۔ اس میں سبق یہ ہے کہ جو رب گوبر اور خون کے درمیان سے دودھ جیسی چیز نکالتا ہے وہ میرے ناموافق حالات میں سے میرے لیے موافق نتائج ظاہر کر دے گا۔ (6) جانوروں سے تم اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور وسعت احسان پر استدلال کر سکتے ہو۔ (تفسیر سعدی: 1413/2) (7) کیونکہ اس نے تمہیں ان مویشیوں کے پیٹ سے (دودھ) پلایا جن کا مادہ گوبر اور خون پر مشتمل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے گوبر اور خون سے ایسا دودھ نکالا جو ہر قسم کی آلائش سے پاک اور اپنی لذت کی بنا پر پینے والوں کے لئے انتہائی خوش ذائقہ ہے، نیز یہ کہ اس کو پیا جاتا ہے اور اس سے غذا حاصل کی جاتی ہے۔ کیا یہ سب کچھ طبعی امور کی بجائے قدرت الٰہیہ نہیں ہے؟ اس عالم طبیعیات میں کون سی چیز ہے جو اس چارے کو جسے چوپائے کھاتے ہیں اور اس میٹھے یا کھارے پانی کو جسے یہ چوپائے پیتے ہیں، پینے والوں کے لیے خالص اور لذیذ دودھ میں بدل دیتی ہے۔ (تفسیر سعدی: 1413/2) (8) دودھ پلانے والی مادہ کے جسم میں دودھ تیار کرنے کے اعضاء تو اس کی بلوغت کے وقت نمودار ہو جاتے ہیں جنہیں عرف عام میں پستان کہا جاتا ہے۔ اور دودھ کے بننے میں سب سے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ مادہ کے پستان یا دودھ بنانے والی یہ مشینری صرف اس وقت اپنا کام کرتی ہے جس مادہ کو حمل قرار پا جاتا ہے۔ اس سے پہلے اگرچہ پستان موجود ہوتے ہیں مگر وہ کوئی کام نہیں کرتے اور جب حمل قرار پاتا ہے تو یہ مشینری اپنے فطری کام کا آغاز کر دیتی ہے۔ حتیٰ کہ بچہ کی پیدائش تک مادہ کا خون دودھ میں تبدیل ہو جاتا ہے اور نوزائیدہ بچہ کو بروقت اللہ تعالیٰ اس کی خوراک مہیا کر دیتا ہے اور بچہ کو دودھ پینے کا سلیقہ بھی سکھا دیتا ہے۔ اور یہ کام کچھ اس انداز سے سرانجام پاتے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی بے پناہ قدرتوں، حکمتوں اور مصلحتوں کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ (تیسیر القرآن: 530/2) (9) گوبر اور خون کے درمیان سے صاف دودھ کے متعلق سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جانور جو گھاس کھاتا ہے جب وہ اس کے معدے میں جمع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتی ہے تو معدہ اس کو پکاتا ہے۔ معدہ کے اس عمل سے غذا کا فضلہ نیچے بیٹھ جاتا ہے اور دودھ الگ ہو جاتا ہے اور اس کے اوپر خون ،پھر قدرت نے یہ کام جگر کے سپرد کیا ہے کہ ان تینوں قسموں کو الگ الگ ان کے مقامات میں تقسیم کر دیتا ہے،خون کو الگ کر کے رگوں میں منتقل کر دیتا ہے اور دودھ کو الگ کر کے جانور کے تھنوں میں پہنچا دیتا ہے اور اب معدہ میں صرف فضلہ باقی رہ جاتا ہے جو گوبر کی صورت نکلتا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کوئی کھانا کھاؤ تو یہ کہو﴿اللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْهِ وَاَطْعِمْنَا خَیْرًا مِنْهُ﴾''یعنی یا اللہ اس میں ہمارے لئے برکت عطا فرما اور آئندہ اس سے اچھا کھانا نصیب فرما۔''اور جب دودھ پیو تو یہ کہو﴿اللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْهِ وَزِدْنَامِنْهُ﴾یعنی یا اللہ ہمارے لئے اس میں برکت دیجئے اور زیادہ عطا فرمائیے'' اس سے بہتر کا سوال اس لئے نہیں کیا کہ انسانی غذا میں دودھ سے بہتر کوئی دوسری غذا نہیں ہے،اسی لئے قدرت نے ہر انسان وحیوان کی پہلی غذا دودھ ہی بنائی ہے جو ماں کی چھاتیوں سے اسے ملتی ہے۔(قرطبی)

(10)سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جب مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا تو وہاں میں نے چار نہریں دیکھیں دو ظاہری نہریں اور دو باطنی۔ظاہری نہریں تو نیل اور فرات ہیں اور باطنی نہریں جنت کی دو نہریں ہیں پھر میرے پاس دو تین پیالے لائے گئے ایک پیالے میں دودھ تھا،دوسرے میں شہد تھا اور تیسرے میں شراب تھی میں نے وہ پیالہ لیا جس میں دودھ تھا اور پیا اس پر مجھ سے کہا گیا کہ تم نے اور تمہاری امت نے اصل فطرت کو پالیا۔(صحیح بخاری:5610)(11)سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں سو رہا تھا۔اسی حالت میں مجھے دودھ کا ایک پیالہ دیا گیا۔میں نے خوب اچھی طرح پی لیا حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ تازگی میرے ناخنوں سے نکل رہی ہے۔پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: آپ ﷺ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ آپ ﷺ نے فرمایا:علم۔(صحیح بخاری:82)(12)سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ عرفہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے روزہ کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شبہ تھا۔اس لیے میں نے آپ کے لیے ایک برتن میں دودھ بھیجا اور نبی ﷺ نے اسے پی لیا۔حمیدی کہتے ہیں کہ کبھی سفیان اس حدیث کو یوں بیان کرتے تھے کہ عرفہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے روزہ کے بارے میں لوگوں کو شبہ تھا اس لیے ام الفضل نے رسول ﷺ کے لیے دودھ بھیجا۔(صحیح بخاری:5604)

﴿وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِیْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَکَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ (67)﴾

''اور کھجور اور انگور کے پھلوں سے بھی جس سے تم نشہ آور چیز بناتے ہو اور اچھا رزق بھی،بلاشبہ اس میں یقیناً ان کے لیے نشانی ہے جو عقل رکھتے ہیں۔''(67)

سوال1:﴿وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِیْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَکَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا﴾''اور کھجور اور انگور کے پھلوں سے بھی جس سے تم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نشہ آور چیز بناتے ہو اور اچھا رزق بھی'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ﴾''اور کھجور اور انگور کے پھلوں سے بھی'' اللہ رب العزت نے بندوں کے لیے جو رزق پیدا کیا اس میں سے خصوصی طور پر یہاں کھجور اور انگور کا ذکر فرمایا ہے جن کو تر و تازہ بھی استعمال کیا جاتا ہے اور ذخیرہ کر کے بھی۔(2) ﴿تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا﴾''جس سے تم نشہ آور چیز بناتے ہو اور اچھا رزق بھی'' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''﴿سَكَرًا﴾ سے مراد جس کا پینا حرام ہے اور رزق حسن سے مراد اس کے پھل میں سے جو حلال ہیں۔(جامع البیان:138/14)(3) یہ آیت شراب کی حرمت سے پہلے کی ہے، مکہ میں نازل ہوئی۔(4) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: شراب بناتے ہو جو حرام ہے، اور اور طرح جو کھاتے پیتے ہو وہ حلال ہے۔مثلاً کھجوریں، کشمش وغیرہ اور نبیذ شربت بنا کر، سرکہ بنا کر اور کئی طریقوں سے۔(تفسیر ابن کثیر:787)(5) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔(صحیح مسلم:5218)(6) سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:''اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کر دیا ہے تو جس شخص کو یہ آیات پہنچ جائیں اور اس کے پاس شراب میں سے کچھ موجود ہو تو نہ پیئے اور نہ فروخت کرے۔''(مسلم:4043)(7) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے منبر پر خطبہ میں فرمایا، (اے لوگو!) جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو اس وقت یہ پانچ چیزوں انگور، کھجور، گندم، جو اور شہد سے تیار کی جاتی تھی، (یاد رکھو کہ) شراب ہر وہ چیز ہے جو عقل پر پردہ ڈال دے۔(بخاری:5588)(8) ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:''اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے شراب اور اس کے پینے والے شخص پر، اور شراب کے پلانے والے پر، اور اس کے فروخت کرنے والے پر، اور اس کے نچڑوانے والے پر، اور نچوڑنے والے پر، اور اس کے اٹھانے والے پر، اور جس شخص کے لیے اٹھائی جائے (غرض سب پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے)۔''(مسند احمد:4786)(9) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جس نے دنیا میں شراب پی لی پھر توبہ نہ کی تو اس کو آخرت میں شراب (طہور، یعنی جنت کی پاکیزہ شراب) سے محروم کر دیا جائے گا۔''(بخاری:5575)

سوال2:﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ﴾''بلاشبہ اس میں یقیناً ان کے لیے نشانی ہے جو عقل رکھتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: یعنی اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو اس کی قدرت کاملہ کو خوب سمجھتے ہیں کیونکہ اس نے درختوں پر ایندھن سے مشابہت رکھنے والی چیزیں پیدا کیں جو ایک لذیذ پھل اور خوش ذائقہ میوہ بن جاتی ہیں۔اس کی رحمت عام اور بے پایاں ہے جو اس کے تمام بندوں پر سایہ کناں ہے، اللہ تعالیٰ نے اس رحمت کو سب کے لئے آسان کر دیا۔نیز وہ اکیلا ہی معبود برحق ہے کیونکہ ان نعمتوں کو عطا کرنے میں وہ یکتا ہے۔(تفسیر سعدی:2/1413،1414)

سوال3: پھلوں کی پیداوار سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: پھلوں کی پیداوار سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ جو رب مٹی اور پانی کو پھل میں بدل سکتا ہے وہ میرے جسم کو مٹی، میری روح، میری بے قیمت زندگی کو قدر و قیمت والا بنا سکتا ہے۔

﴿وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ (68)﴾

''اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی کہ کچھ پہاڑوں اور کچھ درختوں میں سے گھر بنا اور اس میں سے بھی جنہیں وہ چڑھاتے ہیں''۔(68)

سوال: ﴿وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ﴾ ''اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی کہ کچھ پہاڑوں اور کچھ درختوں میں سے گھر بنا اور اس میں سے بھی جنہیں وہ چڑھاتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ﴾ ''اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی'' یہاں وحی سے حکم، الہام، ہدایت، ارشاد اور توفیق مراد ہے۔ اس کے دل میں یہ بات پیدا کردی گئی کہ پہاڑوں، درختوں اور بیلوں میں اپنے چھتے بنائے، ان میں رہے سہے اور درختوں اور بیلوں میں بھی۔ (مختصر ابن کثیر: 999/1) (2) اس چھوٹی سی شہد کی مکھی میں غور و فکر کرنے والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔ یہ چھوٹا سا جانور اپنے اندر تخلیق کے بہت سے راز رکھتا ہے۔ (3) اللہ تعالیٰ نے حیرت انگیز طریقے سے شہد کی مکھی کی راہ نمائی فرمائی ہے۔ (4) ﴿اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ﴾ ''کہ کچھ پہاڑوں اور کچھ درختوں میں سے گھر بنا اور اس میں سے بھی جنہیں وہ چڑھاتے ہیں'' اللہ رب العزت نے شہد کی مکھی کو چھتے بنانے کا حکم دیا ہے۔ یہ گھر درختوں، بیلوں اور پہاڑوں میں بنائے جاتے ہیں۔ (5) شہد کی مکھیوں کے چھتے میں زندگی اور ان کا شہد بنانا عمل کے اعتبار سے بے حد دل پسند ہے۔ (6) شہد کی مکھیاں جو چھتہ تعمیر کرتی ہیں اس میں تیس ہزار مکھیاں رہ سکتی ہیں۔ وہ مل جل کر کام کرتی ہیں اور اپنے لعاب سے چھتے میں چھوٹے چھوٹے ایک برابر کے خانے بنالیتی ہیں۔

﴿ثُمَّ کُلِیْ مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُکِیْ سُبُلَ رَبِّکِ ذُلُلًا ؕ یَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ (69)﴾

''پھر ہر قسم کے پھلوں سے کھاؤ۔ پھر اپنے رب کے مسخر کیے ہوئے راستوں پر چلو، ایک شربت اس کے پیٹ سے نکلتا ہے جس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں، اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے، بلاشبہ اس میں یقیناً ان کے لئے ایک نشانی ہے جو غور و فکر کرتے ہیں''۔(69)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال1:﴿ثُمَّ كُلِي مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا﴾ ''پھر ہر قسم کے پھلوں سے کھاؤ۔ پھر اپنے رب کے مسخر کیے ہوئے راستوں پر چلو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ثُمَّ كُلِي مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ﴾ ''پھر ہر قسم کے پھلوں سے کھاؤ'' اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کی راہ نمائی کی ہے۔ اس نے پھولوں کا رس چوسنے کے لیے پھلواریوں کے انتظامات کیے۔(2)﴿فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا﴾ ''پھر اپنے رب کے مسخر کیے ہوئے راستوں پر چلو'' رب العزت نے مکھی کو پھلواریوں کی طرف جانے اور واپس لوٹنے کے لیے وحی کی۔ جب مکھی دن میں سورج کی طرف اڑتی ہے تو وہ اپنی صحیح پوزیشن سمجھ جاتی ہے۔

سوال2:﴿يَخْرُجُ مِنْ م بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ﴾ ''ایک شربت اس کے پیٹ سے نکلتا ہے جس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں، اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿يَخْرُجُ مِنْ م بُطُوْنِهَا﴾ ''ایک شربت اس کے پیٹ سے نکلتا ہے'' یعنی شہد کی مکھیوں کے پیٹ سے نکلتا ہے(2)﴿شَرَابٌ﴾ شربت یعنی شہد۔(3)﴿مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ﴾ ''جس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں'' اس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں، سرخ، سنہری، سیاہ۔ یہ رنگ زمین اور پھلواریوں کے مطابق ہوتے ہیں۔(4)﴿فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ﴾ ''اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے'' شہد میں لوگوں کے بہت سے امراض کے لیے شفا رکھی گئی ہے۔(5) شہد اس شکر سے مل کر بنتا ہے جو گلوکوز یا اس قدرتی شکر سے حاصل ہوتی ہے جو معدنیات مثلاً میگنیشیم، پوٹاشیم، کیلشیم، سوڈیم، سلفر، لوہے اور فاسفیٹ سے حاصل ہوتی ہے۔(6) شہد میں حراروں کی سطح کم ہوتی ہے اس لیے وزن میں اضافہ نہیں کرتا۔(7) یہ خون کے اندر تیزی سے حل ہو جاتا ہے۔(8) یہ خون بنانے میں مدد دیتا ہے۔(9) یہ خون کو صاف کرتا ہے۔(10) یہ بیکٹیریا کو جگہ نہیں دیتا۔(11) شہد معدے کا دوست ہے۔(12) سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی میں بھلائی ہے تو پچھنا لگوانے یا شہد پینے اور آگ سے داغنے میں ہے اگر وہ مرض کے مطابق ہوں اور میں آگ سے داغنے کو پسند نہیں کروں گا۔(صحیح بخاری:5683)(13) سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرا بھائی پیٹ کی تکلیف میں مبتلا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ انہیں شہد پلا۔ پھر دوسری مرتبہ وہی صحابی حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے اس مرتبہ بھی شہد پلانے کے لیے کہا، وہ پھر تیسری مرتبہ آیا اور عرض کیا کہ (حکم کے مطابق) میں نے عمل کیا (لیکن شفا نہیں ہوئی) نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سچا ہے اور تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے، انہیں پھر شہد پلا۔ چنانچہ انھوں نے شہد پھر پلایا اور اسی سے وہ تندرست ہو گیا۔(مسلم:5684)(14) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ ان کے گھر والوں میں سے جب کسی کا انتقال ہو جاتا تو اس کی تعزیت کے لیے عورتیں جمع ہو کر چلی جاتیں اور ان کے گھر والے اور خواص ہی باقی رہ جاتے تو سیدہ ہانڈی میں شہد اور دودھ ملا کر حریرہ پکانے کا حکم دیتیں۔ جب وہ پک جاتا تو ثرید بنایا جاتا۔ پھر ثرید پر یہ دودھ اور شہد کا حریرہ ڈال دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتا، پھر فرماتیں اس میں سے کھاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے: دودھ اور شہد ملا حریرہ مریض کے دل کو خوش کرتا ہے اور رنج اور غم کو دور کرتا ہے۔ (مسلم: 5769) (15) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو شیرینی اور شہد بہت پسند تھا۔ (صحیح بخاری: 5682)

سوال3: ﴿ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ﴾ ''بلاشبہ اس میں یقیناً ان کے لئے ایک نشانی ہے جو غور وفکر کرتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ ﴾ ''بلاشبہ اس میں'' یقیناً اس شہد کی مکھی میں۔ (2) ﴿ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ﴾ ''یقیناً ان کے لئے ایک نشانی ہے جو غور وفکر کرتے ہیں'' اس میں غور وفکر کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ غور وفکر کرنے والوں کے لیے خالق کی عظمت وقدرت کی تسخیر کی بڑی نشانیاں ہیں۔ (3) شہد کی مکھی کے گھر بنانے میں بہت سی نشانیاں ہیں۔ اس کے پھولوں کا رس چوسنے جانے کے لیے میلوں کا سفر کرنے میں اور واپس گھر کی طرف لوٹنے کی تعلیم میں، خود شہد میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بہت سی نشانیاں ہیں اور اس میں بہت سے امراض کی شفا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر کمال درجے کی رحمت کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کون ان چیزوں کو بنا سکتا ہے اور ان کی جبلت میں فطری تعلیم رکھ سکتا ہے۔

﴿وَاللّٰهُ خَلَقَکُمْ ثُمَّ یَتَوَفّٰکُمْ وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّرَدُّ اِلٰۤی اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِکَیْ لَا یَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَیْـًٔا اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ (70)﴾

''اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا ہے پھر وہی تمہیں موت دیتا ہے اور تم میں سے کوئی نکمی عمر کو لوٹا دیا جاتا ہے تاکہ وہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا، پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے''۔ (70)

سوال1: ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَکُمْ ثُمَّ یَتَوَفّٰکُمْ ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا ہے پھر وہی تمہیں موت دیتا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) یہ آیت اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت، اس کے علم، اس کی حکمت، اس کی رحمت کی دلیل ہے جو اس کی عبادت کو لازم کرتی ہے۔ (2) اللہ تبارک وتعالیٰ خبر دیتا ہے کہ وہی ہے جس نے بندوں کو پیدا کیا اور ان کو تخلیق کے ایک مرحلے سے دوسرے مرحلے میں داخل کیا اور جب وہ اپنی مدت مقررہ پوری کر لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو وفات دے دیتا ہے۔ (تفسیر سعدی: 2/1414)

سوال2: ﴿وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّرَدُّ اِلٰۤی اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِکَیْ لَا یَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَیْـًٔا ﴾ ''اور تم میں سے کوئی نکمی عمر کو لوٹا دیا جاتا ہے تاکہ وہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّرَدُّ اِلٰۤی اَرْذَلِ الْعُمُرِ ﴾ ''اور تم میں سے کوئی نکمی عمر کو لوٹا دیا جاتا ہے'' اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو جلدی وفات

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دے دیتا ہے اور کچھ کو بڑھاپے تک پہنچاتا ہے۔ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن کے ہوش وحواس قائم نہیں رہتے۔ (2) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ م بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ م بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَيْبَةً ط يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ج وَ هُوَالْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ﴾ " اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں کمزوری سے پیدا کیا، پھر اس کمزوری کے بعد تمہیں قوت دی پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا بنا دیا، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہی سب کچھ جاننے والا، پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے۔" (الروم:54) (3) اس عمر میں انسان ظاہری اور باطنی قویٰ کی کمزوری کا شکار ہو جاتا ہے یہاں تک کہ عقل بھی، جو کہ انسان کا جوہر ہے، اس سے متاثر ہوتی ہے، اس کی عقل کی کمزوری میں اضافہ ہوتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ ان تمام چیزوں کو بھول جاتا ہے جو اسے معلوم تھیں، اس کی عقل بچے کی عقل کی مانند ہو جاتی ہے۔ (تفسیر سعدی:2/1414،1415) (4) ﴿لِكَیْ لَا یَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَیْئًا﴾ " تاکہ وہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے" رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِی الْخَلْقِ ط اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ﴾ "اور جس شخص کو ہم زیادہ عمر دیتے ہیں، ہم اسے ساخت میں الٹ دیتے ہیں تو کیا وہ نہیں سمجھتے؟" (یٰس:68) (5) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ دعا کیا کرتے تھے: ﴿اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْكَسَلِ وَاَرْذَلِ الْعُمُرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ،وَفِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ﴾ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخل سے، سستی سے، ارذل عمر سے (نکمی اور خراب عمر 80 یا 90 سال کے بعد) عذاب قبر سے، دجال کے فتنے سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے۔ (بخاری:4707) (6) نکمی عمر سے محفوظ رہنے کی دعا: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ اَنْ اُرَدَّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْیَایَعْنِی فِتْنَةَ الدَّجَّالِ وَاَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ﴾ "اے اللہ! میں بزدلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور بخل سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ نکمی عمر کی طرف لوٹایا جاؤں اور میں دنیا کے فتنے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔" (بخاری:6365)

سوال3: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ﴾ "یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا، پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے" کی وضاحت کریں؟

جواب: یعنی اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت نے تمام اشیاء کا احاطہ کر رکھا ہے۔ یہ چیز بھی اللہ تعالیٰ کے دست قدرت کے تحت ہی ہے کہ آدمی تخلیق کے ایک مرحلے سے دوسرے مرحلے میں داخل ہوتا ہے۔ (تفسیر سعدی:2/1414،1415) جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ م بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ م بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَيْبَةً ط يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ج وَ هُوَالْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ﴾ " اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں کمزوری سے پیدا کیا، پھر اس کمزوری کے بعد تمہیں قوت دی پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا بنا دیا، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہی سب کچھ جاننے والا، پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے۔" (الروم:54)

رکوع نمبر 16

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ج فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ط اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ(71)﴾

''اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک دوسرے پر رزق میں فضیلت دی ہے، تو جن لوگوں کو فضیلت دی گئی وہ اپنا رزق ان پر لوٹا دینے والے نہیں ہیں جن کے مالک ان کے دائیں ہاتھ ہیں کہ پھر وہ اس میں برابر ہو جائیں تو کیا وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں؟''(71)

سوال1: ﴿وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک دوسرے پر رزق میں فضیلت دی ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاللّٰهُ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ'' یعنی تم مخلوق ہو اور وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے جو تمہیں رزق دیتا ہے۔ (2) یہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور شرک کی قباحت پر دلیل ہے۔ (3) ﴿فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ﴾ ''تمہیں ایک دوسرے پر رزق میں فضیلت دی ہے'' اللہ تعالیٰ نے تمہیں رزق کے معاملے میں مختلف رکھا ہے۔ کسی کو اس نے مال و دولت سے نوازا ہے اور کسی کو مال سے محروم رکھا ہے، کوئی آزاد اور کوئی غلام ہے۔ دنیا میں کوئی کسی چیز کا مالک نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی مالک ہے۔ وہی رزق کے اور سارے فیصلے کرتا ہے۔ کسی سے روکتا اور کسی کو عطا کرتا ہے۔

سوال2: ﴿فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ﴾ ''تو جن لوگوں کو فضیلت دی گئی وہ اپنا رزق ان پر لوٹا دینے والے نہیں ہیں جن کے مالک ان کے دائیں ہاتھ ہیں کہ پھر وہ اس میں برابر ہو جائیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ''تو جن لوگوں کو فضیلت دی گئی وہ اپنا رزق ان پر لوٹا دینے والے نہیں ہیں جن کے مالک ان کے دائیں ہاتھ ہیں کہ پھر وہ اس میں برابر ہو جائیں'' رب العزت نے فرمایا ہے کہ دیکھو تمہیں یہ بات پسند نہیں ہے کہ تمہارے غلام روزی میں تمہارے برابر ہو جائیں پھر اللہ تعالیٰ اپنی عبادت اور تعظیم میں اپنے غلاموں کی برابری کو کیسے برداشت کر سکتا ہے؟ (2) رب العزت نے فرمایا: ﴿ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ط هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ط كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تمہاری اپنی ذات سے ایک مثال بیان کی ہے، کیا تمہارے غلاموں میں سے کوئی اُس رزق میں تمہارے شریک ہیں جو ہم نے تمہیں دے رکھا ہے کہ تم اُس میں برابر ہو؟ تم ایک دوسرے سے ڈرنے کی طرح اُن سے بھی ڈرتے ہو؟ اسی طرح ہم آیات کھول کر بیان کرتے ہیں اُن لوگوں کے لیے جو سمجھتے ہیں''۔ (الروم:28)

سوال3: ﴿اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ﴾ ''تو کیا وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1) تو کیا وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں'' کیا یہ سب سے بڑا ظلم اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار نہیں ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اس کا شریک ٹھہراتے ہو۔(2) اگر انہوں نے ان نعمتوں کا اقرار کیا ہوتا اور ان کو اس ہستی کی طرف منسوب کیا ہوتا جو اس کی مستحق ہے تو یہ کبھی شرک نہ کرتے۔(3) اس سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیئے مال میں سے دوسروں کے لیے نذریں اور نیازیں نکالتے ہیں اور یوں نعمت کا انکار کرتے ہیں۔

سوال 4: اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق میں کمی یا برتری کیوں رکھی جاتی ہے؟

جواب:(1) رزق میں برتری یا رزق میں کمی اتفاقی طور پر نہیں ہوتی بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت کے مطابق ہے۔(2) رزق میں فرق اللہ تعالیٰ کی گہری حکمت کے مطابق ہے۔(3) بعض اوقات رزق میں فراوانی آزمائش ہوتی ہے۔(4) بعض اوقات رزق کی کمی میں حکمت ہوتی ہے۔ (5)﴿وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴾''اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا رزق کشادہ کر دیتا تو وہ زمین میں سرکش ہو جاتے لیکن وہ ایک اندازے سے نازل کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے، یقیناً وہ اپنے بندوں سے خوب باخبر، خوب دیکھنے والا ہے۔'' (الشوریٰ:27)(6) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ایک رسالہ لکھا کہ اپنی روزی پر قناعت اختیار کرو اللہ تعالیٰ نے ایک کو ایک سے زیادہ امیر رکھا ہے یہ بھی اس کی طرف سے آزمائش ہے کہ وہ دیکھے کہ امیر کس طرح شکر الٰہی ادا کرتے ہیں اور جو حقوق دوسروں کے ان پر جناب باری نے مقرر کئے ہیں کہاں تک انہیں ادا کرتے ہیں۔(ابن کثیر:139/3)

﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ(72)﴾

''اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تم ہی میں سے بیویاں بنائیں اور تمہارے لیے تمہاری بیویوں سے بیٹے اور پوتے بنائے اور اس نے تمہیں پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا تو کیا پھر بھی باطل پر وہ ایمان رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا وہ انکار کرتے ہیں؟'' (72)

سوال 1:﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تم ہی میں سے بیویاں بنائیں اور تمہارے لیے تمہاری بیویوں سے بیٹے اور پوتے بنائے اور اس نے تمہیں پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تم ہی میں سے بیویاں بنائیں'' اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر جو عظیم احسان فرمایا اس کا ذکر ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری جنس سے بیویاں عطا کیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو۔ رب العزت نے فرمایا﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ﴾ ”اوراس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری جنس ہی سے بیویاں پیدا کیں تا کہ تم ان سے سکون حاصل کرسکو اوراس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھ دی، بلاشبہ اس میں یقیناً ان لوگوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں جو غور وفکر کرتے ہیں۔“ (الروم:21)(2) ﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْکُنَ اِلَیْهَا ج فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ج فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحًا لَّنَکُوْنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیْنَ﴾ ”وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اوراسی سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ وہ اس کی طرف سکون پائے، پھر جب اس نے اس (بیوی) کو ڈھانپ لیا تو اس نے ایک ہلکا سا حمل اٹھالیا، پھر وہ اس کو لے کر چلتی پھرتی رہی پھر جب وہ بوجھل ہوگئی تو ان دونوں نے اللہ تعالیٰ اپنے رب سے دعا کی: ”اگر تو نے ہمیں تندرست بچہ عطا کیا تو ہم ضرور شکر کرنے والوں میں سے ہوں گے۔“ (الاعراف:189)(3) اگر انسانوں کی بیویاں کسی اور جنس میں ہوتیں تو وہ محبت اور رغبت کیسے ہوسکتی تھی؟ (4) ﴿وَّجَعَلَ لَکُمْ مِّنْ اَزْوَاجِکُمْ بَنِیْنَ وَحَفَدَةً﴾ ”اور تمہارے لیے تمہاری بیویوں سے بیٹے اور پوتے بنائے“ اللہ تعالیٰ نے دوسرے احسان کا ذکر فرمایا کہ تمہیں بیویوں سے اولاد عطا کی اور ان سے پوتے دیئے تا کہ تمہیں آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل ہو اور یہ اولاد تمہاری خدمت کرے اور ہر طرح کی خیر خواہی کرے۔ اس جملے میں بیٹوں کے ساتھ پوتوں کا ذکر فرمانے میں اس طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ اس جوڑے بنانے کا اصل مقصد نسل انسانی کی بقاء ہے کہ اولاد پھر اولاد کی اولاد ہوتی ہے تو یہ انسان کی بقاء نوعی کا سامان ہوا۔ (تفسیر معارف القرآن:5/377)(5) ﴿وَّرَزَقَکُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ﴾ ”اور اس نے تمہیں پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا“ یعنی تمہیں مشروب اور نفیس حلال غذائیں کھانے کو دیں۔ تمہیں کتنی نعمتیں دیں جن کا شمار کرنا تمہارے بس میں نہیں ہے۔

سوال2: ﴿اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ یَکْفُرُوْنَ﴾ ”تو کیا پھر بھی باطل پر وہ ایمان رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا وہ انکار کرتے ہیں“ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ﴾ ”تو کیا پھر بھی باطل پر وہ ایمان رکھتے ہیں“ باطل سے مراد وہ چیز ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ (الاساس:6/2959)(2) قتادہ نے فرمایا: کیا وہ شرک کرتے ہیں۔ (الدرالمنثور:4/234)(3) باطل معبود تخلیق، رزق اور تدبیر کسی چیز پر بھی قادر نہیں اور یہ بات ہر اس چیز کو شامل ہے جس کی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی جاتی ہے کیونکہ وہ باطل ہے۔ تب مشرکین اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان کو کیسے معبود بنا لیتے ہیں؟ (تفسیر سعدی:2/1416)(4) ﴿وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ یَکْفُرُوْنَ﴾ ”اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا وہ انکار کرتے ہیں“ یعنی انسان بڑا ہی ناشکرا ہے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو دیوی دیوتاؤں کے نام کرتا ہے۔ کیا یہ سب سے بڑا جرم، سب سے بڑا گناہ، سب سے بڑا ظلم نہیں ہے؟ (5) ابن جریج نے کہا: اللہ تعالیٰ کی نعمت محمد ﷺ پر ہے، جس کا مشرک انکار کرتے ہیں۔

سوال3: انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کیسے کرتے ہیں؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1) انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو غیر اللہ سے منسوب کرتا ہے۔(2) مشرک اسے بتوں اور دوسری ہستیوں کے نام منسوب کرتے ہیں۔(3) ملحد اسے فطرت کا نظام قرار دیتے ہیں۔(4) نعمتوں کی ناشکری خودساختہ خیالات کی وجہ سے ہوتی ہے۔

﴿وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَمْلِکُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَیْئًا وَّلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ(73)﴾

''اور اللہ تعالیٰ کے سوا وہ ان کی عبادت کرتے ہیں جو ان کے لیے نہ آسمانوں سے کسی رزق کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ زمین سے اور نہ وہ کر ہی سکتے ہیں۔''(73)

سوال:﴿وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَمْلِکُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَیْئًا وَّلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ﴾''اور اللہ تعالیٰ کے سوا وہ ان کی عبادت کرتے ہیں جو ان کے لیے نہ آسمانوں سے کسی رزق کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ زمین سے اور نہ وہ کر ہی سکتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾''اور اللہ تعالیٰ کے سوا وہ ان کی عبادت کرتے ہیں'' مشرک اللہ تعالیٰ کے سوا دوسری مخلوق کی عبادت کرتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ عطا کرنے والا ہے۔(2)﴿مَا لَا یَمْلِکُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَیْئًا﴾''جو ان کے لیے نہ آسمانوں سے کسی رزق کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ زمین سے'' مشرکوں کے بت اور دوسری ہستیاں جن کو وہ پوجتے ہیں ان کو زمین اور آسمان سے ذرا سا رزق بھی نہیں دلا سکتے۔ نہ وہ زندگی اور موت پر اختیار رکھتے ہیں نہ وہ نفع نقصان پہنچانے پر۔(3) رب العزت نے فرمایا:﴿اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَکَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ﴾''یا وہ کون ہے جو تمہیں رزق دے اگر وہ اپنا رزق روک لے؟ بلکہ وہ سرکشی اور گریز پر اڑے ہوئے ہیں۔''(الملک:21)(4)﴿قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِیًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّیْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ﴾''آپ کہہ دیں: کیا میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو دوست بناؤں؟ جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی کھلاتا ہے اور اسے کھلایا نہیں جاتا، آپ کہہ دیں: یقیناً مجھے تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا ہوں جو اسلام لائے اور آپ ہرگز مشرکوں میں سے نہ بنیں''۔(الانعام:14)(5)﴿اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ﴾ بلا شبہ اللہ تعالیٰ ہی بے حد رزق دینے والا، طاقت والا، نہایت مضبوط ہے۔(الذاریات: 58)(6)﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ یَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ﴾'' اے لوگو! اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو، کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور خالق بھی ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہو؟ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم کہاں سے بہکائے جاتے ہو؟''(فاطر:3)(7)﴿وَّلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ﴾''اور نہ وہ کر ہی سکتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں"(i) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رزق نہیں دے سکتا۔(ii) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی قدرت نہیں رکھ سکتا۔(iii) اس لیے کسی اور کی عبادت نہیں کی جا سکتی۔(8) ﴿اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ "اللہ تعالیٰ کی بجائے تم بتوں کی عبادت کرتے ہو اور تم جھوٹ گھڑتے ہو، یقیناً اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ تمہیں رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے سو اللہ تعالیٰ کے پاس سے رزق تلاش کرو اور اس کی عبادت کرو اور اسی کا شکر ادا کرو اسی کی طرف تم واپس لائے جاؤ گے۔" (العنکبوت:17)

﴿ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (74)﴾

"پس تم اللہ تعالیٰ کے لیے مثالیں نہ بیان کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو"۔(74)

سوال1: ﴿ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ﴾ "پس تم اللہ تعالیٰ کے لیے مثالیں نہ بیان کرو" کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ﴾ "پس تم اللہ تعالیٰ کے لیے مثالیں نہ بیان کرو" بے شک اللہ تعالیٰ ایک ہے، وہ بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنا، نہ وہ کسی سے جنا گیا اور اس کے ہم سر جیسا بھی کوئی نہیں۔(فتح القدیر:227/3)(2) انسان اللہ تعالیٰ کی اولاد بناتا ہے کہ جیسے ہماری اولاد ہے ایسے اللہ تعالیٰ کی بھی اولاد ہے۔(3) انسان اللہ تعالیٰ کے سفارشی بناتا ہے یہ سمجھتے ہوئے کہ جیسے ہمارے یہاں بڑے لوگوں تک پہنچنے کے لیے کچھ سفارشی ہوتے ہیں ایسے ہی اللہ تعالیٰ کے بھی سفارشی ہوتے ہیں۔

سوال2: انسان مثالیں کیوں گھڑتا ہے؟

جواب: انسان عقیدے میں خرابی کی وجہ سے مثالیں گھڑتا ہے۔

سوال3: ﴿اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ "یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو" کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ﴾ "یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے" یقیناً اللہ تعالیٰ شرک کی نحوست کو جانتا ہے اور وہ گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کا حق نہیں رکھتا لیکن آپ لوگ جہالت کی وجہ سے غیروں کو شریک کر رہے ہو۔(2) ﴿وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ "اور تم نہیں جانتے ہو" تم شرک اور اس کی نحوست کے انجام کو نہیں جانتے۔(3) پس ہم پر واجب ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بارے میں بلا علم کوئی بات نہ کہیں اور ان مثالوں کو غور سے سنیں جن کو اللہ علیم و خبیر نے بیان کیا ہے۔(تفسیر سعدی:1417/2)

﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا یَقْدِرُ عَلٰى شَیْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ یُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ؕ هَلْ یَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (75)﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”اللہ تعالیٰ نے ایک غلام کی مثال بیان کی ہے وہ کسی چیز پر اختیار نہیں رکھتا اور ایک شخص وہ ہے جسے ہم نے اپنی جناب سے اچھا رزق دیا ہے تو وہ اس میں سے پوشیدہ اور اعلانیہ خرچ کرتا ہے کیا وہ دونوں برابر ہیں؟ سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے، بلکہ ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔“ (75)

سوال 1: ﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ۭ هَلْ يَسْتَوٗنَ﴾ ”اللہ تعالیٰ نے ایک غلام کی مثال بیان کی ہے وہ کسی چیز پر اختیار نہیں رکھتا اور ایک شخص وہ ہے جسے ہم نے اپنی جناب سے اچھا رزق دیا ہے تو وہ اس میں سے پوشیدہ اور اعلانیہ خرچ کرتا ہے کیا وہ دونوں برابر ہیں“؟ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا﴾ اللہ تعالیٰ نے کافر کی مثال بیان کی ہے۔ (2) ﴿عَبْدًا مَّمْلُوْكًا﴾ جو کسی دوسرے کا غلام ہے۔ (3) ﴿لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ﴾ ”وہ کسی چیز پر اختیار نہیں رکھتا“ جو مال کا مالک ہے نہ دنیا میں کسی چیز کا۔ وہ نہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت والے کام کرتا ہے اور نہ کوئی بھلائی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں وہ کچھ بھی خرچ نہیں کرتا۔ (4) ﴿وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا﴾ ”اور ایک شخص وہ ہے جسے ہم نے اپنی جناب سے اچھا رزق دیا ہے تو وہ اس میں سے پوشیدہ اور اعلانیہ خرچ کرتا ہے“ دوسرا شخص آزاد، دولت مند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بہترین رزق عطا کیا ہے۔ وہ سخی ہے، بھلائی کے کاموں کو پسند کرتا ہے، کھلے اور چھپے مال خرچ کرتا ہے۔ (5) ﴿هَلْ يَسْتَوٗنَ﴾ ”کیا وہ دونوں برابر ہیں“ کیا یہ دونوں غلامی اور آزادی میں برابر ہو سکتے ہیں؟ (6) یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور ان میں مساوات ممکن ہے۔ جب یہ دونوں مخلوق ہوتے ہوئے برابر نہیں تو ایک مخلوق اور غلام جو نہ قدرت اور اختیار رکھتا ہے اور ہر اعتبار سے محتاج ہے وہ اس رب کے برابر کیسے ہو سکتا ہے جو سارے جہان کا مالک اور ہر چیز پر قادر ہے؟

سوال 2: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ”سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے، بلکہ ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے“ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ ”سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے“ اللہ تعالیٰ کے لیے ہی کامل اور خالص حمد ہے۔ (2) ﴿بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ”بلکہ ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے“ اکثر لوگ اس حقیقت کا علم نہیں رکھتے کہ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ اگر لوگوں کو اس کا علم ہوتا تو وہ شرک کا ارتکاب کبھی نہ کرتے۔

﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (76)﴾

”اور اللہ تعالیٰ نے دو آدمیوں کی مثال بیان کی، ان میں سے ایک گونگا ہے جو کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا اور وہ اپنے آقا پر بوجھ ہے وہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جہاں بھی اسے بھیجتا ہے وہ کوئی بھلائی نہیں لاتا، کیا برابر ہے وہ اور جو انصاف کا حکم دیتا ہے اور وہ سیدھے راستے پر ہے؟'' (76)

سوال 1: ﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً رَّجُلَيۡنِ اَحَدُهُمَآ اَبۡكَمُ لَا يَقۡدِرُ عَلٰى شَىۡءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوۡلٰٮهُ ۙ اَيۡنَمَا يُوَجِّههُّ لَا يَاۡتِ بِخَيۡرٍ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے دو آدمیوں کی مثال بیان کی، ان میں سے ایک گونگا ہے جو کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا اور وہ اپنے آقا پر بوجھ ہے وہ جہاں بھی اسے بھیجتا ہے وہ کوئی بھلائی نہیں لاتا'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً رَّجُلَيۡنِ﴾ '' اور اللہ تعالیٰ نے دو آدمیوں کی مثال بیان کی ہے'' جن کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ یہ کافر اور مومن کی مثال ہے۔ (مختصر ابن کثیر: 1/1003) (2) ﴿اَحَدُهُمَآ اَبۡكَمُ﴾ ''ان میں سے ایک گونگا ہے'' گونگا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ نہیں سن سکتا۔ (3) ﴿لَا يَقۡدِرُ عَلٰى شَىۡءٍ﴾ ''جو کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا'' جو کسی کام پر اختیار نہیں رکھتا۔ وہ نہ کسی کی بات سن سکتا ہے کہ جواب دے سکے، نہ کسی سے کچھ کہہ سکتا ہے کہ کچھ کروالے۔ وہ کچھ کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ (4) ﴿وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوۡلٰٮهُ﴾ ''اور وہ اپنے آقا پر بوجھ ہے'' وہ اپنے کام کرنے کی طاقت نہیں رکھتا بلکہ اپنے مالک کی خدمت کرنے سے بھی قاصر ہے۔ اس طرح وہ اپنے مالک پر بوجھ ہے۔ (5) ﴿اَيۡنَمَا يُوَجِّههُّ لَا يَاۡتِ بِخَيۡرٍ﴾ ''وہ جہاں بھی اسے بھیجتا ہے وہ کوئی بھلائی نہیں لاتا'' کیونکہ اسے جو کچھ کہا جاتا ہے وہ سمجھ نہیں سکتا اور اپنا مافی الضمیر بیان نہیں کرسکتا۔ نہ وہ بات سمجھا سکتا ہے اور نہ اس کی بات سمجھی جاسکتی ہے اس لیے وہ کوئی بھلائی کرنے پر قدرت نہیں رکھتا۔ ﴿هَلۡ يَسۡتَوِىۡ هُوَ﴾ ''کیا برابر ہے وہ'' یقیناً دو لوگ برابر نہیں ہوسکتے۔

سوال 2: ﴿وَمَنۡ يَّاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ﴾ ''اور وہ جو انصاف کا حکم دیتا ہے اور وہ سیدھے راستے پر ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ایک وہ جو انصاف کے ساتھ حکم کرتا ہے اور اس کے کام درست ہیں اور دوسرا وہ جو مالک پر بھی بوجھ ہے تو کیا بے نفع اور کامل نفع مند برابر ہوسکتے ہیں؟ (2) اسی طرح اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی عبادت کی جاتی ہے نہ وہ سن سکتے ہیں، نہ مصالح پر اختیار رکھتے ہیں۔ (3) اگر اللہ تعالیٰ ان کے لیے انتظام نہ کرے۔ (4) اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے شرکاء کے بے حقیقت ہونے کو ثابت کیا ہے۔ گونگے غلام کے ذریعے یہ سمجھایا گیا ہے کہ جو کچھ کہنے کی قدرت نہیں رکھتا اور مالک پر بوجھ ہے وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے برابر کیسے ہوسکتا ہے جو کہ قادر ہے اور علیم ہے، جو معروف کا حکم دیتا ہے اور منکر سے روکتا ہے؟

رکوع نمبر 17

﴿وَلِلّٰهِ غَيۡبُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَمَاۤ اَمۡرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمۡحِ الۡبَصَرِ اَوۡ هُوَ اَقۡرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ (77)﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اور آسمانوں اور زمین کا غیب اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے اور قیامت کا معاملہ پلک جھپکنے جیسا ہے یا وہ اس سے بھی زیادہ قریب ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے''۔(77)

سوال1:﴿وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾''اور آسمانوں اور زمین کا غیب اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)''اور آسمانوں اور زمین کا غیب اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے''یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ آسمانوں اور زمین کے غیب کا علم رکھنے میں منفرد اور یکتا ہے،پس چھپی ہوئی باطن کی باتیں اور اسرار نہاں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔(تفسیر سعدی:1418/2)(2)غیب اللہ تعالیٰ کا وہ نظام ہے جو ظاہر نظر آنے والی دنیا کے پیچھے چھپا ہوا ہے۔غیبی نظام کی حقیقت یہ ہے کہ:(i)غیبی نظام موجود ہے۔(ii)اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے۔(iii)انسان غیبی نظام کو نہیں دیکھ سکتا۔(iv)اللہ تعالیٰ کے لیے کچھ بھی غیب نہیں ہے۔(v)آسمان وزمین میں غیبی چیزیں بے شمار ہیں۔ان ہی میں قیامت کا علم بھی ہے۔

سوال2:﴿وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ﴾''اور قیامت کا معاملہ پلک جھپکنے جیسا ہے یا وہ اس سے بھی زیادہ قریب ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ﴾''اور قیامت کا معاملہ''یعنی قیامت بھی اللہ تعالیٰ کے غیب میں سے ہے۔اس گھڑی کا علم بھی اس کے سوا کسی کو نہیں۔کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کی گھڑی کب آئے گی۔(2)﴿اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ﴾''پلک جھپکنے جیسا ہے یا وہ اس سے بھی زیادہ قریب ہے''یعنی قیامت واقع ہونے میں آنکھ جھپکنے جتنا بھی وقت نہیں لگے گا جیسا کہ رب العزت نے فرمایا﴿وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحِ الْبَصَرِ﴾''اور ہمارا حکم ایک ہی بار پلک جھپکنے کی طرح ہوتا ہے''۔(القمر:50)(3)سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:''دو آدمی کپڑا اچھائے سودا بازی کر رہے ہوں گے اور ابھی وہ اس سودا بازی اور کپڑا لپیٹنے سے فارغ نہ ہوں گے کہ قیامت آجائے گی اور ایک آدمی اونٹنی کا دودھ لے کر جا رہا ہوگا اور ابھی یہ اسے پینے نہ پائے گا کہ قیامت آجائے گی اور ایک آدمی اپنا حوض لیپ پوت رہا ہوگا لیکن ابھی نہ اس میں پانی بھرا جائے گا اور نہ پیا جائے گا کہ قیامت آجائے گی۔اور ایک آدمی کھانے کا نوالہ اپنے منہ کی طرف اٹھائے گا اور ابھی اس نے وہ منہ میں نہ ڈالا ہوگا کہ قیامت آجائے گی''۔(بخاری)(4)جب قیامت آئے گی تو مہلت کا وقت ختم ہو جائے گا اور لوگ اپنی قبروں سے اٹھ کر حشر کے میدان کی طرف بھاگ کھڑے ہوں گے۔

سوال3:﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾''اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے،جو ہر چیز کو شامل ہے،مردوں کو زندہ کرنا کوئی انوکھی بات نہیں۔(تفسیر سعدی:1418/2)

﴿وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (78)﴾

''اور اللہ تعالیٰ نے تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے تمہیں نکالا کہ تم کچھ بھی جانتے نہ تھے اور اس نے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تا کہ تم شکر ادا کرو''۔(78)

سوال1:﴿وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے تمہیں نکالا کہ تم کچھ بھی جانتے نہ تھے اور اس نے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تا کہ تم شکر ادا کرو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے تمہیں نکالا'' اللہ تعالیٰ نے یہاں احسان عظیم یاد دلایا ہے کہ اس نے تمہیں ماؤں کے پیٹوں سے پیدا کیا۔(2)﴿لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا﴾ ''کہ تم کچھ بھی جانتے نہ تھے'' کہ تم کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے تھے اور نہ کچھ جانتے تھے۔(3)﴿وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ﴾ ''اور اس نے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے'' اللہ تعالیٰ نے ان تینوں اعضاء کا ان کے فضل و شرف کی بنا پر خاص طور پر ذکر کیا ہے، نیز اس خصوصیت کی وجہ یہ بھی ہے کہ یہ تینوں اعضاء ہر علم کی کلید ہیں۔صرف یہی تین دروازے ہیں جن کے ذریعے سے علم انسان تک پہنچتا ہے ورنہ تمام اعضاء اور تمام ظاہری اور باطنی قویٰ اللہ تعالیٰ ہی نے عطا کئے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کو نشو و نما دیتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اس حالت کو پہنچ جاتے ہیں جو انسان کے لائق ہوتی ہے۔یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے اس لیے عطا کیا ہے کہ وہ ان جوارح کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں استعمال کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔پس جو کوئی ان جوارح کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے علاوہ کہیں اور استعمال کرتا ہے تو یہ جوارح اس کے خلاف حجت ہوں گے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا بدترین رویے سے مقابلہ کرتا ہے۔(تفسیر سعدی:1419/2)(4)رب العزت نے فرمایا:﴿اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِى الصُّدُوْرِ﴾ ''تو کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ ان کے لیے ایسے دل ہوں جن سے وہ سمجھتے ہوں؟ یا ایسے کان ہوں جن سے وہ سنتے ہوں، پس یقیناً آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں لیکن وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔''(الحج:46)(5)﴿لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ ''تا کہ تم شکر ادا کرو'' اللہ تعالیٰ نے آنکھیں، کان اور دل، پردہ غیب میں چھپے ہوئے حقائق کے لیے کھڑکیاں بنادی ہیں تا کہ انسان چھپے ہوئے حقائق کا پتہ پالے تو اس کا دل اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا احساس کرے اور احسان مندی کے جذبے سے دل جھک جائے اور وہ رب کا شکر گزار بن جائے۔(6)رب العزت نے فرمایا:﴿قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ﴾ ''کہہ دو وہ (اللہ تعالیٰ) وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے لیے کان، آنکھیں اور دل بنائے، تم بہت کم شکر ادا کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو"۔ (الملک:23) (7) اللہ تعالیٰ نے آنکھیں، کان، اور دل اسی لیے دیئے ہیں کہ انسان ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا تمام عمر شکر ادا کرتا رہے۔

(8) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلانِ جنگ ہے اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے (یعنی فرائض مجھ کو بہت پسند ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کرکے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں، اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ کا طالب ہوتا ہے تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں اور میں جو کام کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ مجھے اپنے مومن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے۔ وہ تو موت کو بوجہ تکلیف جسمانی کے پسند نہیں کرتا اور مجھ کو بھی اسے تکلیف دینا برا لگتا ہے۔" (صحیح بخاری:6502) (9) رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ﴾ "آپ کہہ دو کہ کیا تم نے دیکھا کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری سماعت اور تمہاری بینائی لے لے اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا کون معبود ہے جو تمہیں یہ (نعمتیں) دلا دے؟ آپ دیکھیں ہم کس طرح آیات کو پھیر پھیر کر لاتے ہیں پھر بھی وہ منہ موڑ لیتے ہیں۔ (الانعام:46) (10) ﴿وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ﴾ "اور میرے بندوں میں سے بہت تھوڑے شکر گزار ہیں۔" (سبا:13)

سوال2: غیب کے تذکرے کے ساتھ ماں کے پیٹ کا ذکر کرنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب: ماں کا پیٹ بھی ایک غیبی جہان ہے۔ اگرچہ وہ انسان کے بالکل قریب ہوتا ہے لیکن اس میں بچے کی تشکیل کیسے ہوتی ہے، زندگی کہاں سے آتی ہے اس کا انسان کو اپنے محدود علم کی وجہ سے پتہ نہیں چلتا۔

﴿اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (79)﴾

"کیا انہوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا کہ آسمان کی فضا میں مسخر ہیں؟ انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں تھامتا بلاشبہ اس میں یقیناً نشانیاں ہیں ان کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں"۔ (79)

سوال1: ﴿اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ﴾ "کیا انہوں نے پرندوں کو نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیکھا کہ آسمان کی فضا میں مسخر ہیں؟ انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں تھامتا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ﴾ ''کیا انہوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا کہ آسمان کی فضا میں مسخر ہیں'' پرندوں کو اللہ تعالیٰ نے ایسی ہیئت میں پیدا کیا ہے جو ان کے فضا میں اڑنے کے لیے درست ہے۔ پھر ان کے لیے ہوا کو مسخر کیا، پھر ان کو اڑنے کی قوت اور وہ سب کچھ عطا کیا جس کی وجہ سے وہ اڑنے پر قدرت پاتے ہیں۔(2)﴿مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ﴾ ''انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں تھامتا'' فضا میں پرندوں کو اللہ تعالیٰ ہی اپنی قدرت سے روکے ہوئے ہے۔ رب العزت نے فرمایا:﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ ؕ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ ۭ بَصِيْرٌ﴾ ''اور کیا انہوں نے اپنے اوپر پرندوں کو نہیں دیکھا اس حال میں کہ وہ پر پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں اور کبھی سمیٹ لیتے ہیں رحمان کے سوا انہیں کوئی نہیں تھامتا، بلاشبہ وہ ہر چیز کو خوب دیکھنے والا ہے۔'' (الملک:19)

سوال2:﴿ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴾ ''بلاشبہ اس میں یقیناً نشانیاں ہیں ان کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ﴾ ''بلاشبہ اس میں یقیناً نشانیاں ہیں'' پرندوں کا فضا میں اڑنا اللہ تعالیٰ کی منصوبہ بندی کی وجہ سے ممکن ہوا۔ پرندے کے جسم کی بناوٹ سے ہی ہمارے ہوائی جہاز کو نقل کیا گیا ہے۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اڑنے کے لیے جو جسم درکار تھا وہی رب نے انہیں عطا کیا۔(2) پرندے کی پرواز کے لیے ہوا اسی طرح سے عطا کی گئی جیسے کشتی کے چلنے کے لیے سمندر کا پانی۔(3) پرندوں کے اڑنے کے لیے ہوا کا مسلسل زمین پر قائم رہنا ممکن بنایا گیا۔ اس لیے زمین کے اندر کشش رکھی گئی۔ اس کے بغیر پرندوں کا فضا میں اڑنا ممکن نہ ہوتا۔(2)﴿لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴾ ''ان کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں'' اہل ایمان ہی اللہ تعالیٰ کی آیات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ وہ ان میں غور وفکر کرتے ہیں اور کافر اللہ تعالیٰ کی آیات کو غفلت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔(3) پرندوں کے اڑنے میں دراصل اللہ تعالیٰ کا کائنات میں عمل نظر آتا ہے۔ مومن ان کی تخلیق میں پیدا کرنے والے رب کو پالیتا ہے۔ پرندوں کے اڑنے سے یہ یقین ملتا ہے کہ پرندوں کو اڑانے والا رب موجود ہے۔(4) قرآن مجید ایسے تمام مقامات پر ان محققین فاضلین کا کوئی بھی حصہ نہیں بتاتا، جو حیوانات پر کتابیں لکھتے ہیں، طیور وطیران پر علمی تحقیقات کرتے رہتے ہیں اور پرندوں کی ساخت، ترکیب وعادت کے ماہر فن سمجھے جاتے ہیں۔ ان مخلوقات کو اللہ تعالیٰ کی نشانیاں سمجھنے کی سعادت تو صرف اہل ایمان کے حصہ میں آئی ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایسا توکل کرتے جیسا کرنے کا حق ہے تو تم کو بھی اس طرح رزق دیا جاتا جس طرح پرندوں کو دیا جاتا ہے۔ وہ صبح کو خالی پیٹ جاتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔'' (ترمذی)(تیسیر القرآن 2: 539/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ م بُيُوْ تِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ(80)﴾

''اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے گھروں کو تمہارے لیے رہنے کی جگہ بنادیا اور اس نے چوپایوں کی کھالوں سے تمہارے لیے ایسے گھر بنائے جنہیں تم اپنے سفر کے دن اور اپنے قیام کے دن ہلکا پاتے ہو اور ان کی اون سے اور ان کے پشم سے اور ان کے بالوں سے گھر کا سامان اور ایک وقت تک فائدے کی چیزیں بنائیں۔'' (80)

سوال1: ﴿ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ م بُيُوْ تِكُمْ سَكَنًا﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے گھروں کو تمہارے لیے رہنے کی جگہ بنادیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ م بُيُوْ تِكُمْ سَكَنًا ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے تمہارے گھروں کو تمہارے لیے رہنے کی جگہ بنادیا'' یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اپنی نعمتیں مکمل کر دی ہیں۔ ان کو گھر دیئے جس میں وہ زندگی بسر کرتے ہیں اور ہر طرح کے فائدے حاصل کرتے ہیں۔ (2) یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے گھر اور بڑے بڑے محل بنائے جو تمہیں گرمی اور سردی سے بچاتے ہیں، تمہیں، تمہاری اولاد اور تمہارے مال ومتاع کو ٹھکانا مہیا کرتے ہیں۔ تم ان گھروں میں، اپنے مختلف اقسام کے فوائد اور مصالح کے لئے کمرے اور بالا خانے بناتے ہو۔ ان گھروں میں تمہارے مال ومتاع اور تمہاری عزت وناموس کی حفاظت ہے اور اس قسم کے دیگر فوائد جن کا روز مشاہدہ ہوتا ہے۔ (تفسیر سعدی: 1421،1420/2)

سوال2: گھر بنانے کا اصل مقصد کیا ہے؟

جواب: گھر بنانے کا اصل مقصد قلب وذہن کا سکون ہے۔ (1) اس میں حق تعالیٰ نے انسان کے ''بیت'' یعنی گھر کو ''سکن'' فرما کر گھر بنانے کا فلسفہ اور حکمت واضح فرمادی کہ اس کا اصل مقصد جسم اور قلب کا سکون ہے۔ عادتاً انسان کا کسب وعمل گھر سے باہر ہوتا ہے جو اس کی حرکت سے وجود میں آتا ہے۔ اس کے گھر کا اصلی منشاء یہ ہے کہ جب حرکت وعمل سے تھک جائے تو اس میں جا کر آرام کرے اور سکون حاصل کرے۔ اگرچہ بعض اوقات انسان اپنے گھر میں بھی حرکت وعمل میں مشغول رہتا ہے مگر یہ عادتاً کم ہے۔ (2) اس کے علاوہ سکون اصل میں قلب ودماغ کا سکون ہے جو انسان کو اپنے گھر میں ہی حاصل ہوتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ انسان کے مکان کی سب سے بڑی صفت یہ ہے کہ اس میں سکون ملے۔ (3) قرآن کریم ہر چیز کی روح اور اصل کو بیان کرتا ہے۔ انسان کے گھر کا اصل مقصد اور سب سے بڑی غرض وغایت سکون کو قرار دیا۔ اسی طرح ازدواجی زندگی کا اصل مقصد بھی سکون قرار دیا ہے۔ جس ازدواجی زندگی سے یہ مقصد حاصل نہ ہو وہ اس کے اصلی فائدے سے محروم ہے۔ آج کی دنیا میں ان چیزوں میں رسمی اور غیر رسمی تکلفات اور ظاہری زیب وزینت کے سارے سامان جمع کر دیئے مگر سکون قلب وجسم سے قطعاً محروم کر ڈالا۔ (تفسیر معارف القرآن: 383/5)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال3:﴿ وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ﴾اوراس نے چوپایوں کی کھالوں سے تمہارے لیے ایسے گھر بنائے جنہیں تم اپنے سفر کے دن اور اپنے قیام کے دن ہلکا پاتے ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ﴾ ''اوراس نے چوپایوں کی کھالوں سے تمہارے لیے بنائے'' یعنی یا تو جانوروں کی کھال سے یا ان پر اگنے والے بالوں سے یا اُون سے تمہارے لیے بنائے۔(2)﴿ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا ﴾''ایسے گھر جنہیں تم ہلکا پاتے ہو'' ایسے گھر جن کا بوجھ سفر میں تمہارے لیے آسان ہوجاتا ہے۔(3)﴿يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ﴾ ''اپنے سفر کے دن اور اپنے قیام کے دن'' یعنی وہ سفر میں تمہارے ساتھ ہوتے ہیں۔ یہاں گھر بنانا تمہارا مقصد نہیں ہوتا اور اپنے مقام پر یہ خیمے تمہیں موسم کے سرد و گرم اور بارش سے بچاتے ہیں اور تمہارے سامان کو بھی بارشوں سے بچاتے ہیں۔

سوال4:﴿وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ﴾''اوران کی اُون سے اوران کے پشم سے اوران کے بالوں سے گھر کا سامان اور ایک وقت تک فائدے کی چیزیں بنائیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَمِنْ اَصْوَافِهَا﴾''اوران کی اُون سے'' اوران جانوروں کی اُون سے یعنی بھیڑوں اور اونٹوں کی اُون سے۔(2)﴿وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ﴾''اور ان کے پشم سے اوران کے بالوں سے'' یعنی بکریوں اور دوسرے جانوروں کے بالوں سے۔(3)﴿اَثَاثًا﴾ ''گھر کا سامان'' اثاث کا لفظ برتنوں خرجیوں، لباس اور اوپر اوڑھنے والے کپڑوں وغیرہ سب کو شامل ہے۔(تفسیر سعدی:1421/2)(4)یعنی جانوروں کی کھالوں، بالوں، اور اون سے تم کپڑے اور گھریلو سامان تیار کرتے ہو۔(5)﴿وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴾''اورایک وقت تک فائدے کی چیزیں بنائیں'' متاع سے مراد فرش، قالین اور دوسرا سامان ہے لیکن اس میں وہ ساری چیزیں شامل ہیں جو تمتع کی تعریف میں آتی ہیں یعنی خوشی دینے والی۔اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے جانوروں کا تذکرہ بھی سکون اور اطمینان دلانے والوں کے لحاظ سے کیا ہے۔(6)یعنی ان چیزوں کو دنیا میں استعمال کر کے ان سے قالین تیار کرتے ہو۔(7)یہ وہ چیزیں ہیں جن کی صنعت و حرفت سے انسان اللہ تعالیٰ کے حکم سے فائدے اٹھاتے ہیں۔

﴿ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ (81)﴾

''اوراللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو پیدا کیا ہے اُن کے سائے بھی تمہارے لیے بنائے ہیں اور پہاڑوں میں تمہارے لیے چھپنے کی جگہیں بنائیں اور تمہارے لیے قمیصیں بنائیں جو تمہیں گرمی سے بچاتی ہیں اور ایسی قمیصیں بھی جو تمہیں جنگ میں بچاتی ہیں۔اس طرح اللہ تعالیٰ تم پر اپنی نعمت کی تکمیل کرتا ہے تاکہ تم فرماں بردار بن جاؤ''۔(81)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال1:﴿ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا ﴾''اوراللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو پیدا کیا ہے ان کے سائے بھی تمہارے لیے بنائے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)ظلل سے مراد درختوں، بیلوں اور پہاڑوں کے سائے۔(2)اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے سایوں کو پیدا کیا ہے۔اگرچہ ان میں کوئی صنعت نہیں مگر وہ تمہاری زندگی کی ضرورت ہیں۔تم ان درختوں کی چھاؤں اور دیگر سایوں میں آرام کرتے ہو۔

سوال2:﴿ وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا ﴾''اور پہاڑوں میں تمہارے لیے چھپنے کی جگہیں بنائیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''اور پہاڑوں میں تمہارے لیے چھپنے کی جگہیں بنائیں''یعنی تمہارے لیے غار اور کھوہ بنائے۔یہاں تم اپنے دشمنوں سے اور موسم کے سرد وگرم اور بارش میں پناہ لیتے ہو۔

سوال3:﴿وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ﴾''اور تمہارے لیے قمیصیں بنائیں جو تمہیں گرمی سے بچاتی ہیں اور ایسی قمیصیں بھی جو تمہیں جنگ میں بچاتی ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ ﴾''اور تمہارے لیے قمیصیں بنائیں''سرابیل سے''کرتے'' مراد ہیں۔(بخاری؛کتاب التفسیر)(2)یعنی تمہارے لیے تمہارے رب نے لباس اور کپڑے بنائے۔(3)﴿تَقِيْكُمُ الْحَرَّ ﴾''جو تمہیں گرمی سے بچاتی ہیں''جو تمہیں گرمی،لو اور گرم ہوا کے تھپیڑوں سے بچاتے ہیں۔(4)اللہ تعالیٰ نے سردی کا ذکر نہیں فرمایا کیونکہ سورت کے ابتدا میں اصولی نعمتوں کا ذکر ہے اور یہاں ان نعمتوں کا ذکر ہے جو ان نعمتوں کی تکمیل ہے۔سردی سے بچاؤ ایک بنیادی نعمت اور ضرورت۔ہے اللہ تعالیٰ نے سورت کی ابتداء میں اس کا ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے۔﴿لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ ﴾''جن میں تمہارے لئے جاڑے کا سامان ہے اور فائدے ہیں''(سورہ النحل:5)(تفسیر سعدی:1421/2)

سوال4:﴿وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ﴾''اور ایسی قمیصیں بھی جو تمہیں جنگ میں بچاتی ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)''اور ایسی قمیصیں بھی جو تمہیں جنگ میں بچاتی ہیں''اس میں سرابیل سے''زرہیں'' مراد ہیں۔(بخاری کتاب التفسیر)(2)یعنی وہ لباس جو تمہیں جنگ میں کام دیتے ہیں مثلاً لوہے کی زرہیں،خود اور بکتر وغیرہ۔

سوال5:﴿كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴾''اس طرح اللہ تعالیٰ تم پر اپنی نعمت کی تکمیل کرتا ہے تاکہ تم فرماں بردار بن جاؤ'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ ﴾''اس طرح اللہ تعالیٰ تم پر اپنی نعمت کی تکمیل کرتا ہے''اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہاری ضرورت کی چیزیں عطا کی ہیں اور اتنی نعمتوں سے نوازا ہے جن کا شمار ممکن نہیں۔(2)﴿لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴾''تاکہ تم فرماں بردار بن جاؤ''تاکہ تم ان نعمتوں کو دیکھو تو اپنے رب کا اس بات پر شکر ادا کرو کہ کس طرح اس نے تمہیں اپنے انعامات سے ڈھانپ رکھا ہے۔(3)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ایک تو یہ ہے جو ترجمہ سے ظاہر ہے، دوسرا یہ کہ لباس اس لیے بنائے کہ تم گرمی کی لو سے محفوظ رہو اور جنگی لباس یا زرہ بکتر وغیرہ اس لیے بنائے کہ تم دوران جنگ زخمی ہونے سے محفوظ رہ سکو۔اور اتمام نعمت سے مراد یہاں انسان کی جملہ ضروریات کی تکمیل ہے۔(تیسیر القرآن:540/2)(4) تب شاید تم اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے سر تسلیم خم کرو اور اس کے حکم کی تعمیل کرو اور اس نعمت کو تم اس کے والی اور عطا کرنے والے کی اطاعت میں صرف کرو۔پس نعمتوں کی کثرت بندوں کی طرف سے ایسے اسباب کی باعث بنتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے شکر اور اس کی حمد و ثنا میں اضافے کا موجب ہیں۔مگر ظالموں نے تکبر اور عناد ہی کا مظاہرہ کیا۔(تفسیر سعدی:1421/2)(5) سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ جس گدھے پر سوار تھے میں اس پر آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔اس گدھے کا نام عفیر تھا آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر کیا ہے؟اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر کیا ہے؟میں نے عرض کیا:اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا:اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو اللہ تعالیٰ اسے عذاب نہ دے۔میں نے عرض کیا:اے اللہ کے رسول!کیا میں لوگوں کو اس کی بشارت نہ دے دوں؟آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو اس کی بشارت نہ دو ورنہ وہ خالی اعتماد کر بیٹھیں گے(اور نیک اعمال سے غافل ہو جائیں گے)۔''(صحیح بخاری:2856)

﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ(82)﴾

''پھر اگر یہ منہ موڑیں تو یقیناً آپ کے ذمے واضح پہنچا دینا ہے۔''(82)

سوال:﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ﴾''پھر اگر یہ منہ موڑیں تو یقیناً آپ کے ذمے واضح پہنچا دینا ہے''کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا﴾''پھر اگر یہ منہ موڑیں''یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کی آیات کے ذریعے سے تذکیر کے بعد بھی اگر وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی اطاعت سے روگردانی کریں۔(تفسیر سعدی:1421/2)(2) یعنی وہ اسلام لانے سے اعراض کریں۔(الاساس:2962/6)(3)﴿فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ﴾''تو یقیناً آپ کے ذمے واضح پہنچا دینا ہے''یعنی اگر ان احسانات کے باوجود وہ حق سے پھر جائیں تو آپ پر اس کا کوئی بار نہیں۔(4) ان کی ہدایت و توفیق آپ کے ذمے نہیں ہے بلکہ آپ سے صرف وعظ، تذکیر اور انذار و تحذیر کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔جب آپ نے یہ فرض ادا کر دیا تو ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احسان کو دیکھ رہے ہیں اور اس کی نعمت کو پہچانتے ہیں مگر اس کا انکار کر دیتے ہیں۔(تفسیر سعدی:1421,1422/2)(5) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب آیت''اور اپنے خاندان کے قرابت داروں کو ڈراؤ''نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے(صفا پہاڑی پر کھڑے ہو کر) آواز دی کہ اے جماعت قریش!یا اسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح کا اور کوئی کلمہ آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ذریعے اپنی جانوں کو اس کے عذاب سے بچاؤ (اگر تم شرک و کفر سے باز نہ آئے تو) اللہ تعالیٰ کے ہاں میں تمہارے کسی کام نہیں آوں گا۔اے بنی عبد مناف! اللہ تعالیٰ کے ہاں میں تمہارے لیے بالکل کچھ نہیں کر سکوں گا۔اے عباس بن عبد المطلب! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں، میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکوں گا۔اے صفیہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی! میں اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہیں کچھ فائدہ نہ پہنچا سکوں گا۔اے فاطمہ! محمد ﷺ کی بیٹی! میرے مال میں سے جو چاہو مجھ سے لو لیکن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہیں کوئی فائدہ نہ پہنچا سکوں گا۔(بخاری:4771)

﴿يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ (83)﴾

''وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو پہچانتے ہیں اور پھر اس کا انکار کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر لوگ کافر ہیں''۔(83)

سوال:﴿يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾''وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو پہچانتے ہیں اور پھر اس کا انکار کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر لوگ کافر ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنكِرُوْنَهَا﴾''وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو پہچانتے ہیں اور پھر اس کا انکار کرتے ہیں''یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمت سے مراد محمد ﷺ ہے۔اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا۔یہ اس کا بہت بڑا احسان ہے جس کا تذکرہ ایک اور مقام پر یوں فرمایا:﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ج وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر یقیناً احسان فرمایا کہ جب ان ہی میں سے ایک رسول ان میں مبعوث فرمایا جو انہیں اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ بلاشبہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔(آل عمران:164)(2) وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو پہچانتے ہیں۔(3)﴿وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾''اور ان میں سے اکثر لوگ کافر ہیں''لیکن اکثر لوگ آپ کی نبوت کا انکار کرتے ہیں۔(جامع البیان:163/14)(3) ان میں کوئی بھلائی نہیں۔آیات الٰہی کا بار بار آنا بھی انہیں کوئی فائدہ نہیں دیتا، کیونکہ ان کی عقل فساد کا اور ان کے مقاصد برائی کا شکار ہیں، وہ عنقریب دیکھ لیں گے کہ اللہ تعالیٰ حق کے ساتھ عناد رکھنے والے، اس کی نعمتوں کی ناشکری کرنے والے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ تکبر سے پیش آنے والے کو سزا دے گا۔(تفسیر سعدی:1422/2)(4)﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ﴾''کیا آپ نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو ناشکری میں بدل دیا اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں اتار دیا؟''(ابراہیم:28)

رکوع نمبر:18

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ يَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ (84) ﴾

''اور جس دن ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ اُٹھائیں گے پھر ان لوگوں کے لیے جنھوں نے کفر کیا نہ اجازت دی جائے گی اور نہ ہی ان سے معافی کی درخواست کی جائے گی''۔(84)

سوال:1﴿يَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا﴾''اور جس دن ہم ہر امت میں سے ایک گواہ اٹھائیں گے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَيَوْمَ﴾''اور جس دن'' اللہ رب العزت نے حشر کے دن کافروں کے حال کے بارے میں آگاہ فرمایا ہے۔(2)﴿نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا﴾''ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ اٹھائیں گے'' ہر قوم میں سے اللہ تعالیٰ گواہ کھڑا کریں گے یعنی قوم کا نبی اس پر گواہی دے گا کہ اس کی قوم نے کہاں تک نبی کی دعوت قبول کی۔(3) نبی ان کے اعمال پر گواہی دے گا کہ انہوں نے دعوت پر کہاں تک عمل کیا۔(4) جو گواہ کھڑا کیا جائے گا وہ سب سے عادل اور پاک ہوگا۔(5) اس گواہی کے بعد لوگوں کے خلاف فیصلہ مکمل ہو جائے گا۔(6) رب العزت نے فرمایا:﴿وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾''اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک اُٹھے گی اور کتاب رکھ دی جائے گی اور انبیاء اور گواہوں کو لایا جائے گا اور اُن کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور اُن پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔'' (الزمر:69)(7)﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ م بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾''پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان پر گواہ لائیں گے۔'' (النساء:41) سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (قیامت کے دن سیدنا نوح علیہ السلام بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوں گے) اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا کہ کیا (میرا پیغام) تم نے پہنچا دیا؟ نوح عرض کریں گے میں نے پیغام پہنچا دیا تھا' اے رب العزت! اب اللہ تعالیٰ ان کی امت سے دریافت فرمائے گا' کیا (نوح علیہ السلام نے) میرا پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ جواب دیں گے نہیں' ہمارے پاس تیرا کوئی نبی نہیں آیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نوح سے دریافت فرمائے گا، اس کے لئے آپ کی طرف سے کوئی گواہی بھی دے سکتا ہے؟ وہ عرض کریں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت (کے لوگ میرے گواہ ہیں) چنانچہ ہم اس بات کی شہادت دیں گے کہ نوح علیہ السلام نے پیغام خداوندی اپنی قوم تک پہنچایا اور یہی اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا مفہوم ہے ''اور اسی طرح ہم نے تمہیں امت وسط بنایا' تاکہ تم لوگوں پر گواہی دو'' اور وسط کے معنی درمیانی کے ہیں۔ (بخاری:3339)

سوال:2﴿ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ﴾''پھر ان لوگوں کے لیے جنھوں نے کفر کیا نہ اجازت دی جائے گی اور نہ ہی ان سے معافی کی درخواست کی جائے گی'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾''پھر ان لوگوں کے لیے جنھوں نے کفر کیا نہ اجازت دی جائے گی'' یعنی کفار کو معذرت پیش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی کیونکہ ان کو اپنے مؤقف کے بطلان کے معلوم ہونے کے بعد ان کا عذر محض جھوٹا عذر ہوگا، جو ان کو کچھ فائدہ نہ دے گا۔ اگر وہ دنیا میں واپس جانا چاہیں گے تاکہ وہ اپنے گناہوں کی تلافی کر سکیں تو انہیں واپس جانے کی اجازت ملے گی نہ ان سے ناراضی کو دور کیا جائے گا بلکہ جب وہ عذاب کو دیکھ لیں گے تو ان کو جلدی سے عذاب میں دھکیل دیا جائے گا، وہ عذاب جس میں کوئی تخفیف کی جائے گی نہ ان کو کوئی ڈھیل دی جائے گی اور نہ مہلت، کیونکہ ان کے دامن میں کوئی نیکی نہ ہوگی۔ (تفسیر سعدی:2/1423،1422) (2) رب العزت نے فرمایا: ﴿هٰـذَا يَوْمُ لَا يَنْـطِقُوْنَ ﴾ ''یہ دن ہے جس میں وہ کچھ نہیں بولیں گے۔'' (المرسلات:35) (3) ﴿وَلَا هُـمْ يُسْتَـعْتَبُـوْنَ﴾ انہیں مہلت نہیں دی جائے گی، نہ ہی توبہ کا کوئی موقع ہوگا۔ ان کے اعمال کا حساب کتاب کیا جائے گا۔ وہ اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیں گے اور نادم ہوں گے۔ (4) آخرت کی گواہی اس لحاظ سے اہم ہے کہ اس کی بنیاد پر لوگوں کے مستقبل کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔

﴿وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿85﴾﴾

''اور جب وہ لوگ عذاب دیکھیں گے جنہوں نے ظلم کیا تو ان سے ہلکا نہیں کیا جائے گا اور نہ وہ کوئی مہلت دیے جائیں گے۔'' (85)

سوال: ﴿وَاِذَا رَاَ الَّـذِيْـنَ ظَـلَـمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴾ ''اور جب وہ لوگ عذاب دیکھیں گے جنہوں نے ظلم کیا تو ان سے ہلکا نہیں کیا جائے گا اور نہ وہ کوئی مہلت دیے جائیں گے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِذَا رَاَ الَّـذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ﴾ ''اور جب وہ لوگ عذاب دیکھیں گے جنہوں نے ظلم کیا'' یعنی جب مشرک عذاب میں پکڑے جائیں گے۔ (2) ﴿ فَلَا يُـخَفَّفُ عَنْهُمْ ﴾ ''تو ان سے ہلکا نہیں کیا جائے گا'' ان کے عذاب میں ذرا برابر کمی نہ ہوگی۔ (3) اس کا مطلب یہ ہے کہ (i) عذاب میں کوئی وقفہ نہیں آئے گا۔ (ii) عذاب مسلسل ہوگا۔ (4) ﴿وَلَا هُـمْ يُنْظَرُوْنَ ﴾ ''اور نہ وہ کوئی مہلت دیے جائیں گے'' انہیں عذاب میں مبتلا کرنے کے بعد مہلت نہیں دی جائے گی۔ ان کے دامن میں کوئی نیکی نہیں ہوگی اس لئے وہ جہنم میں جھونک دیے جائیں گے۔ (5) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ الَّـذِيْـنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٣٦﴾ يُـرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخَارِجِيْنَ مِنْهَا ۫ وَلَهُمْ عَـذَابٌ مُّـقِيْـمٌ ﴿٣٧﴾﴾ یقیناً جن لوگوں نے کفر کیا اگر واقعتاً ان کے پاس وہ سب کچھ ہو جو زمین میں ہے اور اتنا ہی اور بھی اس کے ساتھ ہو تاکہ وہ اس کو قیامت کے دن کے عذاب سے فدیے میں دے دیں تو ان سے وہ قبول نہیں کیا جائے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ وہ ارادہ کریں گے کہ آگ سے نکل جائیں حالانکہ وہ اس سے ہرگز نکلنے والے نہیں ہوں گے اور ان کے لیے ہمیشہ رہنے والا عذاب ہے۔ (المائدہ:36،37) (6) ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَـعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿٦٤﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿٦٥﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِى النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور اُن کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، ہمیشہ ہمیشہ، نہ وہ کوئی دوست پائیں گے اور نہ ہی کوئی مددگار۔ جس دن اُن کے چہرے آگ میں اُلٹائے پلٹائے جائیں گے وہ کہیں گے: ''اے کاش ہم نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہوتی اور رسول کی اطاعت کی ہوتی!'' (الاحزاب:66-64)

﴿ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ (86) ﴾

''اور جب مشرک اپنے شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ اے ہمارے رب! یہی ہمارے وہ شریک ہیں جنہیں ہم تیرے سوا پکارا کرتے تھے چنانچہ وہ (شریک) یہ بات ان پر ہی ڈال دیں گے کہ بلاشبہ تم جھوٹے ہو''۔(86)

سوال1:﴿وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ﴾ ''اور جب مشرک اپنے شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ اے ہمارے رب! یہی ہمارے وہ شریک ہیں جنہیں ہم تیرے سوا پکارا کرتے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ﴾ ''اور جب مشرک اپنے شریکوں کو دیکھیں گے'' یعنی قیامت کے دن جب مشرک اپنے خودساختہ شریکوں کو دیکھیں گے۔(2)﴿قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ﴾ ''تو کہیں گے کہ اے ہمارے رب! یہی ہمارے وہ شریک ہیں جنہیں ہم تیرے سوا پکارا کرتے تھے'' مشرک قیامت کے دن اپنے شریکوں کو دیکھ کر کہیں گے کہ اے اللہ یہ ہیں ہمارے وہ دیوتا جن کی ہم دنیا میں عبادت کرتے تھے اور ہم نے آپ کو چھوڑ دیا تھا۔(3) مشرکوں کا باطل ہونا خود ان پر واضح ہو جائے گا۔ ان کے لئے انکار کے امکانات ہی ختم ہو جائیں گے۔

سوال2:﴿فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ﴾ ''چنانچہ وہ (شریک) یہ بات ان پر ہی ڈال دیں گے کہ بلاشبہ تم جھوٹے ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ﴾ ''چنانچہ وہ (شریک) یہ بات ان پر ہی ڈال دیں گے'' خودساختہ معبود ان کی تردید کریں گے۔ (2)﴿اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ﴾ ''بلاشبہ تم جھوٹے ہو'' کیونکہ تم نے ہمیں اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا اور تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہماری بھی عبادت کیا کرتے تھے۔ پس ہم نے تمہیں عبادت کا حکم دیا تھا نہ ہم نے کبھی الوہیت کے استحقاق کا دعویٰ کیا تھا، اس لئے اپنے آپ کو تو تب اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے شرک کو تسلیم کر لیں گے اور اس کے فیصلے کے سامنے جھک جائیں گے اور انہیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ عذاب کے مستحق ہیں۔ (تفسیر سعدی:1423/2)(3) اس بارے میں اللہ رب العزت نے فرمایا:﴿وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۸۱) كَلَّا ؕ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا (۸۲)﴾''اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا معبود بنائے ہیں تا کہ وہ ان کے لئے باعث عزت ہو۔ ہرگز نہیں! جلد ہی وہ ان کی عبادت کا انکار کردیں گے اور وہ ان کے خلاف مدمقابل ہو جائیں گے۔'' (مریم:81,82)

﴿ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ۨالسَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ (87)﴾

''اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اُس دن فرماں بردار ہونا پیش کریں گے اور وہ سب ان سے کھو جائے گا جو وہ گھڑا کرتے تھے۔'' (87)

سوال:﴿وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ۨالسَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ﴾''اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اُس دن فرماں بردار ہونا پیش کریں گے اور وہ سب ان سے کھو جائے گا جو وہ گھڑا کرتے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ۨالسَّلَمَ﴾ ''اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اُس دن فرماں بردار ہونا پیش کریں گے'' اس وقت مشرک اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار بن جائیں گے۔ رب العزت نے فرمایا:﴿اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾''کس قدر سننے والے ہوں گے وہ اور کس قدر دیکھنے والے، جس دن وہ ہمارے پاس آئیں گے، لیکن آج ظالم کھلی گمراہی میں ہیں''۔ (مریم:38) (2)﴿وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَاۤ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ﴾''اور کاش آپ دیکھیں جب مجرم اپنے رب کے پاس سر جھکائے ہوں گے، اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا اور ہم نے سن لیا چنانچہ ہمیں واپس بھیج دے ہم نیک عمل کریں گے بلاشبہ ہم یقین کرنے والے ہیں۔'' (السجدہ:12) (3)﴿وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ﴾''اور وہ سب ان سے کھو جائے گا جو وہ گھڑا کرتے تھے'' اس دن مشرکوں کے معبود ان سے گم ہو جائیں گے، وہ جہنم میں داخل ہوں گے اور ان کے دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے لبریز ہوں گے۔ (4) رب العزت نے فرمایا:﴿وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْۤا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ﴾''اور ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ کھینچ لائیں گے پھر ہم کہیں گے کہ اپنی دلیل لاؤ۔ تو وہ جان لیں گے کہ یقیناً حق اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور وہ بھی اُن سے گم ہو جائے گا جو وہ گھڑا کرتے تھے۔'' (القصص:75)

﴿اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ (88)﴾

''جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکا ہم اُن کے عذاب پر عذاب کا اضافہ کریں گے اس کے بدلے جو وہ فساد کیا کرتے تھے۔'' (88)

سوال:﴿ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ﴾''جن لوگوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کفر کیا اور اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکا ہم اُن کے عذاب پر عذاب کا اضافہ کریں گے اس کے بدلے جو وہ فساد کیا کرتے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ ''جن لوگوں نے کفر کیا'' جن لوگوں نے اے محمد ﷺ! آپ کی نبوت کا انکار کیا اور آپ کو جھٹلایا وہ اپنے رب کے ہاں کس حال میں لائے جائیں گے۔(جامع البیان:165/14)(2)﴿وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکا'' انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے سے روکا۔(جامع البیان:165/14)(3)اس سے مراد ہے کہ مسجد حرام سے روکا، کتاب سے روکا۔(تفسیر فتح القدیر:235)(4)رب العزت نے فرمایا:﴿وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْئَوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ﴾ ''اور وہ اس سے لوگوں کو روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور ہی رہتے ہیں اور اپنی جانوں کے سوا وہ کسی کو ہلاک نہیں کر رہے اور وہ شعور نہیں رکھتے۔''(الانعام:26)(5)مشرک لوگوں کو حق سے روکتے ہیں، گمراہی کی دعوت دیتے ہیں، خود بھی بھٹکے ہیں اور لوگوں کو بھی بھٹکاتے ہیں۔(6)﴿زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ﴾ ''ہم اُن کے عذاب پر عذاب کا اضافہ کریں گے''(i)جو لوگ خود گمراہ ہوئے لیکن اُنہوں نے دوسروں کو گمراہ نہیں کیا اُن کے لئے اُن لوگوں کے مقابلے میں ہلکا عذاب ہوگا جنہوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا ہوگا۔(ii) گمراہوں کے قائدین کے لئے عذاب پر عذاب میں اضافہ ہوگا کیونکہ وہ گمراہی کی قیادت کرتے رہے۔(7)اللہ تعالیٰ انہیں قیامت کے دن دوہرا عذاب دے گا، ایک تو ان کے کفر کی وجہ سے اور دوسرا اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو گمراہ کرتے رہے۔(تیسیر الرحمٰن:780/1) (8)یہ آیت دلیل ہے کہ جہنم میں کافروں کے عذاب کے درجات ہوں گے، جس طرح جنت میں مومنوں کے درجات اور مقامات ہوں گے۔(تیسیر الرحمٰن:781/1)(9)﴿بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ﴾ ''اس کے بدلے جو وہ فساد کیا کرتے تھے'' اللہ تعالیٰ اس آیت کریمہ میں مجرموں کے انجام کا ذکر فرماتا ہے کہ انہوں نے کفر کیا، آیات الٰہی کی تکذیب کی، انبیاء و رسل کے خلاف جنگ کی، لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکا اور گمراہی کے داعی بن گئے، اس لئے وہ کئی گنا عذاب کے مستحق قرار پائے، جس طرح ان کا جرم کئی گنا ہے اور جس طرح انہوں نے اللہ تعالیٰ کی زمین میں فساد برپا کیا۔(تفسیر سعدی:1423,1424/2)

﴿وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ (89)﴾

''اور جس دن ہم ہر اُمت میں سے ان پر ایک گواہ ان ہی میں سے اُٹھائیں گے اور ان لوگوں پر آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے اور ہم نے یہ کتاب آپ پر نازل کی ہے جو کہ ہر چیز کا واضح بیان ہے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت، رحمت اور بشارت ہے''۔(89)

سوال1:﴿وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ﴾ ''اور جس دن ہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہر اُمت میں سے ان پر ایک گواہ ان ہی میں سے اُٹھائیں گے اور ان لوگوں پر آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا﴾''اور جس دن ہم ہر اُمت میں سے ان پر ایک گواہ ان ہی میں سے اُٹھائیں گے'' اللہ رب العزت نے حشر کے میدان میں ہر امت میں سے گواہ لانے کا ذکر کیا ہے۔(2)﴿وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ﴾ ''اور ان لوگوں پر آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے'' نبی ﷺ کی شان کا بیان ہے کہ آپ کو ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے۔(3) یعنی آپ ﷺ اپنی امت کی برائی اور بھلائی پر گواہ ہوں گے۔ ہر رسول اپنی امت پر گواہی دے گا کیونکہ وہ اپنی امت کے بارے میں دوسروں کی بہ نسبت زیادہ جانتا ہے۔(4) اللہ رب العزت نے فرمایا:﴿ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ﴾''اور اسی طرح ہم نے تمہیں بہترین اُمّت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول تم پر گواہ ہو جائیں۔''(البقرہ:143)(5)﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ م بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾ ''پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان پر گواہ لائیں گے۔''(النساء:41)(6) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کیا: رسول اللہ ﷺ کو میں پڑھ کر سناؤں؟ وہ تو آپ ﷺ پر ہی نازل ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں دوسرے سے سننا چاہتا ہوں چنانچہ میں نے آپ ﷺ کو سورہ نساء سنانی شروع کی۔ جب میں ﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ م بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾ پر پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ۔ میں نے دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔(بخاری:4582)

سوال2:﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ﴾''اور ہم نے یہ کتاب آپ پر نازل کی ہے جو کہ ہر چیز کا واضح بیان ہے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت، رحمت اور بشارت ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ﴾ یعنی محمد ﷺ پر قرآن مجید نازل فرمایا جس کی تبلیغ آپ پر فرض کر دی گئی تھی۔ رب العزت نے فرمایا:﴿ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ﴾ ''یقیناً جس نے آپ پر قرآن کو فرض کیا ہے وہ آپ کو ایک اچھے انجام تک ضرور واپس لانے والا ہے۔''(القصص:85)(2)﴿ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ﴾''جو کہ ہر چیز کا واضح بیان ہے'' جس میں ہر مفید علم موجود ہے، حلال و حرام کی تفصیلات بھی، قوموں کے واقعات بھی، دین کے اصول اور فروع بھی اور ہر چیز جس کے بندے محتاج ہیں اس کتاب میں واضح الفاظ و معانی کے ساتھ مکمل طور پر بیان کر دی گئی ہے اور ہر اس چیز کی تفصیل موجود ہے جس سے انہیں روکا گیا۔ اس لئے قرآن تمام انسانوں پر حجت ہے۔ اب جن لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا، قرآن ان کے لئے راہ نما بن گیا۔ وہ اس سے راہ نمائی حاصل کرتے ہیں۔ (3)﴿وَهُدًى﴾''اور ہدایت'' قرآن مجید کا نفع مند علم اور عمل صالح کی راہ نمائی ہدایت ہے کیونکہ دنیا اور آخرت کا ثواب اسی علم اور عمل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صالح کے ساتھ متعلق ہے۔رب العزت نے فرمایا:﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ جولوگ ایمان لاتے ہیں یہ(قرآن)ان کے لئے ہدایت اور شفا ہے،اور جولوگ ایمان نہیں لاتے یہ اُن کے کانوں میں بوجھ ہے اور وہ اُن کے حق میں اندھاپن ہے۔''(حم السجدہ:44)(4)﴿وَرَحْمَةً﴾''اور رحمت''قرآن ان کے لئے رحمت ہے جو اس کے ذریعے دنیا اور آخرت کی بھلائی حاصل کرتے ہیں۔دنیا اور آخرت کا بدلہ،دل کی اصلاح اور اس کے اطمینان کے ساتھ ہی متعلق ہے جو رحمت ہے۔رب العزت نے فرمایا:﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴾''اور ہم اس قرآن میں سے تھوڑا تھوڑا نازل کرتے ہیں جو مؤمنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے اور جو ظالموں کو خسارے کے سوا کسی چیز میں زیادہ نہیں کرتا۔''(بنی اسرائیل:82)(5)﴿وَبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ﴾''اور خوش خبری ہے مسلمانوں کے لئے''یہ کتاب دلوں میں نورِ ہدایت پیدا کرتی ہے اور مسلمانوں کے لئے رحمت اور بشارت ہے۔(مختصر ابن کثیر:1008/16)(6)﴿وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ (۱۲۴) وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ (۱۲۵)﴾''اور جب بھی کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو ان میں سے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ تم میں سے کس کو ایمان میں اس نے زیادہ کیا؟ چنانچہ جولوگ ایمان لائے،سو ان کو ایمان میں اس نے زیادہ کیا ہے اور وہ اس سے بہت خوش ہوتے ہیں(لیکن وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے تو اس نے ان کو گندگی میں اور گندگی کے ساتھ زیادہ کر دیا اور وہ اس حال میں مرے کہ وہ کافر تھے۔''(التوبہ:124،125)(7)قرآن عظیم کے معانی کے مطابق،جو کہ بلند ترین معانی ہیں۔۔۔تربیت کے بغیر عقل کی تکمیل نہیں ہوتی۔اس کے معانی کے مطابق تربیت کے بغیر اعمال کریمہ،اخلاق فاضلہ،رزق کشادہ،قول وفعل کے ذریعے سے دشمنوں پر فتح ونصرت،اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی عزت واکرام والی جنت حاصل نہیں ہوتی جس میں ہمیشہ رہنے والی ایسی ایسی نعمتیں ہیں جن کو رب رحیم کے سوا کوئی نہیں جانتا۔(تفسیر سعدی:1424/2،1425)

رکوع نمبر 19

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (90)﴾

''یقیناً اللہ تعالیٰ عدل کا اور احسان کا اور رشتے داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور وہ بے حیائی اور بُرائی اور زیادتی سے روکتا ہے،وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو''۔(90)

سوال1:﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ﴾''یقیناً اللہ تعالیٰ عدل کا حکم دیتا ہے''کی وضاحت کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1) سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی کتاب میں عظیم آیت ﴿اللّٰہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم﴾ ہے۔(آل عمران:2) اور وہ آیت جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں خیر وشر کی جمیع ہے وہ النحل کی یہ آیت ہے۔(فتح القدیر:238/3)(2) ﴿اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ عدل کا حکم دیتا ہے''اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جس عدل کا حکم دیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کے بارے میں عدل اور بندوں کے حقوق کے بارے میں عدل کو شامل ہے۔عدل یہ ہے کہ تمام حقوق کو پوری طرح ادا کیا جائے۔ بندہ مالی، بدنی اور ان دونوں پر مبنی حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر واجب کئے ہیں۔مخلوق کے ساتھ کامل انصاف پر مبنی معاملہ کیا جائے۔ پس ہر ولی اپنی ولایت کے تحت آنے والے ہر معاملے میں عدل وانصاف سے کام لے،خواہ یہ ولایت امامت کبریٰ (خلافت وامارت) یا ولایت قضا، یا خلیفہ کی نیابت یا قاضی کی نیابت ہو،اس معاملے میں سب برابر ہیں۔عدل وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اور اپنے رسول ﷺ کے توسط سے اہل ایمان پر فرض کیا ہے اور عدل کے راستے پر گامزن رہنے کا حکم دیا ہے۔ معاملات میں عدل یہ ہے کہ خرید وفروخت اور تمام معاوضات میں آپ لوگوں کے ساتھ اس طرح معاملہ کریں کہ آپ کے ذمہ جو کچھ ہے اسے پوری طرح ادا کریں۔ آپ ان کے حق میں کمی کریں نہ دھوکہ دیں نہ ان کے ساتھ فریب کاری کریں اور نہ ان پر ظلم کریں۔عدل کرنا فرض ہے۔ (تفسیر سعدی: 1427,1425)(3) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عدل توحید ہے۔(تفسیر ابی السعود:88/4)(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا ط اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی﴾ ''اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس پر نہ اُبھارے کہ تم انصاف نہ کرو۔عدل کرو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔'' (المائدہ:8)(5) ﴿وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ﴾ ''اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو''۔(النساء:58)(6) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انصاف کرنے والے رحمان کے دائیں جانب' اللہ تعالیٰ کے نزدیک' نور کے منبروں پر ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے دونوں دائیں ہاتھ ہیں یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنی رعایا اور اہل وعیال میں عدل وانصاف کرتے ہوں گے۔(مسلم:4721)(7) سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑا جہاد سلطان جابر کے سامنے کلمہ عدل کہنا ہے۔(ترمذی:2174)(8) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین آدمیوں کی دعا ہرگز رد نہیں ہوتی۔ایک روزہ دار کی جب وہ افطار کرتا ہے،دوسرے امام عادل کی،تیسرے مظلوم کی کہ اللہ تعالیٰ مظلوم کی دعا کو اوپر اٹھالیتا ہے اور اس کے لیے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قسم ہے میری عزت کی میں تیری مدد کروں گا اگرچہ ایک مدت کے بعد ہو۔'' (ترمذی:3598)(9) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان کے بدن کے (تین سو ساٹھ جوڑوں میں سے) ہر جوڑ پر ہر اس دن کا صدقہ واجب ہے جس میں سورج طلوع ہوتا ہے اور لوگوں کے درمیان انصاف کرنا بھی ایک صدقہ ہے''۔(بخاری:2707،مسلم:1009)(10) عدل کی وجہ سے معاشرے میں امن قائم ہوتا ہے۔

سوال2: اللہ تعالیٰ کیسا عدل چاہتے ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1) اللہ تعالیٰ ایسا عدل چاہتے ہیں جو امیر اور غریب کے لیے یکساں ہو۔(2) ایسا عدل جو دوست اور دشمن کے لیے یکساں ہو۔(3) ایسا عدل جو اپنے اور پرائے کے لیے یکساں ہو۔(4) ایسا عدل جو کمزور اور طاقت ور کے لیے یکساں ہو۔(5) ایسا عدل جو بغض اور محبت سے متاثر نہ ہو۔(6) ایسا عدل جو کسی خواہش سے متاثر نہ ہو۔(7) ایسا عدل جس میں سب کے لیے ایک معیار، ایک پیمانہ ہو۔

سوال3:﴿وَالْاِحْسَانِ﴾ ''اور احسان کا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَالْاِحْسَانِ﴾ احسان سے پیش آنا فضیلت اور مستحب ہے، مثلاً لوگوں کو مال، بدن، علم اور دیگر مختلف قسم کی منفعتوں کے ذریعے سے فائدہ پہنچانا حتیٰ کہ اس جانور کے ساتھ احسان کرنا بھی اس میں داخل ہے جس کا گوشت کھایا جاتا ہے یا نہیں کھایا جاتا ہے۔ (تفسیر سعدی:1427،1425)(2) احسان کے معنی تفضّل کے ہیں۔(3) احسان عدل سے زائد ہے۔(4) احسان کے اصلی لغوی معنی اچھا کرنے کے ہیں۔(5) امام قرطبی نے فرمایا کہ جس شخص کے گھر میں اس کی بلی کو اس کی خوراک اور ضروریات نہ ملیں اور جس کے پنجرے میں بند پرندوں کی پوری خبر گیری نہ ہوئی ہو وہ کتنی ہی عبادت کرے محسنین میں شمار نہیں ہوگا۔ (تفسیر معارف القرآن:5/391-390)(6) عبادات میں احسان کی وضاحت حدیث جبرائیل سے ہوتی ہے۔''ہمیں احسان کے بارے میں بتائیے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اگر یہ درجہ نہ حاصل ہو تو پھر یہ تو سمجھو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔'' (صحیح مسلم:93)(7)﴿وَاَحْسِنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ اور احسان کرو۔یقیناً اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔(البقرۃ:195)(8)﴿وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ﴾ ''اور احسان کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ احسان کیا ہے۔اور زمین میں فساد کے طلب گار نہ بنو''۔(القصص:77)(9)﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کے ساتھ ہے جو اس سے ڈر گئے اور ان لوگوں کے جو نیکی کرنے والے ہیں۔'' (النحل:128)(10)﴿وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۚ صلے وَاَحْسِنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔اور احسان کرو یقیناً اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔(البقرۃ:195)(11)﴿بَلٰى ۚ ق مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ص وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ ''کیوں نہیں، جس نے اپنا چہرہ اللہ تعالیٰ کے تابع کر دیا اور وہ نیکی کرنے والا ہو تو اُس کے لیے اُس کے رب کے پاس اُس کا اجر ہے اور اُن پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔(البقرۃ:112)(12) سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن کے لیے دوگنا اجر ہے۔ایک وہ جو اہل کتاب سے ہو اور اپنے نبی پر اور محمد ﷺ پر ایمان لائے اور (دوسرے) وہ غلام جو اپنے آقا اور اللہ تعالیٰ (دونوں) کا حق ادا کرے اور (تیسرے) وہ آدمی جس کے پاس کوئی لونڈی ہو جس سے شب باشی کرتا ہے اور اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے، تو اس کے لیے دوگنا اجر ہے۔(صحیح بخاری:97،صحیح مسلم5055)(13) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''ایک شخص راستے میں محو سفر تھا، اس کو سخت پیاس لگ رہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھی۔اس نے (راستے میں) ایک کنواں دیکھا تو اس نے اس میں اتر کر پانی پیا۔جب وہ باہر نکلا تو دیکھا ایک کتا پیاس کے مارے کیچڑ چاٹ رہا ہے۔اس نے اپنے دل میں سوچا،اس کتے کو بھی پیاس سے ویسی ہی تکلیف پہنچ رہی ہوگی جیسی مجھ پر گزری ہے۔چنانچہ وہ پھر سے کنویں میں اترا اور اپنے موزے میں پانی بھر کر منہ میں اس کو پکڑ کر اوپر چڑھا اور یوں اس نے کتے کو پانی پلایا۔اللہ تعالیٰ نے اس کے کام کی قدر کی اور اس کو بخش دیا۔"لوگوں نے عرض کی،یارسول اللہ! کیا ہم کو جانوروں پر رحم کرنے میں بھی اجر ملے گا؟ آپ نے فرمایا:"ہر تازہ کلیجے والے (پر احسان کرنے) میں ثواب ملے گا۔" (بخاری:6009)

سوال4:احسان کے معاشرتی زندگی پر کیا اثرات ہوتے ہیں؟

جواب:(1)احسان کی وجہ سے معاشرے میں خوش گواریت پیدا ہوتی ہے۔(2)احسان کی وجہ سے معاشرے کے افراد کے درمیان اپنائیت پیدا ہوتی ہے۔(3)احسان کی وجہ سے لوگوں میں فدا ہونے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔(4)احسان کی وجہ سے دلوں کی دشمنیاں دُور ہو جاتی ہیں۔(5)احسان کی وجہ سے انسان کے کریمانہ اخلاق کا اظہار ہوتا ہے۔(6)جس معاشرہ میں عدل قائم ہوگا اس میں ایک دوسرے کے حقوق غصب نہیں ہوتے تاہم کچھ کشمکش ضرور باقی رہتی ہے۔لیکن جس معاشرے میں احسان رواج پا جائے یا بالفاظ دیگر ہر شخص سے کچھ کم پر قانع ہو جائے تو ایسے معاشرہ میں نزاع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ اس میں محبت،الفت اور اخوت جیسی بلند اقدار فروغ پانے لگتی ہیں۔نیز ان دونوں الفاظ کا اطلاق عقائد،اعمال،عبادت،اخلاق،معاملات اور جذبات سب باتوں پر ہوتا ہے۔(تیسیر القرآن:545/2)

سوال5:﴿وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی﴾"اور رشتے داروں کو دینے کا (حکم دیتا ہے)"رشتے دار کو دینے سے کیا مراد ہے؟

جواب:(1)رشتے داروں کو دینے سے مراد یہ ہے کہ جیسے اپنی اولاد کی ضروریات پر انسان کا دل تڑپتا ہے ایسے ہی والہانہ انداز میں رشتے داروں کے لیے بھی دل تڑپے۔(2)اس سے مراد رشتے داروں پر خرچ کرنا ہے۔(3)اس سے مراد صلہ رحمی ہے۔(4)اس سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے مال پر صرف اپنا اور اپنے گھر والوں کا حق نہ سمجھے بلکہ رشتے داروں کے حقوق ادا کرنے کو وہ اپنی ذمہ داریوں میں شامل کر لے۔(5)اللہ تعالیٰ نے قرابت داروں کو عطا کرنے کا خاص طور پر ذکر کیا ہے اگرچہ وہ (احسان کرنے کے) عمومی حکم میں داخل ہیں۔کیونکہ ان کا حق موکد،ان کے ساتھ صلہ رحمی اور نیکی متعین ہے اور صلہ رحمی کی ترغیب دی گئی ہے۔اس حکم میں،قریب اور دور کے تمام رشتہ دار داخل ہیں مگر جو رشتہ میں زیادہ قریب ہے وہ صلہ رحمی اور حسن سلوک کا زیادہ مستحق ہے۔(تفسیر سعدی:1427،142)(6)﴿وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا﴾"اور رشتے دار کو اُس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو بھی اور تم بے جا خرچ نہ کرو،بے جا خرچ کرنا۔"(بنی اسرائیل:26)(7)﴿فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ز وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾"چنانچہ رشتے دار کو اور مسکین کو اور مسافر کو اس کا حق دے دو اُن لوگوں کے لئے یہی بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا ارادہ رکھتے ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔"(الروم:38)(8)﴿وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی﴾"اور مال دے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی محبت کے باوجود رشتے داروں کو۔" (البقرۃ:177) (9) ﴿ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ (۲۲) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ (۲۳) اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا (۲۴) ﴾ "پھر بلاشبہ تم سے توقع ہے کہ اگر تم حاکم بن جاؤ تو تم زمین میں فساد برپا کردو گے اور اپنے رشتوں کو توڑ دو گے۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت بھیجی ہے پس اُنہیں بہرا کر دیا اور اُن کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔ تو کیا وہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا کچھ دلوں پر ان کے تالے ہیں؟" (محمد:22تا24) (10) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا یہاں تک کہ جب اُن سے فارغ ہوئے تو رشتہ داری نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یہ رشتہ توڑنے سے پناہ مانگنے والے کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جی ہاں! کیا تُو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ میں تجھے ملانے والوں کے ساتھ مل جاؤں اور تجھے توڑنے والے سے میں دور ہو جاؤں۔ (رشتہ داری نے) عرض کیا: کیوں نہیں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تیرے لیے (ایسا ہی فیصلہ ہے)۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو اس آیتِ کریمہ کی تلاوت کرو: تو کیا تم اس بات کے قریب ہو کہ اگر تمہیں حکومت دی جائے تو تم زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنی رشتہ داری کو توڑ ڈالو، یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے پس ان کو بہرا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔ تو کیا وہ قرآن پر غور و فکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں؟" (مسلم:6518) (11) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "رشتہ داری عرش کے ساتھ لٹکی ہوئی ہے اور کہتی ہے کہ جس نے مجھے جوڑا اللہ تعالیٰ اسے جوڑے گا اور جس نے مجھ توڑا اللہ تعالیٰ اُس سے دور ہو گا۔" (مسلم:6519) (12) سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "رشتہ داری توڑنے والا جنت میں داخل نہیں ہو گا۔" (مسلم:6521) (13) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے: "جس آدمی کو یہ بات پسند ہو کہ اس پر اس کا رزق کشادہ کیا جائے یا اس کے مرنے کے بعد اس کو یاد رکھا جائے تو چاہیے کہ وہ اپنی رشتہ داری کو جوڑے۔" (مسلم:6523) (14) سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی رحمت ﷺ نے علی الاعلان فرمایا: میرا خاندان میرا دوست نہیں، میرا دوست اللہ تعالیٰ اور ایمان دار لوگ ہیں (دوسری روایت میں ہے) لیکن ان سے میری قرابت داری ہے جسے میں قائم رکھوں گا۔ (جمع الفوائد کتاب البر)

سوال6: ﴿وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ﴾ "اور فحاشی سے روکتا ہے" کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) (الفحشاء) ہر اس بڑے گناہ کو کہتے ہیں جس کو شریعت اور فطرت سلیم برا سمجھتی ہو، مثلاً شرک، قتل ناحق، زنا، چوری، خود پسندی، تکبر اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ حقارت سے پیش آنا وغیرہ۔ (تفسیر سعدی:1425،1427) (2) ﴿فَحْشَآءِ﴾ سے مراد بے حیائی کے کام ہیں۔ (3) اس سے مراد کھلی ہوئی اخلاقی برائیاں ہیں۔ (4) اس سے مراد ہر وہ بات ہے جو انسان حد سے بڑھ کر کرے۔ (5) ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾ "اور بے حیائی کے قریب نہ جاؤ، ان میں سے جو ظاہر ہوں اور جو پوشیدہ ہوں۔" (الانعام:151) (6)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ﴾ ”آپ کہہ دیں یقیناً میرے رب نے بے حیائیوں کو حرام قرار دیا ہے جو اس میں سے ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور گناہ کو اور ناحق ظلم کو“ (الاعراف:33) (7) ﴿وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ط اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَیُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا یَقْتَرِفُوْنَ﴾ ”اور تم گناہ کے ظاہر کو بھی چھوڑ دو اور اس کے باطن کو بھی۔ یقیناً جو لوگ گناہ کمار ہے ہیں یقیناً انہیں اس کا جلد بدلہ دیا جائے گا جو وہ کرتے تھے۔ (الانعام:120) (8) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: فحشاء سے مراد زنا ہے۔ (جامع البیان:168/14) (9) ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ط وَسَآءَ سَبِیْلًا﴾ ”اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ یقیناً وہ ہمیشہ سے بڑی بے حیائی ہے اور بُرا راستہ ہے۔“ (بنی اسرائیل:32) (10) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابن آدم پر اس کے زنا سے حصہ لکھ دیا گیا ہے۔ وہ لامحالہ اسے ملے گا۔ پس آنکھوں کا زنا (شہوت سے) دیکھنا ہے اور کانوں کا زنا سننا ہے اور زبان کا زنا گفتگو کرنا ہے اور ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا چلنا ہے اور دل تمنا رکھتا ہے اور خواہش کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب۔ (مسلم:6754) (11) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت مند اور کوئی نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اس نے بے حیائی کے کاموں کو حرام کیا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی اپنی تعریف پسند کرنے والا نہیں ہے۔“ (بخاری:5220) (12) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مومن نہ تو طعنہ دینے والا ہے نہ لعنت کرنے والا اور نہ فحش بکنے والا اور نہ بیہودہ گو ہوتا ہے۔“ (ترمذی:1977) (13) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”حیا ایمان کا ٹکڑا ہے اور ایمان کا انجام جنت ہے اور بے حیائی ظلم ہے اور ظلم کا انجام دوزخ ہے۔“ (ترمذی:2009) (14) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس چیز میں بے حیائی آتی ہے اسے عیب دار کر دیتی ہے اور جس چیز میں حیا آتی ہے اسے زینت بخشتی ہے۔“ (ترمذی:1974)

سوال 7: ﴿وَالْمُنْكَرِ﴾ ”اور برائی سے“ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) (اَلْمُنْكَر) میں ہر وہ گناہ اور معصیت داخل ہے جس کا تعلق حقوق اللہ کے ساتھ ہو۔ (تفسیر سعدی:1426) (2) منکر سے مراد ہر وہ کام ہے جسے شریعت اسلامی نے ناجائز قرار دیا ہو۔ (3) منکر سے مراد وہ نامعقول کام ہیں جن کو قبول کرنے سے انسان کی فطرت انکار کرتی ہے۔ (4) منکر وہ ہے جسے شریعت اور عقل قبیح قرار دے۔ (تفسیر منیر:538/7) (5) منکر سے مراد شرک ہے۔ (الدر المنثور:241/4) (6) اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ہمارے ہاں اپنے سے بڑے یا بزرگوں کو جی یا صاحب کہہ کر پکارا جاتا ہے لیکن عرب میں نہ ایسا دستور ہے اور نہ ہی اس بارے میں شریعت کا کوئی حکم ہے لہٰذا بڑوں کو ادب سے جی یا صاحب کے لقب سے یا واحد کے بجائے صیغہ جمع حاضر مخاطب میں بلانا معروف ہے اور اگر کوئی ”تو“ کہہ کر پکارے تو یہ منکر ہے۔ اس طرح قبلہ کی طرف پاؤں پھیلا کر بیٹھنا یا لیٹنا ہمارے ہاں منکر ہے اور اسے برا اور معیوب سمجھا جاتا ہے جب کہ شریعت اس بارے میں خاموش ہے اور کئی ممالک کے لوگ اسے منکر نہیں سمجھتے نہ اسے معروف سمجھتے ہیں۔ اس آیت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو منکرات سے بھی منع کرتا ہے۔ (تیسیر القرآن:545/2)

سوال8: ﴿وَالْبَغْيِ﴾ ''اور ظلم وزیادتی'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: (1) (البغی) سے مراد ہے لوگوں کے جان، مال اور ناموس پر ظلم وزیادتی کا ارتکاب کرنا۔ (تفسیر سعدی:1427،1425) (2) اس سے مراد ہر وہ سرکشی ہے جس میں انسان اپنی حد سے گزر کر دوسرے پر دست درازی کرے۔ (3) اس سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنی قوت کو ناجائز فائدے اُٹھانے میں استعمال کرنے لگے۔ (4) اس سے مراد کسی کی جان، مال اور آبرو کے خلاف ناحق کاروائیاں کرنا ہے۔ (5) (البغی) سے مراد ظلم ہے۔ (6) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: البغی سے مراد تکبر اور ظلم ہے۔ (جامع البیان:168/14) (8) ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ، نبی ﷺ نے فرمایا: کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جس سے آخرت کے عذاب کے ساتھ، جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے تیار کر رکھا ہے دنیا میں بھی عذاب دینا لائق ہو سوائے بغاوت اور ناتا توڑنے کے (یعنی بغاوت اور قطع رحمی کرنے والے کو آخرت کے عذاب کے ساتھ دنیا کا عذاب بھی ہوگا۔ (ابن ماجہ:1142) (9) بغی کے معنی کسی چیز کی طلب اور خواہش کے حصول میں مناسب حد سے آگے نکل جانا، اپنے حق سے کچھ زیادہ وصول کرنے کی کوشش کرنا اور اسی نسبت سے دوسروں کا حق دبانا، اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرنا، نافرمانی کرنا، دوسروں کے جان ومال یا آبرو پر ناحق دست درازی کرنا، قانون شکنی کرنا، سرکشی کرنا وغیرہ سب کچھ شامل ہے۔ معروف لفظ بغاوت بھی اسی سے مشتق ہے۔ الغرض اگر ان مندرجہ بالا تین قسم کی برائیوں سے اجتناب کیا جائے تو ایسا معاشرہ ہر قسم کی قباحتوں اور برائیوں سے مہذب اور پاک صاف ہو جاتا ہے۔ (تیسیر القرآن:545/2) (10) سیدنا ابوذر جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ سے روایت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے میرے بندو! میں نے اپنے نفس پر ظلم کو حرام کرلیا ہے اور اسے تمہارے درمیان بھی حرام کر دیا ہے، پس تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔'' (مسلم:6572) (11) سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ظلم وزیادتی اور قطع رحمی جیسا کوئی اور گناہ نہیں ہے، جو اس لائق ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے مرتکب کو اسی دنیا میں سزا دے باوجود اس کے کہ اس کی سزا اس نے آخرت میں رکھ چھوڑی ہو۔'' (ابوداؤد:4902)

سوال9: ﴿يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ ''وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم سبق لو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿يَعِظُكُمْ﴾، وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یوصیکم'' یعنی وہ تمہیں وصیت کرتا ہے۔ (جامع البیان: 168/14) (2) وعظ ایسے کلام کو کہتے ہیں جو دل پگھلا دے۔ (اضواء البیان: 437/2) (3) اس طرح یہ آیت کریمہ تمام مامورات ومنہیات کی جامع ہے۔ (تفسیر سعدی: 1426)

﴿ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

كَفِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿91﴾

''اور تم اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرو جب تم آپس میں عہد کرو اور اپنی قسمیں پختہ کرنے کے بعد توڑ نہ دیا کرو جب کہ اللہ تعالیٰ کو تم اپنے اوپر ضامن بنا چکے ہو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو بھی تم کرتے ہو'' (91)

سوال 1: ﴿وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ﴾ ''اور تم اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرو جب کہ تم آپس میں عہد کرو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ﴾ ''اور تم اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرو جب کہ تم آپس میں عہد کرو'' پس جب اللہ تعالیٰ نے ان امور کا حکم دیا جو اصل شریعت میں واجب ہیں، تو اس نے ان امور کو پورا کرنے کا بھی حکم دیا جن کو بندہ خود اپنے آپ پر واجب کرتا ہے۔ (تفسیر سعدی: 1426/2) (2) یعنی ایفائے عہد اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اس لیے عہد پورا کرو۔ (3) یہ آیت کریمہ ان تمام عہدوں کو شامل ہے جو بندے نے اپنے رب کے ساتھ کیے ہیں، مثلاً عبادات، نذریں اور قسمیں وغیرہ جن کو بندے نے اپنے آپ پر لازم کیا ہو جب کہ وہ صحیح اور جائز ہوں اور یہ اس معاہدے کو بھی شامل ہے جو دو بندوں کے درمیان ہو، مثلاً لین دین کرنے والے دو اشخاص کے درمیان معاہدہ اور وہ وعدہ جو بندہ کسی اور کے ساتھ کرتا ہے اور اپنے آپ پر اس کو لازم قرار دے لیتا ہے۔ ان تمام صورتوں میں قدرت رکھتے ہوئے معاہدوں اور وعدوں کو پورا کرنا واجب ہے۔ (تفسیر سعدی: 1427/2) (4) ﴿وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ان احکام کا تمہیں تاکیدی حکم دیا ہے''۔ (الانعام: 152) (5) ﴿وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا﴾ ''اور عہد کو پورا کرو۔ یقیناً عہد کے بارے میں سوال کیا جائے گا''۔ (بنی اسرائیل: 34) (6) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: چار عادتیں جس کسی میں ہوں تو وہ خالص منافق ہے اور جس کسی میں ان چاروں میں سے ایک عادت ہو تو وہ (بھی) نفاق ہی ہے جب تک اسے نہ چھوڑ دے۔ (وہ یہ ہیں) جب اسے امین بنایا جائے تو (امانت میں) خیانت کرے اور بات کرتے وقت جھوٹ بولے اور جب (کسی سے) عہد کرے تو اسے پورا نہ کرے اور جب (کسی سے) لڑے تو گالیوں پر اتر آئے۔ (صحیح بخاری: 34) (7) سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے جنگ بدر میں حاضر ہونے سے کسی بات نے نہیں روکا سوائے اس کے کہ میں اور میرا باپ حسیل باہر نکلے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں ہم کو کفارِ قریش نے گرفتار کر لیا۔ انہوں نے کہا تم محمد کے پاس جانا چاہتے ہو؟ ہم نے کہا: ہم آپ ﷺ کا ارادہ نہیں رکھتے بلکہ ہم تو مدینہ جانا چاہتے تھے۔ تو انہوں نے ہم سے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ لیا کہ ہم مدینہ واپس چلے جائیں گے اور آپ ﷺ کے ساتھ مل کر جنگ نہ کریں پھر ہم رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو اس واقعہ وعدہ کی خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم دونوں واپس چلے جاؤ۔ ہم ان کے معاہدہ کو پورا کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے ان کے خلاف مدد مانگیں گے۔ (صحیح مسلم: 4639)

سوال 2: معاشرتی زندگی میں ایفائے عہد کی کیا اہمیت ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1) کسی معاشرے میں تعلقات اسی وقت برقرار رہ سکتے ہیں جب لوگ عہد کا احترام کریں۔(2) ایفائے عہد کے بغیر اجتماعی نظام قائم نہیں ہوسکتا۔

سوال3:﴿وَلَا تَنۡقُضُوا الۡاَیۡمَانَ بَعۡدَ تَوۡکِیۡدِھَا﴾''اور اپنی قسمیں پختہ کرنے کے بعد توڑ نہ دیا کرو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَلَا تَنۡقُضُوا الۡاَیۡمَانَ بَعۡدَ تَوۡکِیۡدِھَا﴾''اور اپنی قسمیں پختہ کرنے کے بعد توڑ نہ دیا کرو'' اللہ تعالیٰ نے عہد توڑنے سے منع فرمایا ہے۔(2)﴿بَعۡدَ تَوۡکِیۡدِھَا﴾ ''انہیں پختہ کرنے کے بعد'' یعنی اللہ تعالیٰ کے نام پر پختہ قسمیں کھانے کے بعد انہیں نہ توڑو۔ (3) رب العزت نے فرمایا﴿فَمَنۡ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنۡکُثُ عَلٰی نَفۡسِهٖ ۚ وَمَنۡ اَوۡفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیۡهُ اللّٰهَ فَسَیُؤۡتِیۡهِ اَجۡرًا عَظِیۡمًا﴾''چنانچہ جس نے عہد توڑا تو وہ اپنے نفس کے خلاف ہی توڑے گا اور جو پورا کرے گا اس عہد کو جو اُس نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہے تو بہت جلد اللہ تعالیٰ اُس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا'' (الفتح:10)(4) عہد توڑنا لعنت کا سبب بنتا ہے۔﴿فَبِمَا نَقۡضِھِمۡ مِّیۡثَاقَھُمۡ لَعَنّٰھُمۡ﴾ چنانچہ ان کے اپنا معاہدہ توڑنے کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی۔(المائدہ:13)(5)﴿وَقَدۡ جَعَلۡتُمُ اللّٰهَ عَلَیۡکُمۡ کَفِیۡلًا﴾''جب کہ اللہ تعالیٰ کو تم نے یقیناً اپنے اوپر ضامن بنالیا ہے'' اے معاہدہ کرنے والو! تم نے اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر ضامن بنالیا۔(6) اس لئے تمہارے لئے ہرگز جائز نہیں ہے کہ تم اس کے مطابق عمل نہ کرو جس پر تم نے اللہ تعالیٰ کو اپنا ضامن مقرر کیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کو ترک کرنا اور اس کی استہانت ہے۔ حالانکہ دوسرا فریق تم سے حلف لینے اور اس تاکید پر راضی ہوگیا جس میں تم نے اللہ تعالیٰ کو ضامن بنایا۔ جس طرح اس نے تمہیں امین بنایا اور تم پر اپنے حسن ظن کا اظہار کیا ہے اسی طرح تم بھی اپنے الفاظ اور تاکید کی پاس داری کرو۔ (تفسیر سعدی:1427/2)(7) سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''واللہ! میں جس چیز پر قسم کھالوں اور پھر اس کے علاوہ دوسری چیز میں بہتری دیکھوں تو ان شاء اللہ ضرور اس نیک کام کو کروں گا اور اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا۔'' (بخاری:6623)(8) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک آدمی کو رات کے وقت نبی ﷺ کے پاس دیر ہوگئی، پھر اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹا تو بچوں کو سوتا ہوا پایا۔ اس کے پاس اس کی بیوی کھانا لائی تو اس نے قسم کھائی کہ وہ اپنے بچوں کی وجہ سے نہیں کھائے گا۔ پھر اس کے لیے (مسئلہ) ظاہر ہوگیا تو اس نے کھالیا۔ پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:''جو شخص کسی بات کی قسم کھائے اور پھر کسی دوسری بات کو اس سے بہتر پائے تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کردے اور بہتر بات پر عمل کرے۔'' (صحیح مسلم:4271)

سوال4:﴿اِنَّ اللّٰهَ یَعۡلَمُ مَا تَفۡعَلُوۡنَ﴾''بلاشبہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو بھی تم کرتے ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: اللہ تعالیٰ ہر عمل کرنے والے کو اس کی نیت کے مطابق بدلہ دے گا۔

﴿وَلَا تَکُوۡنُوۡا کَالَّتِیۡ نَقَضَتۡ غَزۡلَھَا مِنۡۢ بَعۡدِ قُوَّةٍ اَنۡکَاثًا ؕ تَتَّخِذُوۡنَ اَیۡمَانَکُمۡ دَخَلًۢا بَیۡنَکُمۡ اَنۡ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ط اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ط وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿92﴾

''اورتم اُس عورت جیسے نہ ہو جاؤ جس نے مضبوط کرنے کے بعد اپنا سوت توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا، تم اپنی قسموں کو آپس میں فریب کا ذریعہ بناتے ہو تا کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے زیادہ بڑھ جائے، یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ تمہیں آزماتا ہے اور قیامت کے دن وہ تمہارے لیے ضرور بیان کرے گا جس میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔'' (92)

سوال1: ﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ م بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا﴾ ''اورتم اُس عورت جیسے نہ ہو جاؤ جس نے مضبوط کرنے کے بعد اپنا سوت توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ''اورتم اُس عورت جیسے نہ ہو جاؤ جس نے مضبوط کرنے کے بعد اپنا سوت توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا'' ﴿انكاثا﴾ ''ٹکڑے ٹکڑے'' یہ ایک عورت کا ذکر ہے اس کا نام خرقاء تھا (جو مکہ میں رہتی تھی) وہ دن بھر سوت کاتتی پھر توڑ توڑ کر پھینک دیتی۔ (بخاری کتاب التفسیر) (2) ابوبکر بن حفص سے روایت ہے کہ سعید یہ اسدیہ دیوانی ایک عورت تھی، جو بالوں کو اور سوت کو جمع کرتی اور کات کر پھر توڑ دیتی تھی، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تم مکہ کی اس دیوانی عورت کی طرح مت بنو۔ (تفسیر ابن عباس: 165/2) (3) اس مثال میں اس طرف اشارہ ہے کہ عقل و ہوش والے مرد اپنی قسمیں نہیں توڑتے ہیں، اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ احمق اور ناسمجھ عورتوں کے زمرے میں داخل ہو جاتے ہیں۔ (تیسیر الرحمٰن: 782/1) (4) جو شخص عہد توڑتا ہے دراصل اپنی رائے اور اپنا ارادہ بدلتا ہے۔ اس کی مثال اس کمزور عورت کی طرح ہے جو محنت کرتی ہے بار بار سوت کاتتی ہے لیکن ٹکڑے کر دیتی ہے یعنی ایک ایسا کام کرتی ہے جس کا اسے کوئی فائدہ نہیں۔

سوال2: ﴿تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا م بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ﴾ ''تم اپنی قسموں کو آپس میں فریب کا ذریعہ بناتے ہو تا کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے زیادہ بڑھ جائے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا م بَيْنَكُمْ﴾ ''تم اپنی قسموں کو آپس میں فریب کا ذریعہ بناتے ہو'' ﴿دَخَلًا بَيْنَكُمْ﴾ جو ناجائز بات ہو اس کو دخل کہتے ہیں جیسے (دخل یعنی خیانت) (2) سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کبیرہ گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی کی ناحق جان لینا اور یمین غموس (قصداً جھوٹی قسم کھانے کو کہتے ہیں۔)'' (صحیح بخاری: 6675) (3) سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں وہ معاہدہ نہیں ہے جو جاہلیت کے زمانے میں ہوا کرتا تھا (کہ ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کو لوٹنے اور غارت کرنے کے لیے تیسرے قبیلے سے دوستی اور عہد کرتا) اور جو قسم جاہلیت کے زمانے میں نیک بات کے لیے کھائی ہو تو اسلام اسے اور مضبوط کرے گا۔'' (مسلم: 6465) (4) سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ ان کے گھر میں رسول اللہ ﷺ نے انصار ومہاجرین میں باہم عہد و پیمان کروایا۔ (بخاری:6463) (5) نافع بیان کرتے ہیں کہ جب لوگ یزید بن معاویہ کی بیعت توڑنے لگے تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے تمام گھر والوں کو جمع کیا اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور اس کے بعد فرمایا، ہم نے یزید کی بیعت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی بیعت پر کی ہے اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ نے فرمایا: ''ہر غدار کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا گاڑا جائے گا اور اعلان کیا جائے گا کہ یہ غدار فلاں بن فلاں کا ہے۔'' اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنے کے بعد سب سے بڑا غدر ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بیعت کسی کے ہاتھ پر کر کے توڑ دی جائے۔ یاد رکھو! تم میں سے کوئی یزید کی بیعت نہ توڑے اور اس بارے میں حد سے نہ بڑھے، کیونکہ میرے درمیان اور اس (یزید) کے درمیان رسول اللہ ﷺ (کی بیعت) ہے۔ (بخاری:7111)

سوال3: ﴿ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ تمہیں آزماتا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ''یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ تمہیں آزماتا ہے'' یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہاری آزمائش ہے۔ اللہ تعالیٰ جب امتحان میں ڈالتا ہے تو سچا اور وفادار انسان بدعہد کے مقابلے میں نکھر کر سامنے آجاتا ہے۔

سوال4: ﴿وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ﴾ ''اور قیامت کے دن وہ ضرور تمہارے لیے ان چیزوں کو بیان کرے گا جن میں تم اختلاف کرتے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: ''اور قیامت کے دن وہ ضرور تمہارے لیے ان چیزوں کو بیان کرے گا جن میں تم اختلاف کرتے تھے'' تاکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہیں تمہارے اعمال کی خبر دے اور عہد توڑنے والوں کو رسوا کرے۔

﴿ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلَتُسْئَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (93)﴾

''اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یقیناً سب کو ایک ہی اُمت بنا دیتا لیکن وہ جسے چاہتا ہے گمراہی میں ڈال دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور تم سے ضرور اس کے بارے میں پوچھا جائے گا جو تم عمل کیا کرتے تھے''۔(93)

سوال1: ﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً﴾ ''اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو ایک ہی اُمت بنا دیتا'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً﴾ ''اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو ایک ہی اُمت بنا دیتا'' اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت پر جمع کر دیتا۔ (2) لیکن اس نے دنیا کو امتحان کے لیے بنایا ہے۔ (3) اللہ تعالیٰ کا امتحانی منصوبہ اسی صورت میں کامیاب ہو سکتا تھا کہ ہر شخص کو ماننے یا نہ ماننے کی پوری آزادی ہو۔ (4) اگر امتحان کی مصلحت نہ ہوتی تو انسان بھی کائنات کی طرح اللہ تعالیٰ کا حکم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماننے کے لیے مجبور ہوتے اور باہم اختلافات نہ ہوتے۔(5)﴿وَلَوْ شَآءَ رَبُّکَ لَاٰمَنَ مَنْ فِی الْاَرْضِ کُلُّهُمْ جَمِیْعًا ﴾''اور اگر آپ کا ربّ چاہتا تو جوزمین میں ہیں سب اکٹھے ضرور ایمان لاتے۔'' (یونس:99)(6)﴿وَلَوْ شَآءَ رَبُّکَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ (۱۱۸) اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّکَ ط وَلِذٰلِکَ خَلَقَهُمْ ط وَتَمَّتْ کَلِمَةُ رَبِّکَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (۱۱۹)﴾''اور اگر آپ کا رب چاہتا تو تمام انسانوں کو یقیناً ایک ہی اُمت بنا دیتا اور وہ ہمیشہ اختلاف کرنے والے ہی رہیں گے۔ مگر جن پر آپ کا رب رحم کرے اور اسی لیے اُس نے ان کو پیدا کیا اور تیرے رب کی وہ بات پوری ہوگئی کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سب ہی سے ضرور بھر دوں گا۔'' (ہود:118، 119)

سوال2:﴿وَّلٰکِنْ یُّضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ﴾''لیکن وہ جسے چاہتا ہے گمراہی میں ڈال دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''لیکن وہ جسے چاہتا ہے گمراہی میں ڈال دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے'' مگر اللہ تعالیٰ ہدایت دینے اور گمراہ کرنے میں یکتا ہے اور اس کا ہدایت دینا اور گمراہ کرنا اس کے ایسے افعال ہیں جو اس کے علم وحکمت کے تابع ہیں، وہ اپنے فضل وکرم سے ایسے شخص کو ہدایت سے نوازتا ہے جو اس کا مستحق ہے اور اپنے عدل کی بنا پر ایسے شخص کو ہدایت سے محروم کر دیتا ہے جو اس کا مستحق نہیں۔ (تفسیر سعدی:/1428،1429)

سوال3:﴿وَلَتُسْئَلُنَّ عَمَّا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴾''اور تم سے ضرور اس کے بارے میں پوچھا جائے گا جو تم عمل کیا کرتے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:''اور تم سے ضرور اس کے بارے میں پوچھا جائے گا جو تم عمل کیا کرتے تھے'' یعنی تم سے تمہارے اچھے برے اعمال کے بارے میں ضرور سوال کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا پورا پورا بدلہ دے گا۔

﴿وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَیْمَانَکُمْ دَخَلًۢا بَیْنَکُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ج وَلَکُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ (94)﴾

''اور تم اپنی قسموں کو آپس میں فریب کا ذریعہ نہ بناؤ کہ کوئی قدم اپنے جمنے کے بعد پھسل جائے اور تم برائی کا مزہ چکھو، اس کے بدلے میں جو تم نے اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکا اور تمہارے لیے بہت بڑا عذاب ہے''۔(94)

سوال:﴿وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَیْمَانَکُمْ دَخَلًۢا بَیْنَکُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ج وَلَکُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ﴾''اور تم اپنی قسموں کو آپس میں فریب کا ذریعہ نہ بناؤ کہ کوئی قدم اپنے جمنے کے بعد پھسل جائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اورتم برائی کا مزہ چکھو،اس کے بدلے میں جوتم نے اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکا اورتمہارے لیے بہت بڑا عذاب ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ وَلَا تَتَّخِذُوۡۤا اَيۡمَانَكُمۡ ﴾''اورتم اپنی قسموں کو نہ بناؤ'' اللہ تعالیٰ نے دھوکہ دینے کے لئے جھوٹی قسمیں کھانے سے ڈرایا ہے یعنی اپنے عہد اور میثاق کو نہ بناؤ۔(2)﴿دَخَلًاۢ بَيۡنَكُمۡ﴾''آپس میں فریب کا ذریعہ'' یعنی اپنی خواہشات کے تابع نہ بناؤ کہ جب چاہے عہد پورا کردو، جب چاہے توڑ دو۔(3)﴿فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعۡدَ ثُبُوۡتِهَا ﴾''کہ کوئی قدم اپنے جمنے کے بعد پھسل جائے'' یہ مثال اس کی ہے جو سیدھی راہ پرآ جانے کے بعد اس سے ہٹ کر ایک طرف کو ہوگیا اور جھوٹی قسمیں کھا کر راہ ہدایت سے بھٹک گیا، کیونکہ جھوٹی قسمیں اللہ تعالیٰ کی راہ سے روک دیتی ہیں۔ جب کوئی غیر مسلم دیکھتا ہے کہ فلاں مسلمان نے عہد کرکے توڑ ڈالا تو اس کے اسلام کے بارے میں اچھے خیالات نہیں رہتے اور اعتبار جاتا رہتا ہےاور وہ اسلام قبول کرنے سے رک جاتا ہے اسی لئے فرمایا۔(4)﴿وَتَذُوۡقُوا السُّوۡٓءَ﴾'' اورتم برائی کا مزہ چکھو'' یعنی تم ایسے عذاب کا مزہ چکھو گے جو بہت برا ہوگا اور غم میں مبتلا کرنے والا ہوگا۔(5)﴿بِمَا صَدَدۡتُّمۡ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ﴾ ''اس کے بدلے میں جوتم نے اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکا'' کیونکہ تم خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی اللہ تعالیٰ کے راستے سے بھٹکا دیا۔ (6)﴿وَلَـكُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ﴾''اورتمہارے لیے بہت بڑا عذاب ہے'' تمہارے لئے بڑا بھاری عذاب تیار ہے۔

﴿وَلَا تَشۡتَرُوۡا بِعَهۡدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيۡلًا‌ ؕ اِنَّمَا عِنۡدَ اللّٰهِ هُوَ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ‏ ﴿95﴾﴾

''اور اللہ تعالیٰ کے عہد کو تھوڑی قیمت کے عوض مت بیچو، بلاشبہ جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہی تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اگر تم جانتے ہو''۔(95)

سوال1:﴿وَلَا تَشۡتَرُوۡا بِعَهۡدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيۡلًا ﴾''اور اللہ تعالیٰ کے عہد کو تھوڑی قیمت کے عوض مت بیچو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَلَا تَشۡتَرُوۡا بِعَهۡدِ اللّٰهِ﴾''اور اللہ تعالیٰ کے عہد کو مت بیچو'' اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ڈرایا ہے جو اس کے عہد کے بدلے میں دنیا کا چندروزہ سامان خرید لیتے ہیں۔(2)﴿ ثَمَنًا قَلِيۡلًا ﴾''تھوڑی قیمت کے عوض'' یعنی وہ چند ٹکڑے جن کی خاطر تم معاہدے اور قسمیں توڑ ڈالتے ہو اور وہ مقام جو بدعہدی کرکے حاصل کرتے ہو وہ کتنا قلیل ہے۔

سوال2:﴿اِنَّمَا عِنۡدَ اللّٰهِ هُوَ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴾''بلاشبہ جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہی تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اگر تم جانتے ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے پاس دنیا اور آخرت کا بدلہ ہے۔(2)﴿ هُوَ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ﴾ ''وہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے'' وہ دنیا کی ختم ہوجانے والی متاع سے کہیں بہتر ہے۔(3)﴿اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴾''اگر تم جانتے ہو'' اگر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمہیں علم ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس سے ثواب کی امید رکھنا بہتر ہے تو تم عہد کے پابند رہو گے۔(4) اس لئے انہوں نے باقی رہنے والی کو فانی پر ترجیح دی ہے۔

﴿مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ط وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (96)﴾

''جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے باقی رہنے والا ہے۔ اور جن لوگوں نے صبر کیا ہم ضرور اُن کو زیدہ اچھا بدلہ دیں گے اس کا جو وہ عمل کیا کرتے تھے۔'' (96)

سوال1: ﴿مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ ط وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ﴾ ''جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے باقی رہنے والا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿مَا عِنْدَكُمْ﴾ ''جو کچھ تمہارے پاس ہے'' خواہ وہ بے شمار ہی کیوں نہ ہو۔ (2) ﴿يَنْفَدُ﴾ ''وہ ختم ہو جائے گا'' دنیا کی ہر شہ ناپائیدار ہے۔ (3) ﴿وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ﴾ ''اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے باقی رہنے والا ہے'' اس کو کبھی زوال نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ کا ثواب باقی رہنے والا ہے پائیدار، ہمیشہ رہنے والا ہے۔ عقل مند وہ ہے جو پائیدار، نفیس چیز کو ترجیح دیتا ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا (۱۶) وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى (۱۷)﴾ ''بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ آخرت بہت بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ (اعلیٰ:16,17) ﴿وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ﴾ '' اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ نیک لوگوں کے لئے بہتر ہے۔ (آل عمران: 198)

سوال2: ﴿وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ''اور جن لوگوں نے صبر کیا یقیناً اُنہیں ہم ضرور زیادہ اچھا بدلہ دیں گے اس کا جو وہ عمل کرتے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا﴾ ''اور جن لوگوں نے صبر کیا یقیناً اُنہیں ہم ضرور بدلہ دیں گے'' یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے خود کو بچا کر صبر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں خود کو لگا کر صبر کرتے ہیں اور ان دنیاوی لذتوں سے منہ موڑتے ہیں جو ان کے دین کے لیے نقصان دہ ہیں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر فرمایا کہ میں انہیں ضرور بہترین جزا دوں گا۔ (2) ﴿اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ''زیادہ اچھا بدلہ اس کا جو وہ عمل کرتے تھے'' یعنی ان کے نیک اعمال کا بدلہ دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی نیک انسان کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ج وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿97﴾

''جوشخص نیک عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو تو اسے ہم ضرور زندگی دیں گے، پاکیزہ زندگی اور ہم ضرور بدلے میں اُن کا اجر زیادہ اچھا دیں گے جو وہ عمل کرتے تھے''۔(97)

سوال1:﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ﴾''جوشخص نیک عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو تو اسے ہم ضرور زندگی دیں گے، پاکیزہ زندگی'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ ﴾''جوشخص نیک عمل کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت اور اور وہ مومن ہو'' اللہ تعالیٰ نے ایمان لاکر نیک اعمال کرنے والوں سے وعدہ فرمایا ہے کیونکہ ایمان نیک اعمال کی درستگی اور قبولیت کے لیے ضروری شرط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایمان کے بغیر کسی نیک عمل کو نیک کہا ہی نہیں جا سکتا۔تو جو کوئی ایمان اور نیک اعمال کو ملا لیتا ہے اس کے بارے میں رب العزت نے فرمایا کہ اسے پاک زندگی بسر کروائیں گے۔(2)﴿فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ﴾''اسے ہم ضرور زندگی دیں گے، پاکیزہ زندگی'' یعنی ہم اسے دنیا میں بھی عزت کی زندگی دیں گے۔یہ زندگی اطمینان قلب، سکون نفس اور ان امور کی طرف عدم التفات پر مشتمل ہے جو قلب کو تشویش میں مبتلا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کو اس طرح رزق حلال سے نوازتا ہے کہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔ (تفسیر سعدی:2/1430,1431)

سوال2:حیات طیبہ سے کیا مراد ہے؟

جواب:حیاتِ طیبہ سے مراد دنیا کی بہتر زندگی ہے۔بہتر زندگی سے مراد تقویٰ والی زندگی ہے۔بہتر زندگی سے مراد عبادت اور اطاعت والی زندگی ہے۔بہتر زندگی سے مراد اطمینان اور سکون والی زندگی ہے۔

سوال3:﴿ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾''اور ہم ضرور بدلے میں اُن کا اجر زیادہ اچھا دیں گے جو وہ عمل کرتے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ ﴾''اور ہم ضرور بدلہ میں دیں گے'' یعنی آخرت میں۔(2)﴿اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾''اُن کا اجر زیادہ اچھا جو وہ عمل کرتے تھے'' یعنی اللہ تعالیٰ انہیں مختلف قسم کی لذات سے نوازے گا جن کو کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں کبھی ان کا خیال گزرا ہے۔پس اللہ تعالیٰ انہیں دنیا میں بھی بھلائی سے نوازے گا اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کرے گا۔(تفسیر سعدی:2/1430,1431)(2)ہر مسلمان (مرد و عورت) کو خوش خبری دی گئی ہے کہ ایمان لانے کے بعد کوئی بھی قرآن وسنت کے مطابق عمل کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے اس دنیا میں راحت و سعادت اور وسیع رزق حلال عطا کرے گا، اور قیامت کے دن ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے اعمال صالحہ کا کئی گنا بہتر بدلہ دے گا۔(تیسیر الرحمن:784/1)(3)سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کسی مؤمن سے ایک نیکی کا بھی ظلم نہیں کرے گا۔ دنیا میں اسے اس کا بدلہ عطا کیا جاتا ہے اور آخرت میں بھی اسے اس کا بدلہ عطا کیا جائے گا اور کافر کو دنیا میں ہی بدلہ عطا کر دیا جاتا ہے جو وہ نیکیاں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرتا ہے۔ یہاں تک کہ جب آخرت میں فیصلہ ہوگا تو اس کے لیے کوئی نیکی نہ ہوگی جس کا اسے بدلہ دیا جائے۔(صحیح مسلم:7089)

﴿ فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (98) ﴾

”پس جب آپ قرآن پڑھیں تو شیطانِ مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں“(98)

سوال:﴿فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴾”پس جب آپ قرآن پڑھیں تو شیطانِ مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں“ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ ﴾ ”پھر جب آپ قرآن پڑھیں“یعنی جب آپ سب سے جلیل ترین کتاب کی قراءت کا ارادہ کریں تو جان لیں کہ آپ کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ شیطان ہے۔ وہ بندے کو اس کے مقاصد اور معانی سے دور کر دیتا ہے۔(2)چنانچہ کتاب اللہ کی قراءت کرنے والا تعوذ پڑھے اور اس کے معنی پر غور و فکر کرے۔(3)چونکہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی برحق کتاب ہے، اور ”حق“ کا جنوں اور انسانوں کے شیاطین میں سے ایک دشمن اور مخالف ضرور ہوتا ہے جو اس کے خلاف لوگوں کے دلوں میں شبہات پیدا کرتا ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ جب آپ قرآن کی تلاوت کریں تو اللہ تعالیٰ کے ذریعہ مردود شیطان کے وسوسوں سے پناہ مانگیں،شوکانی کہتے ہیں کہ جب قرآن کریم کی تلاوت سے پہلے شیطان کے شر سے پناہ مانگنا ضروری ہوا، تو نیک اعمال کرنے سے پہلے اس کے شر سے پناہ مانگنا بدرجہ اولیٰ ضروری ہوا۔(تیسیر الرحمن:784,785/1)(4)سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو(نماز کے لیے کھڑے)ہوتے تو﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ ﴾ کہتے، پھر یہ دعا پڑھتے:﴿سبحانک اللّٰھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالٰی جدک ولا الٰہ غیرک ﴾پھر کہتے:﴿لا الٰہ الا اللّٰہ ﴾تین بار، پھر کہتے:﴿اللّٰہ اکبر کبیرا ﴾تین بار، پھر کہتے ﴿اعوذ باللّٰہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم من ھمزہ ونفخہ ونفثہ ﴾”میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں جو سننے والا جاننے والا ہے، شیطان مردود سے، اس کے خبط سے، اس کے تکبر سے اور اس کی شعر شاعری سے“۔(ابوداؤد:775)

﴿اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (99) ﴾

”یقیناً ان لوگوں پر اس کا کچھ غلبہ نہیں جو ایمان لائے اور جو اپنے ربّ پر بھروسہ کرتے ہیں۔“(99)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: ﴿اِنَّهٗ لَيۡسَ لَهٗ سُلۡطٰنٌ عَلَى الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَلٰى رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ﴾ ''یقیناً ان لوگوں پر یقیناً اس کا کوئی غلبہ نہیں جو ایمان لائے اور جو اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّهٗ لَيۡسَ لَهٗ سُلۡطٰنٌ عَلَى الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا﴾ ''یقیناً ان لوگوں پر اس کا کوئی غلبہ نہیں جو ایمان لائے'' یعنی شیطان کا مومنوں پر کچھ زور نہیں چلتا کہ وہ انہیں ایسے گناہ میں پھنسادے جن سے انہیں توبہ نصیب نہ ہو یعنی ان پر شیطان کے غلبے کی کوئی صورت نہیں۔ خود شیطان نے اعتراف کیا ہے: ﴿اِلَّا عِبَادَكَ مِنۡهُمُ الۡمُخۡلَصِيۡنَ (۴۰) قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَىَّ مُسۡتَقِيۡمٌ (۴۱) اِنَّ عِبَادِىۡ لَيۡسَ لَكَ عَلَيۡهِمۡ سُلۡطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الۡغٰوِيۡنَ (۴۲) وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوۡعِدُهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ (۴۳)﴾ ''مگر ان میں تیرے وہ بندے جو خالص کیے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یہ راستہ ہے جو مجھ تک سیدھا ہے۔ بے شک میرے بندوں پر تیرے لیے کوئی غلبہ نہیں ہوگا مگر جو گمراہوں میں سے تیرے پیچھے چلیں گے۔ اور بے شک جہنم یقیناً ان سب کے وعدے کی جگہ ہے۔ (الحجر:40۔43) یعنی اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں پر میرا داؤ نہیں۔ (2) ﴿وَعَلٰى رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ﴾ ''اور جو اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں'' اللہ تعالیٰ اپنے اوپر بھروسہ کرنے والے اہل ایمان سے شیطان کو دور ہٹا دیتا ہے۔

﴿اِنَّمَا سُلۡطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ يَتَوَلَّوۡنَهٗ وَالَّذِيۡنَ هُمۡ بِهٖ مُشۡرِكُوۡنَ (100)﴾

''اس کا زور تو صرف ان ہی پر چلتا ہے جو اس سے دوستی رکھتے ہیں اور جو اس (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ شریک کرنے والے ہیں'' (100)

سوال1: ﴿اِنَّمَا سُلۡطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ يَتَوَلَّوۡنَهٗ وَالَّذِيۡنَ هُمۡ بِهٖ مُشۡرِكُوۡنَ﴾ ''اس کا زور تو صرف ان ہی پر چلتا ہے جو اس سے دوستی رکھتے ہیں اور جو اس (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ شریک کرنے والے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّمَا سُلۡطٰنُهٗ﴾ ''یقیناً اس کا زور تو'' یعنی شیطان کا تسلط۔ (2) ﴿عَلَى الَّذِيۡنَ يَتَوَلَّوۡنَهٗ﴾ ''صرف ان ہی پر چلتا ہے جو اس سے دوستی رکھتے ہیں'' صحابہ کا قول ہے کہ وہ اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ (2) ﴿عَلَى الَّذِيۡنَ يَتَوَلَّوۡنَهٗ﴾ ''ان ہی پر جو اس سے دوستی رکھتے ہیں'' وہ اللہ تعالیٰ کی دوستی سے نکل کر اپنے آپ کو شیطان کی دوستی اور سرپرستی میں دے دیتے ہیں یا جو اللہ کریم کو چھوڑ کر غیر اللہ سے دوستی گانٹھتے ہیں۔ (3) ﴿وَالَّذِيۡنَ هُمۡ بِهٖ مُشۡرِكُوۡنَ﴾ ''اور جو اس (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ شریک کرنے والے ہیں'' یعنی جنہوں نے اپنے مال اور اولاد میں شیطان کو شریک بنالیا۔ (جامع البیان:180/14) (4) ربیع کا قول ہے: یقیناً اللہ تعالیٰ کے دشمن ابلیس نے کہا: ﴿فَبِعِزَّتِكَ لَاُغۡوِيَنَّهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ (۸۲) اِلَّا عِبَادَكَ مِنۡهُمُ الۡمُخۡلَصِيۡنَ﴾ ''پھر تیری عزت کی قسم! میں اُن سب لوگوں کو ضرور گمراہ کروں گا۔ سوائے تیرے اُن بندوں کے جو خالص کر لیے گئے۔'' (ص:82،83) (5) ﴿اَلَمۡ اَعۡهَدۡ اِلَيۡكُمۡ يٰبَنِىۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّيۡطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ﴾ ''اے آدم کی اولاد! کیا میں نے تمہیں تاکید نہیں کی تھی کہ شیطان کی عبادت نہ کرو یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔'' (یٰس:60) (6) مشرکوں نے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

شیطان کی اطاعت کی اور مخلصوں پر اس کا وار نہیں چلتا۔

رکوع نمبر:20

﴿وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (101) ﴾

''اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت تبدیل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے جو بھی وہ نازل کرتا ہے تو وہ کہتے ہیں تو خود ہی گھڑنے والا ہے بلکہ ان میں سے اکثر لوگ علم نہیں رکھتے''۔(101)

سوال1:﴿وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ ﴾''اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت تبدیل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے جو بھی وہ نازل کرتا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ﴾''اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت تبدیل کرتے ہیں'' اللہ رب العزت نے محمد ﷺ کی نبوت کا انکار کرنے والوں کے شبہات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ قرآن حکیم میں ایسے امور کی جستجو میں رہتے ہیں جو ان کے لیے دلیل بنیں حالانکہ رب العزت حاکم بھی ہے، کمال حکمت والا بھی ہے، جو احکامات کو شروع کرتا ہے اور ایک حکم کو بدل کر دوسرا حکم لے آتا ہے۔ اس تبدیلی کے موقع پر ان کا کیا طرز عمل ہوتا ہے۔(2)﴿وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ﴾''اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت تبدیل کرتے ہیں'' اس سے مراد ہے ایک حکم کو منسوخ کر کے اس کی جگہ دوسرا حکم نازل کرنا۔ انسانی تربیت کی مصلحتوں کی وجہ سے ابتداء میں بعض نرم احکامات نازل کیے گئے اور آہستہ آہستہ ان احکامات میں شدت آتی گئی۔ یہ اس مقصد کے لیے تھا کہ معاشرہ مکمل طور پر صحت یاب ہو جائے۔(3) رب العزت نے فرمایا:﴿ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ۭ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾'' جو آیت ہم منسوخ کر دیں یا جسے ہم بھلا دیں، ہم اس سے بہتر یا اس کی جگہ اس جیسی دوسری لاتے ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔'' (البقرہ:106)(4)﴿وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ ﴾''اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے جو بھی وہ نازل کرتا ہے'' اللہ تعالیٰ اپنی حکمت اور رحمت کی بنا پر کسی حکم کو بدل کر اس کی جگہ دوسرے حکم کو لے آتا ہے۔ (تفسیر سعدی:1432/2)

سوال2:﴿قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾''تو وہ کہتے ہیں تو خود ہی گھڑنے والا ہے بلکہ ان میں سے اکثر لوگ علم نہیں رکھتے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿قَالُوْٓا﴾ جب احکام میں تبدیلی دیکھتے ہیں تو مشرک نبی ﷺ سے کہتے ہیں۔(2)﴿اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ﴾''تو خود ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گھڑنے والا ہے'' جب وہ احکامات میں تبدیلی دیکھتے ہیں تو رسول ﷺ اور قرآن حکیم میں عیب نکالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ جھوٹے ہیں۔(2) یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب مشرکین نے کہا کہ (نعوذ باللہ) محمد ﷺ نے اپنے اصحاب کو مسخر کر رکھا ہے کہ ایک دن ان کو کسی امر کا حکم دیتے ہیں اور پھر اگلے دن اسی سے منع کر دیتے ہیں یا پہلے والے حکم سے زیادہ آسان حکم دے دیتے ہیں۔ یہ شخص تو اپنی طرف سے باتیں گھڑ لیتا ہے۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ (قرآنی آیات کا شان نزول، نیساپوری:300) (3) ﴿ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ ''بلکہ ان میں سے اکثر لوگ علم نہیں رکھتے'' مشرک نادان ہیں۔ ان میں یقین اور ثبات کی کیفیت نہیں۔ ان سے ایمان کی امید نہیں ہوسکتی کیونکہ وہ جاہل ہیں نہ اپنے رب کے بارے میں جانتے ہیں، نہ اس کے احکامات کے بارے میں، جاہل کی جرح وقدح کا کوئی اعتبار نہیں۔

﴿قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ(102)﴾

''آپ کہہ دیں روح القدس نے تمہارے رب کی جناب سے حق کے ساتھ اس کو اتارا ہے تاکہ وہ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھے اور فرماں برداروں کے لیے ہدایت اور خوشخبری ہو۔'' (102)

سوال: ﴿ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴾ ''آپ کہہ دیں روح القدس نے تمہارے رب کی جناب سے حق کے ساتھ اس کو اتارا ہے تاکہ وہ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھے اور فرماں برداروں کے لیے ہدایت اور خوش خبری ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ ﴾ ''آپ کہہ دیں روح القدس نے حق کے ساتھ اس کو اتارا ہے'' محمد بن کعب رحمہ اللہ نے کہا روح القدس سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ (جامع البیان:183/14) (2) رب العزت کا فرمان ہے: ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ (۱۹۳) عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ (۱۹۴)﴾ ''اسے روح الامین لے کر اترا ہے۔ آپ کے دل پر تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہوں۔'' (الشعراء:193,194) (3) ﴿ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ ﴾ ''تمہارے رب کی جناب سے حق کے ساتھ'' یعنی قرآن مجید کو جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق کے ساتھ لے کر آئے ہیں۔ (4) قرآن مجید کی خبریں، اس کے احکامات، اس کے نواہی حق پر مبنی ہیں۔ کسی کے لئے اس میں گنجائش نہیں کہ وہ اس کو باطل ثابت کر سکے۔ کیونکہ باطل نہ اس کے آگے سے آسکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے۔ (5) رب العزت نے فرمایا: ﴿لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ﴾ ''باطل اس کے پاس نہ اُس کے آگے سے آسکتا ہے اور نہ اُس کے پیچھے سے۔'' (فصلت:42) (6) ﴿ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴾ ''جلد ہی ہم انہیں اپنی نشانیاں دکھائیں گے، دنیا کے کناروں میں بھی اور ان کی اپنی جانوں میں بھی، یہاں تک کہ ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر ظاہر ہو جائے گا کہ یقیناً وہ حق ہے اور کیا آپ کے رب کے بارے میں یہی بات کافی نہیں کہ یقیناً وہ ہر چیز پر گواہ ہے۔(الفصلت:53)
(7) ﴿لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ ''تا کہ وہ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھے'' جبرائیل اس قرآن کو لے کر آئے ہیں تا کہ ایمان والے اس کی تصدیق کریں اور ان کے دل اس قرآن کے آگے جھک جائیں۔(مختصر ابن کثیر:1013/2) (8) حق جب دلوں کے اندر جڑ پکڑتا ہے تو پہاڑوں سے بھی زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اسی قرآن کے ذریعے سے ثابت قدمی عطا فرماتے ہیں۔(9) ﴿وَهُدًى﴾ اور ہدایت یعنی اللہ تعالیٰ اشیاء کے حقائق کی طرف ان کی راہ نمائی کرتا ہے، ان کے سامنے باطل میں سے حق اور گمراہی میں سے ہدایت کو واضح کرتا ہے۔(تفسیر سعدی:1433/2) (9) ﴿وَبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ﴾ ''اور فرماں برداروں کے لئے خوش خبری'' اور وہ انہیں اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لئے اچھا اجر ہے جہاں وہ ابدالآباد تک رہیں گے، نیز اللہ تعالیٰ کا اپنے احکام کو رفتہ رفتہ نازل کرنا اہل ایمان کے لئے زیادہ ہدایت اور بشارت کا باعث بنتا ہے۔ یک بارگی نازل کرنے سے فکر تفرق اور تشتت کا شکار ہوتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ حکم اور بشارت کو زیادہ کثرت سے نازل کرتا ہے۔ جب اہل ایمان ایک حکم کو سمجھ کر اس کا فہم حاصل کر لیتے ہیں، انہیں اس کی مراد کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے اور وہ اس کے مفاہیم و معانی سے خوب سیراب ہو جاتے ہیں تب اللہ تعالیٰ اس جیسا ایک اور حکم نازل کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام اس پر عمل کر کے بہت بڑے مقام پر پہنچ گئے، ان کی عادات اور طبائع بدل گئیں اور انہوں نے ایسے اخلاق، عادتیں اور اعمال اختیار کر لئے جن کی بناء پر وہ تمام اولین و آخرین سے بڑھ گئے۔ ان کے بعد آنے والوں کے لئے زیادہ مناسب یہی ہے کہ وہ کتاب اللہ کے علوم کے ذریعے سے اپنی تربیت کریں، اس کے اخلاق کو اپنائیں، گمراہی اور جہالتوں کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں اس کے نور سے روشنی حاصل کریں اور تمام حالات میں اپنا راہ نما بنائیں پس اس طرح ہی ان کے دینی اور دنیاوی معاملات درست رہیں گے۔(تفسیر سعدی:1433/2)
(10) اس طرف اشارہ ہے کہ یہ قرآن مسلمانوں کے برعکس دشمنان اسلام کے کفر کو اور بڑھا دیتا ہے اور ان کے غم میں اضافہ کر دیتا ہے۔(تیسیر الرحمٰن:785/1)

﴿وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ (103)﴾

''اور ہم جانتے ہیں یقیناً وہ کہتے ہیں کہ بے شک اسے تو ایک آدمی سکھاتا ہے، جس آدمی کی طرف وہ غلط منسوب کرتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ واضح عربی زبان ہے''۔(103)

سوال1: ﴿وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ﴾ ''اور ہم جانتے ہیں یقیناً وہ کہتے ہیں کہ بے شک اسے تو ایک آدمی سکھاتا ہے'' کی وضاحت کریں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿ وَلَقَدْ نَعْلَمُ ﴾''اور ہم جانتے ہیں''اللہ رب العزت نے اپنے رسول کو جھٹلانے والے مشرکین قریش کے قول کے بارے میں آگاہ فرمایا ہے۔(2)﴿اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ ﴾''یقیناً وہ کہتے ہیں''یعنی مشرک کہتے ہیں۔(3)﴿اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ﴾''بے شک اسے تو ایک آدمی سکھاتا ہے''یعنی یہ قرآن محمد ﷺ کو ایک آدمی سکھاتا ہے۔

سوال2: ﴿ لِسَانُ الَّذِىْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِىٌّ﴾''جس آدمی کی طرف وہ غلط منسوب کرتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿لِسَانُ الَّذِىْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِىٌّ﴾''جس آدمی کی طرف وہ غلط منسوب کرتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے''مشرک الزام لگاتے تھے کہ محمد ﷺ ہمیں جو قرآن سناتے ہیں وہ ایک عجمی شخص سکھاتا ہے جو کسی قریشی قبیلے کا غلام اور تاجر ہے اور صفا پر مال بیچا کرتا ہے۔آپ ﷺ کبھی کبھی اس سے بیٹھ کر باتیں کیا کرتے تھے۔اس کے بارے میں مشرکوں کا یہ خیال تھا کہ یہی محمد ﷺ کو سکھاتا ہے۔
(مختصر ابن کثیر:2/1013)

سوال3:﴿وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِىٌّ مُّبِيْنٌ﴾''اور یہ واضح عربی زبان ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَّهٰذَا﴾''اور یہ''یعنی یہ قرآن۔(2)﴿ لِسَانٌ عَرَبِىٌّ مُّبِيْنٌ﴾''واضح عربی زبان ہے''اللہ تعالیٰ نے اس کا انتہائی سادہ اور لا جواب کر دینے والا جواب دیا کہ جس شخص کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو باتیں سکھاتا ہے اس کی زبان عجمی ہے اور یہ قرآن عربی مبین ہے۔

سوال4:قرآن حکیم کو رب العزت نے مبین کہا۔اس کی وضاحت کریں؟

جواب:قرآن حکیم کو مبین اس لیے کہا گیا کہ یہ ایک فصیح و بلیغ کتاب ہے۔اس کے بیان میں اعجاز ہے۔قرآن حکیم میں کوئی ابہام نہیں ہے۔

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (104)﴾

''یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے،اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نہیں دیتا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔''(104)

سوال:﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ﴾''یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ﴾''یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے''یعنی جو اس بات پر ایمان نہیں رکھتے کہ یہ آیات اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئیں ہیں حالانکہ یہ آیات واضح حق کی دلیل ہیں۔(2) یہ لوگ ان آیات کو جھٹلاتے ہیں اور انہیں قبول نہیں کرتے۔(2)﴿لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ ﴾''اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نہیں دیتا''اللہ تعالیٰ انہیں حق تک پہنچنے کی توفیق نہیں دیتا۔(جامع البیان:14/186)(3) کیونکہ ان کے پاس ہدایت آئی مگر انہوں نے اس کو ٹھکرا دیا اس لئے ان کو یہ سزا دی گئی کہ ان کو ہدایت سے محروم کر دیا گیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اوراللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ (تفسیر سعدی:1434/2) (4) ﴿وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ ''اوران کے لیے دردناک عذاب ہے''اللہ تعالیٰ کی آیات کو نہ ماننے والوں کے لیے دردناک عذاب ہے اس وجہ سے کہ وہ زندگی میں بڑی حقیقت کو مان کر بڑے کاموں میں مصروف ہونے کی بجائے چھوٹی باتوں میں مشغول رہتے ہیں، پروپیگنڈا کرتے ہیں اوراللہ تعالیٰ کی پکڑ کے مستحق بن جاتے ہیں۔

﴿اِنَّمَا يَفْتَرِى الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ (105)﴾

''جھوٹ تو وہی گھڑتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آیات پرایمان نہیں رکھتے اور وہی لوگ جھوٹے ہیں''۔(105)

سوال:﴿اِنَّمَا يَفْتَرِى الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ﴾ ''جھوٹ تو وہی گھڑتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آیات پرایمان نہیں رکھتے اور وہی لوگ جھوٹے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اِنَّمَا يَفْتَرِى الْكَذِبَ﴾ ''جھوٹ تو وہی گھڑتے ہیں''یعنی جھوٹ اورافتراپردازی تو وہ لوگ کرتے ہیں۔(2)﴿الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ﴾ ''جو اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے''جو واضح دلائل آنے کے بعد بھی ایمان نہیں لاتے۔(3) کفار مکہ کے جھوٹ گھڑنے کا سبب اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان نہ لانا تھا۔ بڑی حقیقت کو مان لینے کے بعد انسان کا ذہن حق کی طرف مڑ جاتا ہے لیکن حق کو چھوڑ دینے کے بعد اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے کے لیے جھوٹ گھڑنے کے سوا کچھ باقی نہیں رہ جاتا۔(4)﴿وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ﴾ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے وہ جھوٹے ہیں نہ کہ اہل ایمان۔ (جامع البیان186/14)(5) اللہ کے رسول ﷺ نہ مفتری ہیں نہ ہی جھوٹے وہ تو سب سے زیادہ سچے اور امانت دار ہیں۔(6) ابوسفیان نے شاہ روم سے کہا تھا کہ ہم نے بعثت سے پہلے کبھی آپ ﷺ کو جھوٹا نہیں پایا۔ اس پر ہرقل نے جواب دیا کہ جس نے لوگوں پر جھوٹ نہیں بولا وہ اللہ تعالیٰ پر کیسے جھوٹ بول سکتا ہے؟ (بخاری:7)

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ ۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ ۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (106)﴾

''جس نے اپنے ایمان کے بعد اللہ تعالیٰ سے کفر کیا ماسوا اس کے جسے مجبور کیا گیا ہو مگر اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو، لیکن جس نے اپنے سینے کو کفر کے لیے کھول دیا تو ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔(106)

سوال:1 ﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ ۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ ۢ بِالْاِيْمَانِ﴾ ''جس نے اپنے ایمان کے بعد اللہ تعالیٰ سے کفر کیا ماسوا اس کے جسے مجبور کیا گیا مگر اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو'' کی وضاحت کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)اللہ تعالیٰ نے کافروں کے برے حالات کے بارے میں خبر دی ہے۔(2)﴿ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ ﴾''جس نے اپنے ایمان کے بعد اللہ تعالیٰ سے کفر کیا'' یعنی جس نے حقیقت پا لینے کے بعد بھی اندھا رہنا گوارہ کیا۔ جو ہدایت پانے کے بعد گمراہی کی طرف لوٹ گیا۔(3) یعنی جو مرتد ہو گیا۔(4)﴿اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ﴾ " ماسوا اس کے جسے مجبور کیا گیا ہو مگر اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو'' جس شخص کا دل ایمان پر مطمئن ہو اور اسے کفر پر مجبور کیا جائے اور جان بچانے کے لیے وہ قولاً یا فعلاً کفر کا ارتکاب کرلے ایسا شخص کافر نہیں ہوگا نہ اس پر کفر کے احکامات لاگو ہوں گے۔(5) مشرک عمار بن یاسر کو پکڑ کر لے گئے انہیں ایذائیں دیں حتیٰ کہ انہوں نے کلمہ کفر کہلوا کر دم لیا تو انہوں نے نبی ﷺ سے شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے دل کو کس حال میں پاتے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا ایمان پر مطمئن پاتا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اگر وہ دوبارہ یہ معاملہ کریں تو تم دوبارہ بھی وہی کرنا۔(جامع البیان:188/14)

سوال2:﴿وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ " لیکن جس نے اپنے سینے کو کفر کے لیے کھول دیا تو ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا ﴾''لیکن جس نے اپنے سینے کو کفر کے لیے کھول دیا'' یعنی جس نے دل کی رغبت اور شرح صدر اور دل کے اطمینان کے ساتھ کفر اختیار کر لیا۔(2)﴿ فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ﴾''تو ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے'' مرتد کی دنیاوی سزا قتل ہے۔(3) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک قوم کو (جو عبداللہ بن سبا کی متبع تھی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنا خدا کہتی تھی) جلا دیا تھا۔ جب یہ خبر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو ملی تو آپ نے کہا کہ اگر میں ہوتا تو کبھی انہیں نہ جلاتا کیونکہ نبی ﷺ فرمایا ہے کہ اللہ کے عذاب کی سزا کسی کو نہ دو، البتہ میں انہیں قتل ضرور کرتا کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص اپنا دین تبدیل کر دے اسے قتل کر دو۔(صحیح بخاری:3017) (4) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطا، نسیان اور وہ گناہ معاف کر دیے ہیں جن پر انھیں زبردستی مجبور کیا گیا ہو''(ابن ماجہ:2045) (5) معاذ یمن میں ابوموسیٰ کے پاس پہنچے تو ابوموسیٰ نے ان کے بیٹھنے کے لیے گدا بچھوایا اور کہنے لگے: سواری سے اترو اور گدے پر بیٹھو۔ اس وقت ان کے پاس ایک شخص تھا (نام نامعلوم) جس کی مشکیں کسی ہوئی تھیں۔ معاذ نے ابوموسیٰ سے پوچھا: یہ کون شخص ہے؟ انہوں نے کہا: یہ یہودی تھا، پھر مسلمان ہوا اور پھر یہودی بن گیا ہے اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا: تم سواری سے اتر کر بیٹھو تو انہوں نے کہا: میں نہیں بیٹھتا جب تک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم کے موافق یہ قتل نہیں کیا جائے گا۔ تین بار یہی کہا آخر ابوموسیٰ نے حکم دیا وہ قتل کیا گیا، پھر معاذ رضی اللہ عنہ بیٹھے۔(بخاری:6923) (6) سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کا خون جو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ماننے والا ہو حلال نہیں ہے البتہ تین صورتوں میں جائز ہے: جان کے بدلہ جان لینے والا، شادی شدہ ہو کر زنا کرنے والا اور اسلام سے نکل جانے والا (مرتد) جماعت کو چھوڑ دینے والا۔(صحیح بخاری:6878) (7) مرتد پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور وہ عذاب عظیم کا مستحق ہوگا۔﴿وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿فَاُولٰٓئِکَ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ ۚ وَ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ﴾ اور تم میں سے جو اپنے دین سے پھر جائے پھر وہ مر جائے اس حال میں کہ وہ کافر ہو تو یہی لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے اور یہی لوگ آگ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ (البقرۃ:217)

﴿ذٰلِکَ بِاَنَّهُمُ اسۡتَحَبُّوا الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا عَلَی الۡاٰخِرَۃِ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الۡکٰفِرِیۡنَ (107)﴾

''اس کی وجہ یہ ہے کہ بلاشبہ انہوں نے آخرت کے بدلے میں دنیا کی زندگی کو پسند کیا اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔'' (107)

سوال: ﴿ذٰلِکَ بِاَنَّهُمُ اسۡتَحَبُّوا الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا عَلَی الۡاٰخِرَۃِ﴾ ''اس کی وجہ یہ ہے کہ بلاشبہ انہوں نے آخرت کے بدلے میں دنیا کی زندگی کو پسند کیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿ذٰلِکَ بِاَنَّهُمُ اسۡتَحَبُّوا الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا عَلَی الۡاٰخِرَۃِ﴾ ''اس کی وجہ یہ ہے کہ بلاشبہ انہوں نے آخرت کے بدلے میں دنیا کی زندگی کو پسند کیا'' انہوں نے دنیا کے چند ٹکڑوں کی خاطر آخرت کی بھلائی سے منہ موڑا۔ (2) ﴿وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الۡکٰفِرِیۡنَ﴾ ''اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا'' جب انہوں نے ایمان کے مقابلے کفر کو پسند کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت سے محروم کر دیا۔

﴿اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوۡبِهِمۡ وَ سَمۡعِهِمۡ وَ اَبۡصَارِهِمۡ ۚ وَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الۡغٰفِلُوۡنَ (108)﴾

''یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے اور یہی لوگ غافل ہیں۔'' (108)

سوال: ﴿اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوۡبِهِمۡ وَ سَمۡعِهِمۡ وَ اَبۡصَارِهِمۡ﴾ ''یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔ اب ان کے دلوں میں کوئی بھلائی نہیں جا سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے کانوں اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ اب ان کے دلوں میں کوئی ایسی چیز اثر انداز نہیں ہو سکتی جو ان کے لئے نفع مند ہو۔ (2) ﴿وَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الۡغٰفِلُوۡنَ﴾ ''اور یہی لوگ غافل ہیں'' دل، آنکھیں اور کان زندہ ہونے کے باوجود آخرت کے لیے بند ہو جاتے ہیں جس کے نتیجے میں انسان غافل ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو گئے۔ (3) دنیا کی محبت میں مبتلا ہونے والوں کے دلوں، کانوں اور آنکھوں پر مہر لگا دی جاتی ہے۔ جب انسان کے لیے دنیا محبوب ہو جاتی ہے تو انسان آخرت کے نقطۂ نظر سے سوچ نہیں پاتا۔ ایسا انسان دیکھتا ہے مگر اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ذہن سے اخروی پہلو اوجھل ہو جاتا ہے اسے صرف دنیوی مصلحتیں یاد رہ جاتی ہیں۔ایسا انسان سنتا ہے لیکن آخرت کا نقطہ نگاہ غائب ہونے کی وجہ سے فقط دنیاوی مصلحتوں کے تحت سننا باقی رہ جاتا ہے۔(4)﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ﴾ ”اوران میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو آپ کی طرف کان لگاتے ہیں حالانکہ ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں کہ وہ (نہ) اس کو سمجھیں اوران کے کانوں میں بوجھ رکھ دیا ہے اوراگر وہ تمام نشانیاں دیکھ لیں تو بھی ان پر وہ ایمان نہیں لائیں گے حتیٰ کہ جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ سے جھگڑا کرتے ہیں۔جن لوگوں نے کفر کیا وہ کہتے ہیں،پہلے لوگوں کی کہانیوں کے سوا یہ کچھ نہیں ہے“۔(الانعام:25)(5)﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا﴾”اوراُس شخص سے بڑا ظالم اورکون ہوگا جسے اس کے رب کی آیات کے ذریعے نصیحت کی گئی تو اس نے اُن سے منہ موڑلیا اوروہ بھول گیا جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا تھا۔یقیناً ہم نے اُن کے دلوں پر پردے ڈال دیے ہیں کہ وہ اس کو سمجھیں اوراُن کے کانوں میں بوجھ رکھ دیا ہے اوراگر آپ اُنہیں ہدایت کی طرف بلائیں تب وہ کبھی ہدایت نہیں پائیں گے“۔(الکھف:57)

﴿لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (109)﴾

”لازمی بات ہے کہ آخرت میں یہی لوگ خسارہ اُٹھانے والے ہیں“۔(109)

سوال: ﴿لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾ ”لازمی بات ہے کہ آخرت میں یہی لوگ خسارہ اُٹھانے والے ہیں“ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)”لازمی بات ہے کہ آخرت میں یہی لوگ خسارہ اُٹھانے والے ہیں“اورمعلوم ہے کہ دنیا میں مومن کی حیثیت تاجر کی ہے جو اپنی نیکیوں کے ذریعہ آخرت کی سعادت خریدتا ہے،لیکن جب کسی انسان میں محرومی کے مذکورہ بالا تمام اسباب جمع ہو جائیں گے،تو اسے خسارے کے سوا کچھ نہیں ملے گا،اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آیت 109 میں فرمایا کہ آخرت میں درحقیقت یہی لوگ خسارہ پانے والے ہوں گے۔(تیسیر الرحمٰن:787/1)(2)یہ وہ لوگ ہیں جو قیامت کے روز اپنی جان،مال اوراہل وعیال کے بارے میں گھاٹے میں پڑ گئے،ہمیشہ رہنے والی نعمتوں سے محروم ہو گئے اوران کو دردناک عذاب میں ڈال دیا گیا۔اس کے برعکس جس شخص کو جبر کے ساتھ کفر پر مجبور کیا گیا مگر اس کا دل ایمان پر مطمئن ہے اورایمان میں پوری رغبت رکھتا ہے تو اس پر کوئی حرج ہے نہ گناہ۔ایسے شخص کے لئے جبر واکراہ کے تحت کلمہ ء کفر کہنا جائز ہے۔یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے کہ جبر واکراہ کے تحت دی گئی طلاق،غلام کی آزادی،خرید وفروخت اورتمام معاہدوں کا کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعتبار نہیں اور نہ ان امور پر کوئی شرعی حکم مترتب ہوتا ہے کیونکہ جب جبر و اکراہ کی صورت میں کلمہ ء کفر کہنے پر اس پر کوئی گرفت نہیں تو دوسرے امور پر زیادہ اس بات کے مستحق ہیں کہ جبر کی صورت میں ان پر گرفت نہ ہو۔ (تفسیر سعدی:2/1435، 1436)

﴿ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (110)﴾

’’پھر یقیناً آپ کا رب، ان لوگوں کے لیے جنہوں نے فتنے میں ڈالے جانے کے بعد ہجرت کی، پھر انہوں نے جہاد کیا اور صبر بھی کیا، بلاشبہ آپ کا رب اس کے بعد یقیناً بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے‘‘۔ (110)

سوال: ﴿ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جَاهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ’’پھر یقیناً آپ کا رب، ان لوگوں کے لیے جنہوں نے فتنے میں ڈالے جانے کے بعد ہجرت کی، پھر انہوں نے جہاد کیا اور صبر بھی کیا، بلاشبہ آپ کا رب اس کے بعد یقیناً بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا﴾ ’’پھر یقیناً آپ کا رب، ان لوگوں کے لیے جنہوں نے ہجرت کی‘‘ اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کے لئے جو اس کے راستے میں ہجرت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لئے اپنا گھر بار اور مال اسباب چھوڑ دیتے ہیں۔ (2) ﴿مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا﴾ ’’فتنے میں ڈالے جانے کے بعد‘‘ اس کے بعد کہ اسے اللہ تعالیٰ کے راستے میں دین کی وجہ سے ستایا جاتا ہے تاکہ وہ کفر کی طرف لوٹ آئے مگر وہ ایمان پر ثابت قدم رہتا ہے۔ (اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کے لئے ہی غفور و رحیم ہے۔) (3) ﴿ثُمَّ جَاهَدُوْا﴾ ’’پھر انہوں نے جہاد کیا‘‘ وہ اپنے ہاتھ، زبان اور مال سے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے مقابلے میں جہاد کرتا ہے تاکہ وہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے اور دین میں داخل کرے۔ (4) ﴿وَصَبَرُوْا﴾ ’’اور صبر بھی کیا‘‘ وہ اپنے جہاد اور مشکلات پر صبر کرتا ہے۔ (5) وہ ان عبادات پر بھی صبر کرتا ہے جو اکثر لوگوں پر مشقت کا باعث بنتی ہیں۔ (6) ﴿اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ’’بلاشبہ آپ کا رب اس کے بعد یقیناً بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے‘‘ یہ وہ بڑے بڑے کام ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ (7) اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اپنی رحمت سے ڈھانپ دیتا ہے۔ (8) ان ہی کاموں کی وجہ سے ان کے دینی اور دنیاوی امور درست ہوتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت ہے۔

رکوع نمبر 21

﴿يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (111)﴾

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''جس دن ہر نفس اپنے بارے میں جھگڑا کرتا ہوا آئے گا اور ہر نفس کو جو اُس نے کیا پورا بدلہ دیا جائے گا اور اُن پر کچھ بھی ظلم نہیں کیا جائے گا''۔(111)

سوال:1﴿يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾''جس دن ہر نفس اپنے بارے میں جھگڑا کرتا ہوا آئے گا اور ہر نفس کو جو اس نے کیا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر کچھ بھی ظلم نہیں کیا جائے گا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا﴾''جس دن ہر نفس اپنے بارے میں جھگڑا کرتا ہوا آئے گا'' جس دن ہر شخص نفسی نفسی پکارے گا۔﴿لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيْهِ (٣٧)﴾''اس دن ان میں سے ہر شخص کی ایسی حالت ہوگی جو اسے (دوسروں سے) بے نیاز کر دے گی''۔(عبس:37)(2) اُس دن ہر ایک کو اپنے سوا کسی اور کا کوئی ہوش نہیں ہوگا۔ اُس دن ہر شخص چھوٹی سی نیکی کا محتاج ہوگا۔(3)﴿وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ﴾''اور ہر نفس کو جو اُس نے کیا پورا بدلہ دیا جائے گا'' یعنی کسی نے جو بھی اچھا برا عمل کیا ہوگا اس کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔(4) آخرت میں برائی کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور نیکی کا اجر کئی گنا بڑھا چڑھا کر دیا جائے گا۔(5)﴿وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾''اور اُن پر کچھ بھی ظلم نہیں کیا جائے گا'' اس سے مراد ہے کہ کسی کی نیکیوں میں کمی اور گناہ میں اضافہ نہیں کیا جائے گا۔

﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّأْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ (112)﴾

''اور اللہ تعالیٰ نے ایک بستی کی مثال بیان کی جو پُر امن اور مطمئن تھی، اُس کا رزق وافر مقدار میں اُس کے پاس ہر جگہ سے آ رہا تھا پھر اُس نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی اُنہیں بھوک اور خوف کا لباس پہنا دیا اس کے بدلے میں جو وہ کیا کرتے تھے''۔(112)

سوال:1﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّأْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ﴾''اور اللہ تعالیٰ نے ایک بستی کی مثال بیان کی جو پُر امن اور مطمئن تھی، اُس کا رزق وافر مقدار میں اُس کے پاس ہر جگہ سے آ رہا تھا پھر اُس نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً﴾''اور اللہ تعالیٰ نے ایک بستی کی مثال بیان کی'' اس بستی سے اکثر مفسرین نے مکہ اور اس کے رہنے والے مراد لیے ہیں۔(تفسیر منیر:573/7)(2)﴿اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً﴾''پُر امن اور مطمئن'' جو امن، عافیت، اطمینان اور سکون کی جگہ تھی ۔ اس بستی میں کسی کو پریشانیوں میں مبتلا نہیں کیا جاتا تھا۔(3) جاہل لوگ بھی اس کا احترام کرتے تھے۔(4) اس بستی میں باپ بھائی کے قاتل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو دیکھ کر بھی انتقام نہیں لیتا تھا حالانکہ ان میں حمیت اور قبائلی عصبیت بہت تھی۔(5) مکہ جیسا امن دنیا کے کسی گوشے میں نہ تھا۔(6) ﴿يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّن كُلِّ مَكَانٍ﴾ ''اُس کا رزق وافر مقدار میں اُس کے پاس ہر جگہ سے آ رہا تھا'' اس بستی کو کشادہ رزق بھی عطا کیا گیا تھا۔ اگرچہ مکہ میں کھیتی باڑی اور باغات کا کام نہیں ہوتا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ہر قسم کے رزق کی فراہمی آسان کر دی تھی۔(7) ﴿فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللَّهِ﴾ ''پھر اُس نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی'' انہوں نے اللہ تعالیٰ کے جن انعامات کا انکار کیا ان میں سب سے بڑی نعمت نبی ﷺ کی بعثت تھی۔ وہ لوگ نبی ﷺ کی امانت، دیانت کو اچھی طرح جانتے تھے مگر انہوں نے نہ مانا۔ اس طرح انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کی۔(8) رب العزت نے فرمایا: ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ (٢٨) جَهَنَّمَ ج يَصْلَوْنَهَا ط وَبِئْسَ الْقَرَارُ﴾ ''کیا آپ نے نہیں دیکھا اُن لوگوں کو جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو ناشکری سے بدل دیا اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں اتار دیا؟ جہنم میں، وہ اس میں داخل ہوں گے اور وہ بہت بُری قرارگاہ ہے''۔ (ابراہیم:28،29)

سوال2: ﴿فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ﴾ ''تو اللہ تعالیٰ نے بھی اُنہیں بھوک اور خوف کا لباس پہنا دیا اس کے بدلے میں جو وہ کیا کرتے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ﴾ ''تو اللہ تعالیٰ نے بھی اُنہیں بھوک اور خوف کا لباس پہنا دیا'' اللہ تعالیٰ نے ان کو امن واطمینان کے برعکس بدامنی کا مزہ چکھایا، انہیں بھوک کا لباس پہنا دیا جو خوش حالی کی ضد ہے اور ان پر خوف طاری کر دیا جو امن کی ضد ہے۔ (تفسیر سعدی:2/1437) (2) ﴿بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ﴾ ''اس کے بدلے میں جو وہ کیا کرتے تھے'' بھوک اور خوف کے مسلط ہونے کی وجہ ان کی ناشکری، ان کا کفر اور ان کی بداعمالیاں تھیں۔(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ أَمْرُ رَبِّكَ ط كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ط وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ (٣٣)﴾ ''نہیں وہ انتظار کر رہے سوائے اس کے کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا تیرے رب کا حکم آ جائے۔ ان سے پہلے لوگوں نے بھی اسی طرح کیا تھا، اور اللہ تعالیٰ نے اُن پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔'' (النحل:33) (5) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے جب (قبول دعوت اسلام سے) لوگوں کو پیچھے ہٹتے دیکھا تو (اللہ سے) دُعا کی: ''اے اللہ! (ان پر) سات برس (قحط ڈال دے) جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے (عہد میں) سات برس تک (مسلسل قحط رہا تھا)۔'' پس قحط نے انھیں آ لیا جس نے ہر قسم کی روئیدگی کو نیست ونابود کر دیا حتیٰ کہ لوگوں نے کھالیں اور مردار اور سڑے جانور کھانا شروع کر دیئے اور بھوک کی وجہ سے (ضعف اس قدر ہو گیا کہ) جب کوئی ان میں سے آسمان کی طرف دیکھتا تو اس کو دھواں (سا) دکھائی دیتا۔ پس ابوسفیان (جو اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے) آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے محمد! آپ تو اللہ تعالیٰ کی بندگی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں اور بے شک یہ آپ ﷺ کی قوم کے لوگ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(ہیں جو مارے بھوک کے) مرے جاتے ہیں۔آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے دعا کیجیے۔(بخاری:1007)(6)اس مثال سے یہ سبق ملتا ہے کہ جو بھی کفران نعمت کرے گا اُس کا حال اہل مکہ جیسا ہوگا۔جن کے لئے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے دُعا کی تھی کہ ہر قسم کے پھلوں کا رزق دینا۔لیکن اہل مکہ نے رزق پا کر خدا فراموشی اور بت پرستی کا راستہ اختیار کیا اور رسول اللہ ﷺ کو جھٹلایا تو رسول اللہ ﷺ نے بددعا کی تو جو بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو پا کر ناشکری کرے گا اس کے ساتھ بھی ایسے ہی حالات پیش آئیں گے۔

﴿وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ (113)﴾

''اور بلاشبہ یقیناً ان کے پاس اُن ہی میں سے ایک رسول آگیا تو انہوں نے اُس کو جھٹلا دیا تو عذاب نے اُنہیں اس حال میں پکڑ لیا کہ وہ ظالم تھے''۔(113)

سوال:﴿وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ﴾''اور بلاشبہ یقیناً ان کے پاس اُن ہی میں سے ایک رسول آگیا تو انہوں نے اُس کو جھٹلا دیا تو عذاب نے اُنہیں اس حال میں پکڑ لیا کہ وہ ظالم تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَلَقَدْ جَآءَهُمْ﴾''اور بلاشبہ یقیناً ان کے پاس آگیا''یعنی مکہ والوں پر اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے۔(2)﴿رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ﴾''اُن ہی میں سے ایک رسول''ان میں اللہ تعالیٰ نے انہیں میں سے اپنا رسول بھیجا ہے۔وہ انہیں پہچانتے ہیں،ان کے نسب کو جانتے ہیں،ان کی صداقت کی تصدیق کرتے ہیں۔وہ انہیں حق اور سیدھے راستے کی طرف بلاتے ہیں۔(جامع البیان:193/14)(3)رب العزت نے فرمایا:﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (١٦٤)﴾''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر یقیناً احسان فرمایا کہ جب اُن ہی میں سے ایک رسول ان میں مبعوث فرمایا جو اُنہیں اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور اُنہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ بلاشبہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی گمراہی میں تھے''۔(آل عمران:164)(4)﴿كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ﴾''جیسا کہ ہم نے تمہارے درمیان تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا ہے جو تم پر ہماری آیات تلاوت کرتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور وہ تمہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں وہ کچھ سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے''۔(البقرہ:151)(5)﴿فَكَذَّبُوْهُ﴾''تو انہوں نے اُس کو جھٹلا دیا''انہوں نے ان سے وہ چیز قبول نہیں کی جو وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے لے کر آئے۔(جامع البیان:193/14)(6)انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کی۔(7)﴿فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ﴾''تو عذاب نے اُنہیں پکڑ لیا''اور وہ بھوک اور خوف کا لباس تھا۔اللہ تعالیٰ نے ان کو امن اور اطمینان کی بجائے بدامنی کا مزہ چکھایا۔انہیں رزق کی فراوانی اور وسعت کی بجائے بھوک کا لباس پہنا دیا۔(8)یہ ان کے برے اعمال،ان کے کفر اور ناشکری کی وجہ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا۔(9)﴿وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴾''اس حال میں کہ وہ ظالم تھے''یعنی وہ شرک کرنے والے تھے۔اسی وجہ سے عظماء کو بدر کے دن قتل کر دیا گیا۔(10)رب العزت نے فرمایا:﴿هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴾''نہیں وہ انتظار کر رہے سوائے اس کے کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا تیرے رب کا حکم آ جائے۔ان سے پہلے لوگوں نے بھی اسی طرح کیا تھا،اور اللہ تعالیٰ نے اُن پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے تھے''۔(النحل:33)

﴿ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (114)﴾

''سو کھاؤ اس میں سے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں حلال اور پاک رزق دیا ہے اور تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم صرف اُسی کی عبادت کرتے ہو''۔(114)

سوال:﴿فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴾''سو کھاؤ اس میں سے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں حلال اور پاک رزق دیا ہے اور تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم صرف اُسی کی عبادت کرتے ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ﴾''سو کھاؤ اس میں سے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں رزق دیا ہے''اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ حلال اور طیب رزق کھائیں۔(2)﴿حَلٰلًا طَيِّبًا ﴾''حلال اور پاک''وہ رزق کھائیں جو حلال ہو جسے اللہ تعالیٰ نے حرام نہ ٹھہرایا ہو۔دوسرے وہ رزق طیب ہو کسی پر زیادتی کے نتیجے میں،غضب کے نتیجے میں حاصل نہ کیا گیا ہو۔(3)﴿وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ﴾''اور تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرو''یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا دل سے اعتراف کر کے اس کا شکر ادا کرو۔(4)﴿اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴾''اگر تم صرف اُسی کی عبادت کرتے ہو''اللہ تعالیٰ ہی نے تم پر انعامات کیے ہیں یہ اسی کا فضل و کرم ہے اسی لئے وہی تنہا عبادت کا مستحق ہے۔(5)اگر تم اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مخلص ہو تو صرف اسی کا شکر ادا کرو اور نعمتیں عطا کرنے والے کو فراموش نہ کرو۔(تفسیر سعدی:2/1438)

﴿ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (115)﴾

''اس نے تم پر حرام کیا مردار اور خون اور سؤر کا گوشت اور وہ جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے پس جو شخص مجبور کر دیا جائے گا بشرطیکہ نہ وہ سرکشی کرنے والا ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا تو یقیناً اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا،نہایت رحم والا ہے''(115)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال1:﴿اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ﴾''اس نے تم پر حرام کیا مردار اور خون اور سؤر کا گوشت اور وہ جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حرام چیزوں کے بارے میں وضاحت فرمائی ہے۔(2)حرام اشیاء دینی اور دنیاوی اعتبار سے نقصان دہ ہوتی ہیں۔(3)﴿اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ﴾''اس نے تم پر حرام کیا مردار'' اللہ تعالیٰ نے تمہاری پاکیزگی کی خاطر ضرررساں چیزوں کو تم پر حرام ٹھہرادیا ہے۔﴿الْمَيْتَةَ﴾یعنی ان چیزوں میں ایک مردار ہے۔اس میں ہر وہ جانور داخل ہے جس کی موت مشروع طریقے سے ذبح کئے بغیر واقع ہوئی ہو۔ٹڈی اور مچھلی کا مردار اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔(تفسیر سعدی:1438/2)(4)رب العزت نے فرمایا:﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ قف وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ﴾''تم پر حرام کر دیا گیا مردار اور خون اور سؤر کا گوشت اور وہ جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا نام پکارا جاتا ہے اور گلا گھٹنے سے مرنے والا (جانور) اور چوٹ لگنے سے مرنے والا (جانور) اور بلندی سے گر کر مرنے والا اور سینگ لگنے سے مرنے والا اور جسے درندے نے کھایا ہو مگر جسے تم نے ذبح کیا ہو اور جو کسی آستانے پر ذبح کیا گیا ہو''(المائدہ:3) (5)﴿وَالدَّمُ﴾یعنی''بہایا ہوا''(جو ذبح کے وقت بہتا ہے)اور وہ خون جو ذبح کرنے کے بعد رگوں اور گوشت میں باقی رہ جائے اس میں کوئی حرج نہیں۔(تفسیر سعدی:1439/2)(6)﴿وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ﴾''اور سؤر کا گوشت'' یہ گوشت سؤر کی گندگی اور ناپاکی کی وجہ سے حرام کیا گیا ہے۔(7)سؤر کے گوشت کے حکم میں اس کے تمام اجزا شامل ہیں اس کی چربی اور دیگر اجزاء بھی۔(8)﴿وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ﴾''اور وہ جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے'' یعنی غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ اس میں وہ تمام جانور شامل ہیں جن کو قبروں اور بتوں کے نام پر ذبح کیا جائے کیونکہ اس میں غیر اللہ کی تعظیم پائی جاتی ہے اس لیے اس شرک کو حرام قرار دیا گیا۔(9)رب العزت نے فرمایا:﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾''پس آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔''(الکوثر:2)(10)سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بوانہ نامی جگہ پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی وہ رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے بوانہ نامی جگہ پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی ہے (اپنی نذر پوری کروں یا نہ کروں؟) آپ ﷺ نے دریافت فرمایا''کیا وہاں زمانہ جاہلیت میں کوئی بت تھا جس کی پوجا کی جاتی رہی ہو؟''صحابہ کرام نے عرض کیا کہ نہیں۔تب آپ ﷺ نے پوچھا''کیا وہاں مشرکین کا کوئی میلہ لگتا تھا''صحابہ کرام نے عرض کیا''نہیں''تب آپ نے فرمایا''اپنی نذر پوری کرو اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی والی نذر پوری کرنا جائز نہیں نہ ہی وہ نذر جو انسان کے بس میں نہ ہو۔''(ابوداؤد:3313) (11)سیدنا ابوطفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ ہمیں اس چیز کی خبر دیں کہ جو رسول ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو خفیہ طور پر بتائی ہے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے مجھے کوئی ایسی بات نہیں بتائی کہ جو دوسرے لوگوں سے چھپائی ہو لیکن میں نے آپ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ایسے آدمی پر جو غیر اللہ کی تعظیم کے لیے جانور ذبح کرے۔ (صحیح مسلم:5125)

سوال2: ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''پس جو شخص مجبور کر دیا جائے گا بشرطیکہ نہ وہ سرکشی کرنے والا ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا تو یقیناً اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1): ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ﴾ ''پس جو شخص مجبور کر دیا جائے گا بشرطیکہ نہ وہ سرکشی کرنے والا ہو'' اضطرار یعنی مجبوری کی صورت میں حرام چیزوں کے استعمال پر رخصت ہے یعنی اگر اس کی ضرورت اسے حرام چیزوں کے استعمال پر مجبور کر دے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ اسے ڈر ہو کہ وہ یہ حرام نہیں کھائے گا تو مر جائے گا، ایسی صورت میں حرام کھا لینے میں کوئی گناہ نہیں۔ (2) ﴿وَّلَا عَادٍ﴾ ''اور نہ حد سے بڑھنے والا ہو'' ایک تو یہ کہ حرام کے کھانے میں ضرورت کی حد سے آگے نہ بڑھے یعنی جس سے جان بچ جائے، دوسرے یہ کہ مجبوری کی حالت نہ ہو تو وہ حرام چیز کھانے کا ارادہ نہ رکھے اور حلال کو چھوڑ کر حرام کی طرف نہ جائے۔ (3) اضطراری حالت میں رب العزت نے حرام کو حلال قرار دیا ہے۔ (4) ﴿فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' اللہ تعالیٰ ضرورت کی حالت میں حرام استعمال کرنے کو معاف کر دے گا۔ وہ رحیم ہے مجبوری میں حرام استعمال کرنے پر مؤاخذہ نہیں کرے گا۔

﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ (116)﴾

''اور جن کے متعلق تمہاری زبانیں جھوٹ گھڑتی ہیں، اُن کے بارے میں مت کہا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھو یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہوں گے۔'' (116)

سوال1: ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ﴾ ''اور جن کے متعلق تمہاری زبانیں جھوٹ گھڑتی ہیں، اُن کے بارے میں مت کہا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ''اور جن کے متعلق تمہاری زبانیں جھوٹ گھڑتی ہیں' اُن کے بارے میں مت کہا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھو'' اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مشرکوں کا راستہ اختیار کرنے سے روکا ہے کہ اپنی طرف سے گھڑ کر کسی چیز کو حلال اور کسی کو حرام نہ ٹھہرایا کرو۔ جیسے مشرکوں نے چند نام گھڑ لیے جیسے بحیرہ' سائبہ' وصیلہ اور حام۔ وہ جاہلی دور کی خود ساختہ شریعت تھی جس میں انہوں نے ان جانوروں کو حرام ٹھہرا دیا تھا۔ (2) اللہ رب العزت نے خود ساختہ حلال و حرام کے ضابطے بنانے سے روکا ہے۔ (3) اس حکم میں ہر بدعت آ گئی جس کا شریعت میں کوئی اتہ پتہ نہ ہو اور اس میں محض رائے سے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرنا بھی شامل ہے یہی مطلب ہے کہ جن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چیزوں کے بارے میں تمہاری زبانیں جھوٹ گھڑتی ہیں۔ (مختصر ابن کثیر:1079/1)

سوال2:﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ﴾ ''یقیناً جولوگ اللہ تعالیٰ پرجھوٹ باندھتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہوں گے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)یعنی وہ لوگ جواللہ تعالیٰ پرقیاس آرائیاں کرتے ہیں اورجھوٹ گھڑتے ہیں۔(2)رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ (۶۹) مَتَاعٌ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِیْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِیْدَ بِمَا کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ (۷۰)﴾ ''آپ کہہ دیں یقیناً جواللہ تعالیٰ پرجھوٹ باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پائیں گے۔دنیامیں تھوڑاسافائدہ ہےپھرہماری ہی جانب انہیں لوٹناہےپھرہم انہیں سخت عذاب چکھائیں گےاس وجہ سے جووہ کفرکرتے تھے''۔(یونس:69,70)(3)﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ م بَحِیْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِیْلَةٍ وَّلَا حَامٍ لا وَّلٰکِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْکَذِبَ ط وَاَکْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ﴾ اللہ تعالیٰ نے نہ کوئی بحیرہ (کان پھٹی اونٹنی) اورنہ ہی سائبہ (سانڈ چھٹی ہوئی) اورنہ ہی وصیلہ (اوپرتلے بچے دینے والی) اورنہ ہی حام (بچوں کاباپ اونٹ) مقررکیاہے، بلکہ جن لوگوں نے کفرکیاوہ اللہ تعالیٰ پرجھوٹ باندھتے ہیں،اوران میں سے اکثرعقل نہیں رکھتے۔(المائدہ:103)(4)﴿وَقَالُوْا مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُکُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓی اَزْوَاجِنَا ج وَاِنْ یَّکُنْ مَّیْتَةً فَهُمْ فِیْهِ شُرَکَآءُ ط سَیَجْزِیْهِمْ وَصْفَهُمْ ط اِنَّهٗ حَکِیْمٌ عَلِیْمٌ (۱۳۹) قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا م بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَی اللّٰهِ ط قَدْ ضَلُّوْا وَمَا کَانُوْا مُهْتَدِیْنَ (۱۴۰) وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُکُلُهٗ وَالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ ط کُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ رصلے وَلَا تُسْرِفُوْا ط اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ (۱۴۱)﴾ ''اورانہوں نے کہا:''جوبھی ان جانوروں کے پیٹوں میں ہےوہ خالصتاً ہمارے مردوں کے لیے ہےاوروہ ہماری بیویوں پرحرام ہےاوراگروہ مُردہ ہوتواس میں سب شریک ہیں۔'' اللہ تعالیٰ انہیں جلدہی ان کی بات بنانے کی سزادے گا،یقیناًوہ کمال حکمت والا،سب کچھ جاننے والا ہے۔یقیناًوہ لوگ گھاٹے میں پڑگئے جنہوں نے اپنی اولادکوحماقت میں بغیرعلم کےقتل کیااورانہوں نے اللہ تعالیٰ پرجھوٹ باندھتے ہوئے اس کوحرام کرلیاجواللہ تعالیٰ نے ان کورزق دیاتھایقیناًوہ گمراہ ہوگئے ہیں اورہدایت پانے والےنہیں ہوئے۔اوروہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے باغات کوپیداکیاچھجوں پرچڑھائے ہوئے اورنہ چڑھائے ہوئے اورکھجوروں کواورکھیتوں کوکہ اس کے پھل مختلف ہوتے ہیں اورزیتون اورانارکوباہم ملتے جلتے بھی ہیں اورنہ ملتے جلتے بھی۔اُس کےپھلوں میں سے کھاؤجب وہ پھل لائیں اُس کی کٹائی کے دن اللہ تعالیٰ کاحق اداکرواورحد سے نہ گزرویقیناًاللہ تعالیٰ حد سے گزرنے والوں کوپسندنہیں کرتا''۔(انعام139۔141)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ص وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (117)﴾

''تھوڑا سا فائدہ ہے اور اُن کے لیے بڑا دردناک عذاب ہے''۔(117)

سوال:﴿مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ص وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ ''تھوڑا سا فائدہ ہے اور اُن کے لیے بڑا دردناک عذاب ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿مَتَاعٌ قَلِيْلٌ﴾ ''تھوڑا سا فائدہ ہے'' رب العزت نے ان لوگوں کو کہا جنہوں نے خودساختہ شریعت بنائی ہے وہ دنیا میں چندروزہ زندگی کا فائدہ اٹھالیں۔(2)﴿وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ ''اور اُن کے لیے بڑا دردناک عذاب ہے'' آخرت میں ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔رب العزت کا فرمان ہے:﴿نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ﴾ ''ہم انہیں بہت تھوڑا سامان دے رہے ہیں، پھر ہم انہیں ایک بہت سخت عذاب کی طرف مجبور کر کے لے جائیں گے''۔(لقمان:24)

﴿ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ج وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (118)﴾

''اور جو لوگ یہودی بن گئے اُن پر ہم نے وہ تمام چیزیں حرام کردی تھیں جو ہم اس سے پہلے آپ کو بتا چکے ہیں اور ہم نے اُن پر ظلم نہیں کیا تھا لیکن وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے''۔(118)

سوال:1﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ﴾ ''اور جو لوگ یہودی بن گئے اُن پر ہم نے وہ تمام چیزیں حرام کردی تھیں جو ہم اس سے پہلے آپ کو بتا چکے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)رب العزت نے اس آیت میں واضح فرمایا ہے کہ یہودیوں پر ان کی شریعت منسوخ کرنے سے پہلے کچھ چیزیں حرام کردی تھیں اور ان کے دین میں دشواریاں باقی تھیں۔(2)﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ﴾ ''اور جو لوگ یہودی بن گئے اُن پر ہم نے وہ تمام چیزیں حرام کردی تھیں جو ہم اس سے پہلے آپ کو بتا چکے ہیں'' اللہ رب العزت نے اپنے احسان کے طور پر ہمیں گندگی سے بچانے کے لئے ناپاک چیزوں کو حرام کیا ہے لیکن یہودیوں کے ظلم کی سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ان طیب چیزوں کو بھی ان پر حرام ٹھہرادیا تھا جو ان کے لیے حلال تھیں۔(3)رب العزت نے فرمایا:﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ج وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ط ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ز وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ﴾ ''اور اُن لوگوں پر جو یہودی بن گئے ہم نے ہر ناخن والے جانور کو حرام کردیا تھا اور گائیوں اور بکریوں میں سے ہم نے ان

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پران دونوں کی چربیاں حرام کردیں سوائے اس کے جواُن دونوں کی پیٹھوں یا انتڑیوں نے اُٹھایا ہو یا جو کسی ہڈی کے ساتھ ملی ہوئی ہو، یہ ہم نے اُنہیں اُن کی سرکشی کی وجہ سے سزا دی تھی اور بلا شبہ یقیناً ہم ہی سچے ہیں''۔(الانعام:146)

سوال:2 ﴿وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴾" اور ہم نے اُن پر ظلم نہیں کیا تھا لیکن وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)رب العزت نے واضح فرمایا ہے کہ یہودیوں کے دین میں جو تنگیاں اور دشواریاں آئیں وہ ان کے ظلم کی وجہ سے آئیں۔(2) ﴿وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ﴾" اور ہم نے اُن پر ظلم نہیں کیا تھا'' اللہ تعالیٰ نے ان پر جن حلال چیزوں کو حرام کیا ہے وہ ان پر رب کی جانب سے ظلم نہیں تھا۔(3)﴿وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴾ ''لیکن وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے''انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرکے، حدود سے تجاوز کرکے،اس کی حرمتوں کو توڑ کر اپنے اوپر ظلم کیا تھا۔رب العزت نے فرمایا:﴿فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴾''تو ان لوگوں کے ظلم کی وجہ سے جو یہودی ہوئے اوران کے بہت سوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنے کی وجہ سے ہم نے ان پر پاک چیزیں بھی حرام کردیں جو اُن کے لئے حلال کی گئی تھیں''۔(النساء:160)

﴿ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (119)﴾

''پھر یقیناً آپ کا رب اُن کے لیے جنہوں نے جہالت کی وجہ سے بُرائی کا ارتکاب کیا، پھر اُس کے بعد اُنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی تو یقیناً آپ کا رب اس کے بعد بے حد بخشنے والا،نہایت رحم والا ہے''۔(119)

سوال:1﴿ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا ﴾''پھر یقیناً آپ کا رب اُن کے لیے جنہوں نے جہالت کی وجہ سے بُرائی کا ارتکاب کیا، پھر اُس کے بعد اُنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی'' کی وضاحت کریں؟

(1)اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے بندوں کو توبہ کی دعوت دی گئی ہے۔(2)﴿ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ﴾ ''پھر یقیناً آپ کا رب ان کے لیے جنہوں نے جہالت کی وجہ سے بُرائی کا ارتکاب کیا'' رب العزت نے مسلمانوں پر احسان کرتے ہوئے توبہ اور اصلاح کا موقع دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ جو بھی جہالت سے کوئی برائی کر بیٹھا۔(3) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہر برائی جو بندہ کرتا ہے اس میں وہ جاہل ہے۔(تفسیر سمرقندی:311/2)(4)﴿ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا﴾ ''پھر اُس کے بعد اُنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی'' پھر جس نے گناہ کے بعد توبہ کرلی اور اصلاح کرلی یعنی وہ گناہوں سے رک گیا اور نیکیوں میں لگ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

گیا تو اللہ تعالیٰ اسے اس لغزش کے بعد بخشنے والا مہربان ہے۔

سوال2:﴿ اِنَّ رَبَّکَ مِنْ م بَعْدِھَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴾ ''تو یقیناً آپ کا رب اس کے بعد بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)''تو یقیناً آپ کا رب اس کے بعد بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کو توبہ کی ترغیب اور انابت کی طرف دعوت ہے۔ اس لئے آگاہ فرمایا کہ اگر کوئی شخص گناہ کے انجام سے لاعلمی کی بنا پر گناہ کر بیٹھتا ہے، خواہ یہ گناہ عمداً ہی کیوں نہ کیا ہو تو گناہ کے ارتکاب کے وقت اس کے قلب میں لازمی طور پر علم کم ہو جاتا ہے۔ جب وہ توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لیتا ہے یعنی ترک گناہ کے بعد گناہ پر نادم ہوتا ہے اور اپنے اعمال کی اصلاح کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے، اس پر رحم کرتا ہے، اس کی توبہ قبول کر کے اس کو اس کی پہلی حالت کی طرف لوٹا دیتا ہے یا پہلے سے بھی بلند تر مقام عطا کرتا ہے۔(تفسیر سعدی:1439,1440/2)(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّمَا التَّوْبَۃُ عَلَی اللّٰہِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَھَالَۃٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ فَاُولٰٓئِکَ یَتُوْبُ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ ط وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا (۱۷) وَلَیْسَتِ التَّوْبَۃُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ ج حَتّٰٓی اِذَا حَضَرَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْئٰنَ وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَھُمْ کُفَّارٌ ط اُولٰٓئِکَ اَعْتَدْنَا لَھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴾ ''اللہ تعالیٰ پر توبہ کا قبول کرنا صرف اُنہی کے لیے ہے جو نادانی سے برائی کرتے ہیں پھر جلد ہی اس سے توبہ کرتے ہیں تو یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ مہربان ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہی سے سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔ اور توبہ ایسے لوگوں کے لیے نہیں ہے جو برے کام کرتے جاتے ہیں حتیٰ کہ جب اُن میں سے کسی کے پاس موت آجاتی ہے وہ کہتا ہے کہ بلاشبہ اب میں نے توبہ کی اور نہ ہی ان کی توبہ ہے جو اس حال میں مرتے ہیں کہ وہ کافر ہیں، یہی لوگ ہیں جن کے لیے ہم نے بہت دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔''(النساء:18,17)(3)﴿ وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ قف وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ ص قف وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ (۱۳۵) اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُھُمْ مَّغْفِرَۃٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ط وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ (۱۳۶)﴾ ''وہ ایسے لوگ ہیں جب کوئی برائی کر بیٹھیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں پھر وہ اپنے گناہوں کے لیے بخشش مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا گناہوں کو کون معاف کر سکتا ہے؟ اور اس پر جو انہوں نے کیا جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے۔ یہی لوگ ہیں جن کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے مغفرت اور جنتیں ہیں جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں، اُن میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں، اور کیسا اچھا بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا!(آل عمران:136،135)(4) سیدنا ابوذر اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تم جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرو، گناہ کر لینے کے بعد فوراً نیکی کرو، وہ اسے مٹا دے گی اور لوگوں سے حسن اخلاق سے پیش آؤ۔(سنن ترمذی:363/1)(5) سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے سفر کا ارادہ کیا تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے وصیت فرمایئے۔ آپ ﷺ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ انھوں نے عرض کیا: یا رسول ﷺ مجھے اور وصیت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم کوئی گناہ کر بیٹھو تو نیکی کرو اور تمھارا اخلاق اچھا ہونا چاہیے۔ (ابن حبان: 371/1) (6) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ تمہیں (دنیا) سے لے جاتا اور ایسی قوم لے آتا جو گناہ کرتے پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے تو اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمادیتا۔'' (صحیح مسلم: 6965) (7) سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: موت کی خواہش نہ کرو آخرت کی پہلی ہولنا کی بہت سخت ہے یقیناً یہ امر باعث سعادت ہے کہ آدمی کی عمر لمبی ہو اور اللہ تعالیٰ اسے انابت (توبہ اور رجوع الی اللہ) نصیب فرمائے۔ (مسند احمد: 163/3) (8) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر آدمی خطا کار ہے اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔ (ابن ماجہ)

رکوع نمبر 22

﴿ اِنَّ اِبۡرٰهِيۡمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيۡفًا ؕ وَلَمۡ يَكُ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ (120) ﴾

''یقیناً ابراہیم ایک اُمت تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار اور ایک اللہ کی طرف ہو جانے والے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے''۔ (120)

سوال 1: ﴿ اِنَّ اِبۡرٰهِيۡمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيۡفًا ؕ وَلَمۡ يَكُ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴾ '' یقیناً ابراہیم ایک اُمت تھے اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار اور ایک اللہ کی طرف ہو جانے والے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) اللہ رب العزت نے ان آیات میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں واضح فرمایا ہے جو اللہ تعالیٰ کے خلیل تھے کہ کیسے انہیں فضیلت عطا فرمائی اور انہیں کامل اوصاف عطا فرمائے۔ (2) رب العزت نے فرمایا: ﴿ اِنَّ اِبۡرٰهِيۡمَ كَانَ اُمَّةً ﴾ ''یقیناً ابراہیم ایک اُمت تھے'' سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا ذکر خیر ہے کہ آپ مشرکوں سے، یہودیوں سے اور عیسائیوں سے الگ تھلگ رہے (امت یعنی پیشوا) یا امام جس کی لوگ اقتدا کریں۔ (مختصر ابن کثیر: 1020/1) (3) یعنی بھلائی کے امام، خصائل کے جامع، ہدایت یافتہ اور راہ نما تھے۔ (تفسیر سعدی: 1440/2)

سوال 2: سیدنا ابراہیم علیہ السلام کیسے ایک امت کے برابر ہو گئے؟

جواب: (1) اللہ رب العزت نے فرمایا: ﴿ وَاِذِ ابۡتَلٰٓى اِبۡرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىۡ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنۡ ذُرِّيَّتِىۡ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهۡدِى الظّٰلِمِيۡنَ ﴾ ''اور جب ابراہیم کو اُس کے رب نے چند باتوں میں آزمایا تو اُس نے اُن سب کو پورا کر دیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یقیناً میں تمہیں سب لوگوں کے لیے امام بنانے والا ہوں''، ابراہیم نے کہا: ''اور میری اولاد میں سے بھی''؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا''۔ (البقرہ: 124) (2) سیدنا ابراہیم علیہ السلام تنہا ایمان پر قائم رہنے والے انسان تھے۔ (3) سیدنا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم علیہ السلام جب ربّ کے لئے کھڑے ہوئے تو کوئی اُن کا ساتھ دینے والا نہ تھا۔(4) سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے پوری طرح خود کو رب کی پابندیوں میں دے دیا تھا۔(4) سیدنا ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے لئے یک سو تھے جب کہ پوری دنیا میں شرک کا دور دورہ تھا۔(5) سیدنا ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکرگزار تھے۔(6) سیدنا ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے جو دنیا والوں کو رب کی طرف بلاتے تھے۔ وہ امام ہدایت تھے اور چونکہ وہ اکیلے رب کے لئے کھڑے ہوئے تھے اس لئے اُنہیں ایک اُمت قرار دیا گیا۔ابراہیم معلم خیر، خلیل اللہ تھے ہدایت پانے والوں کے امام تھے۔(جامع البیان:197/14)(6)﴿قَانِتًا لِّلّٰهِ﴾ اپنے رب کے دائمی مطیع اور اس کے لئے دین کو خالص کرنے والے۔(تفسیر سعدی:1440/2)(7) قانت یعنی مطیع اور منقاد تھے۔(مختصر ابن کثیر:1020/1)(8)﴿حَنِيفًا﴾ اور ایک اللہ کی طرف ہو جانے والے یعنی محبت، انابت اور عبودیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنے والے اور ماسوا سے منہ موڑنے والے۔(تفسیر سعدی:1440/2)(9) یعنی جو شرک سے ہٹ کر توحید کی راہ پر گامزن ہوئے۔(مختصر ابن کثیر:1020/1)(10) حنیف وہ ہے جو دین اسلام پر استقامت سے چل رہا ہو۔(جامع البیان:197/14)(11)﴿وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾" اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے" اپنے قول و عمل اور اپنے تمام احوال میں مشرکین میں سے نہ تھے کیونکہ وہ یک سو موحدین کے امام تھے۔(تفسیر سعدی:1440/2)(12)﴿قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾" آپ کہہ دیں:"میرے رب نے مجھے سیدھی راہ دکھلائی ہے کہ وہ ایک مضبوط دین ہے، ملت ابراہیم ہے جو ایک ہی طرف کے تھے، مشرکوں میں سے نہ تھے۔"(الانعام:161)(12) انہوں نے بچپن اور بڑھاپے میں اللہ تعالیٰ کی توحید کو خالص کر لیا تھا۔(طبرانی:191/14)(13) یہ بات اس لئے کہی گئی ہے کہ مشرک اُن سے اپنا تعلق قائم نہ کریں۔

﴿شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ۭ اِجْتَبٰهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (121)﴾

"اللہ تعالیٰ کے انعامات کا شکر ادا کرنے والے تھے۔اللہ تعالیٰ نے اُسے منتخب کیا اور سیدھے راستے کی طرف اسے ہدایت دی"۔(121)

سوال:﴿شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ۭ اِجْتَبٰهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾"اللہ تعالیٰ کے انعامات کا شکر ادا کرنے والے تھے، اللہ تعالیٰ نے اُسے منتخب کیا اور سیدھے راستے کی طرف اسے ہدایت دی" کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ﴾"اللہ تعالیٰ کے انعامات کا شکر ادا کرنے والے تھے" سیدنا ابراہیم علیہ السلام قولی طور پر بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والے تھے اور عملی طور پر بھی۔(2) یعنی اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو دنیا میں بھلائی عطا کی، ان کو ظاہری اور باطنی نعمتوں سے نوازا اور انہوں نے ان نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔(تفسیر سعدی:1440/2)(3) رب العزت نے فرمایا:﴿وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى﴾"اور ابراہیم (کے صحیفوں میں) جس نے وفا کا حق ادا کر دیا"؟(النجم:37)(3)﴿اِجْتَبٰهُ﴾"اللہ تعالیٰ نے اُسے منتخب کیا" اس سے مراد یہ ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا انتخاب تھے۔(4) اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے خلیل کے طور پر منتخب کر لیا۔(جامع البیان:197/14)(5) ان تمام اچھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خصلتوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ، ﴿ اِجْتَبٰـــهُ ﴾ انہیں اپنا خلیل بنایا اور انہیں اپنی مخلوق میں سے چنے ہوئے مقرب بندوں میں شامل کیا۔ (تفسیر سعدی:1440/2)(6)﴿ وَهَـدٰهُ ﴾''اور اسے ہدایت دی'' یعنی انہیں دین اسلام اور صراط مستقیم کی طرف ہدایت دی۔ (جامع البیان:197/14) (7) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴾''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے اس سے پہلے ابراہیم کو اُس کی سمجھ بوجھ عطا کی تھی اور ہم ہی اسے جاننے والے تھے''۔(الانبیاء:51)(8) صراط مستقیم سے مراد سچی توحید کا راستہ ہے۔(9) رب العزت نے فرمایا ﴿قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۥ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴾''آپ کہہ دیں:''میرے رب نے مجھے سیدھی راہ دکھلائی ہے کہ وہ ایک مضبوط دین ہے، ملت ابراہیم ہے جو ایک ہی طرف کے تھے، مشرکوں میں سے نہ تھے۔''(الانعام:161)

﴿ وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ (122) ﴾

''اور ہم نے اُسے دنیا میں بھلائی دی اور بلاشبہ آخرت میں وہ یقیناً نیک لوگوں میں سے ہوگا''۔(122)

سوال:﴿وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴾''اور ہم نے اُسے دنیا میں بھلائی دی اور بلاشبہ آخرت میں وہ یقیناً نیک لوگوں میں سے ہوگا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ﴾''اور ہم نے اُسے دنیا میں بھلائی دی'' یعنی ہم نے انہیں دنیا میں کشادہ رزق، خوب صورت و نیک سیرت بیوی، نیک اولاد اور اچھے اخلاق و عادات سے نوازا۔(تفسیر سعدی:1440,1441/2)(2) سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اگرچہ دنیا میں بہت زیادہ پیروکار ملے نہ اقتدار ملا لیکن قرآن کی گواہی ہے۔ دنیا کے حسنہ سے مراد وہی خصوصیات ہیں جو رب نے بتائی ہیں۔(i) اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری۔(ii) یک سوئی۔(iii) شرک نہ کرنا۔(iv) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا۔(v) اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہونا۔(vi) اللہ تعالیٰ کی طرف سے راہ راست پر ہونا۔(3) اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام میں وہ ساری بھلائیاں جمع کر دی تھیں جن کی حیات طیبہ کی تکمیل میں ضرورت ہوسکتی ہے: نبوت' مال' اولاد' ذکر حسن' اہل توحید کی زبان پر ذکر دوام، سب لوگوں کے دلوں میں قبولیت۔ (تفسیر الاساس:3007/6)(4)﴿ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴾''اور میری سچی ناموری پچھلوں میں باقی رکھنا''!(الشعراء:84)

سوال2:﴿وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴾''اور بلاشبہ آخرت میں وہ یقیناً نیک لوگوں میں سے ہوگا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)''اور بلاشبہ آخرت میں وہ یقیناً نیک لوگوں میں سے ہوگا'' یعنی وہ لوگ جنہیں عالی قدر و منزلت اور اللہ تعالیٰ کا قرب عظیم حاصل ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سید الوریٰ اور کامل ترین ہستی، نبی مصطفیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ وہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی اتباع کریں، آپ اور آپ کی امت ان کی پیروی کریں۔(تفسیر سعدی:1441/2)(2) اللہ تعالیٰ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول کی: ﴿رَبِّ هَبۡ لِیۡ حُكۡمًا وَّاَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ (۸۳)﴾ "اے میرے رب! مجھے حکمت عطا فرما اور مجھے نیک لوگوں کے ساتھ ملا دے!" (الشعراء:83)(3) ابراہیم صالحین کے اعلیٰ مقام میں ہوں گے یعنی جنت میں۔(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَتِلۡكَ حُجَّتُنَاۤ اٰتَیۡنٰهَاۤ اِبۡرٰهِیۡمَ عَلٰی قَوۡمِهٖ ؕ نَرۡفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنۡ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِیۡمٌ عَلِیۡمٌ﴾ "اور یہ ہماری دلیل ہے جو ہم نے ابراہیم کو اُس کی قوم کے مقابلے میں دی تھی، ہم جس کے چاہتے ہیں درجات بلند کر دیتے ہیں، بے شک آپ کا رب کمال حکمت والا، سب کچھ جاننے والا ہے"۔(الانعام:83)

﴿ثُمَّ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡكَ اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّةَ اِبۡرٰهِیۡمَ حَنِیۡفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِیۡنَ (123)﴾

"پھر ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے کہ آپ ابراہیم کی ملت کی پیروی کریں جو ایک اللہ کی طرف ہو جانے والے تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے"۔(123)

سوال ﴿ثُمَّ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡكَ اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّةَ اِبۡرٰهِیۡمَ حَنِیۡفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِیۡنَ﴾ "پھر ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے کہ آپ ابراہیم کی ملت کی پیروی کریں جو ایک اللہ کی طرف ہو جانے والے تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے" کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿ثُمَّ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡكَ﴾ "پھر ہم نے آپ کی طرف وحی کی" سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے 'کمال کی' عظمت کی 'محبت توحید' اور صحیح طریقے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اے رحمت عالم ﷺ آپ بھی ابراہیم کے دین کی پیروی کریں جو موحد تھے، مشرک نہ تھے۔(مختصر ابن کثیر:1021/1) (2) ﴿اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّةَ اِبۡرٰهِیۡمَ﴾ "کہ آپ ابراہیم کی ملت کی پیروی کریں" ملت سے مراد ایسا دین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کے ذریعے لوگوں کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلۡ اِنَّنِیۡ هَدٰىنِیۡ رَبِّیۡۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ۚ دِیۡنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبۡرٰهِیۡمَ حَنِیۡفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِیۡنَ﴾ آپ کہہ دیں: "میرے رب نے مجھے سیدھی راہ دکھلائی ہے کہ وہ ایک مضبوط دین ہے، ملت ابراہیم ہے جو ایک ہی طرف کے تھے، مشرکوں میں سے نہ تھے"۔(الانعام:161)(4) ﴿وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِیۡنَ﴾ "اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے" ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ توحید اور شرک کی نفی کا تھا۔ رب العزت نے گواہی دی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام تو موحد تھے مشرک نہ تھے۔

﴿اِنَّمَا جُعِلَ السَّبۡتُ عَلَی الَّذِیۡنَ اخۡتَلَفُوۡا فِیۡهِ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَیَحۡكُمُ بَیۡنَهُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ فِیۡمَا كَانُوۡا فِیۡهِ یَخۡتَلِفُوۡنَ (124)﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''یقیناً ہفتے کا دن مقرر کیا گیا اُن لوگوں پر جنھوں نے اس میں اختلاف کیا اور یقیناً آپ کا رب قیامت کے دن اُن سب باتوں میں اُن کے درمیان فیصلے فرمائے گا جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے''۔(124)

سوال 1:﴿اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ﴾''یقیناً ہفتے کا دن مقرر کیا گیا اُن لوگوں پر جنھوں نے اس میں اختلاف کیا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ﴾''یقیناً ہفتے کا دن مقرر کیا گیا''یعنی جن لوگوں پر سبت کو فرض کیا گیا تھا یعنی ہفتے کے دن کی پابندی کو۔(2)﴿عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ﴾'' اُن لوگوں پر جنھوں نے اس میں اختلاف کیا''یعنی جب انہوں نے جمعہ کے دن کے بارے میں اختلاف کیا جس دن دنیا کی پیدائش مکمل ہوئی تھی۔(3)ان کا اختلاف یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ ہفتے کے دن کی تعظیم اور احترام ان پر واجب کردے۔(4)اللہ تعالیٰ نے تورات کی شریعت میں ان پر جمعہ کا دن ہی واجب کیا تھا۔حقیقی فضیلت جمعہ ہی کے دن کو حاصل ہے۔اللہ تعالیٰ نے اسی دن کی طرف امت مسلمہ کی راہ نمائی فرمائی۔(5)ہفتے کے دن کے واجب کرنے کا مطالبہ یہودیوں نے خود کیا اور اس کی پابندی نہیں کر پائے۔رب العزت نے فرمایا:﴿وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِىْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ اِذْ يَعْدُوْنَ فِى السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۚ كَذٰلِكَ ۚ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ﴾''اور آپ ان سے اس بستی کے بارے میں پوچھیں جو سمندر کے کنارے تھی،جب وہ سَبت (ہفتے کے دن) کے بارے میں حد سے تجاوز کرتے تھے،جب کہ ہفتے کے دن ان کی مچھلیاں سر اُٹھائے ان کے پاس آجاتی تھیں اور جس دن ہفتہ نہ ہوتا وہ ان کے پاس نہیں آتی تھیں،ہم نے ایسے ہی اُن کی آزمائش کی اس وجہ سے جو وہ نافرمانی کرتے تھے''۔(الاعراف:163)

سوال 2:﴿وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ﴾''اور یقیناً آپ کا رب قیامت کے دن اُن سب باتوں میں اُن کے درمیان فیصلے فرمائے گا جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)''اور یقیناً آپ کا رب قیامت کے دن اُن سب باتوں میں اُن کے درمیان فیصلے فرمائے گا جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے'' اللہ تعالیٰ نے جمعہ کا دن مقرر کیا پھر ان کے مطالبے پر ہفتے کا دن مقرر کیا گیا۔یہ ہفتے کے دن پر جمے رہے یہاں تک کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا۔وہ ہفتے کے دن پر ہی جمے رہے۔پھر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اٹھا لیے گئے۔سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے جانے کے بعد عیسائیوں نے قسطنطنین کے دور میں یہودیوں کی مخالفت میں اتوار کا دن مقرر کیا۔(2)سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:''ہم باعتبار ترتیب امم،سب امتوں کے بعد آئے ہیں لیکن قیامت کے دن حساب و کتاب اور جنت میں جانے کے لحاظ سے سب سے آگے ہوں گے۔ہاں یہود و نصاریٰ کو ہم سے پہلے کتاب ضرور دی گئی تھی پس جمعہ کے دن عبادت کرنا ان پر فرض کیا گیا تھا مگر انھوں نے اختلاف کیا۔پس اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کی ہدایت کر دی۔پس سب لوگ اس بات میں ہم سے پیچھے ہیں۔یہود کا دن کل (ہفتہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور نصاریٰ کا دن پرسوں (یعنی اتوار) ہے۔'' (بخاری:876) (3) سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ ہم سے پہلے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو جمعہ کے دن سے محروم کر دیا تو یہود کا دن ہفتہ اور نصاریٰ کا دن اتوار مقرر ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہم کو بھیجا اور جمعہ کے لیے ہم کو ہدایت دی، غرض یہ کہ جمعہ، ہفتہ اور اتوار کے دن مقرر ہوئے اور اسی ترتیب کے لحاظ سے وہ (یہود و نصاریٰ) قیامت کے روز ہمارے پیچھے رہیں گے۔ دنیا میں ہم سب سے پیچھے ہیں اور قیامت کے دن سب سے پہلے ہمارا فیصلہ ہوگا۔'' (مسلم:1982)

﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ (125)﴾

''اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ دعوت دیں اور اُن سے اس طریقے سے بحث کریں جو زیادہ اچھا ہو یقیناً آپ کا رب اُن کو زیادہ جانتا ہے جو اُس کے راستے سے بھٹک گئے ہیں اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے۔'' (125)

سوال:1: ﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ ''اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ دعوت دیں اور اُن سے اس طریقے سے بحث کریں جو زیادہ اچھا ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اُدْعُ﴾ ''دعوت دیں'' یعنی اے محمد ﷺ اپنے رب کے راستے کی طرف' اس کی اطاعت کی طرف لوگوں کو بلاؤ۔ (2) ﴿اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ﴾ ''اپنے رب کے راستے کی طرف'' اپنے رب کے دین کی طرف اور اس کی اطاعت کی طرف بلاؤ۔ (تفسیر سمرقندی:2/313) (3) یعنی تمام مخلوق کو، خواہ وہ مسلمان ہوں یا کافر، آپ کی اپنے رب کے سیدھے راستے کی طرف دعوت، علم نافع اور عمل صالح پر مشتمل ہونی چاہیے۔ (تفسیر سعدی:2/1441) (4) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ ''اور بات میں اُس شخص سے زیادہ اچھا کون ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا اور نیک عمل کیے اور کہا کہ یقیناً میں فرماں برداروں میں سے ہوں''۔ (حم السجدہ:33) (5) ﴿بِالْحِكْمَةِ﴾ ''حکمت کے ساتھ'' اللہ تعالیٰ کی وحی سے جو اس نے آپ ﷺ کی طرف کی ہے اور اس کی کتاب سے جو اس نے آپ ﷺ پر نازل کی ہے۔ (جامع البیان:14/200) (6) یعنی ہر ایک کو اس کے حال، اس کے فہم اور اس کے اندر قبولیت اور اطاعت کے مادے کے مطابق دعوت دیجیے۔ حکمت یہ ہے کہ جہل کی بجائے علم کے ذریعے سے دعوت دی جائے اور اس چیز سے ابتدا کی جائے جو سب سے زیادہ اہم، عقل اور فہم کے سب سے زیادہ قریب ہو اور ایسے نرم طریقے سے دعوت دی جائے کہ اسے کامل طور پر قبول کر لیا جائے۔ (تفسیر سعدی:2/1441،1442) (7) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾ ''اور جس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو حکمت عطا کی گئی تو یقیناً اُس کو بڑی دولت دے دی گئی"(البقرہ:269)(8) حکمت سے مراد نبوت اور قرآن ہے۔(تفسیر سمرقندی:313/2)(9) سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رشک بس دو آدمیوں پر ہی کیا جانا چاہیے۔ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور پھر اس نے وہ حق کے راستے میں بے دریغ خرچ کیا اور دوسرا وہ جسے اللہ تعالیٰ نے حکمت دین کا علم (قرآن وحدیث کا) دیا ہے وہ اس کے موافق فیصلے کرتا ہے۔(صحیح بخاری:7141)(10) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" آسانی کرو اور سختی نہ کرو، خوش کرو اور نفرت نہ دلاؤ"(بخاری:69)(11) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت کی مثال: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی سے ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) اگر تمہاری قوم کا دور، جاہلیت سے قریب نہ ہوتا تو میں کعبہ کو منہدم کر دینے کا حکم دیتا اور جو حصہ اس میں سے خارج کر دیا گیا ہے اس کو دوبارہ اسی میں شامل کر دیتا اور اس کو زمین سے ملا دیتا اور اس میں دو دروازے بناتا، ایک شرقی دروازہ ایک غربی دروازہ اور میں اس کو ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں کے موافق کر دیتا۔"(بخاری:1586)(12) ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا احد سے بھی زیادہ سخت کوئی دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" میں نے تمہاری قوم (قریش) سے جو جو تکالیف اٹھائی ہیں وہ میرا ہی دل جانتا ہے اور سب سے زیادہ سخت دن مجھ پر مقام عقبہ (جو طائف کی طرف ہے) کا دن گزرا ہے جب میں نے اپنے آپ کو ابن عبد یا لیل بن عبد کلال (جو طائف کا رئیس تھا) کے سامنے پیش کیا اور اس نے میری خواہش پوری نہ کی پس میں نہایت رنج میں چلا، میں اپنے ہوش میں نہ آیا تھا کہ قرن الثعالب (مقام) میں پہنچا۔ اپنا سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک ابر کے ٹکڑے نے مجھ پر سایہ کر لیا ہے پھر میں نے دیکھا تو اس میں جبریل (علیہ السلام) تھے۔ انھوں نے مجھے آواز دی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی گفتگو سن لی اور وہ جواب جو انھوں نے آپ کو دیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا ہے، آپ اس کو کافروں کی نسبت جو چاہیں حکم دیں۔ پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی، مجھے سلام کیا، اس کے بعد کہا کہ اے محمد! جو تم چاہو موجود ہے، اگر تم چاہو تو میں اخشبین (نامی دونوں پہاڑ) ان پر رکھ دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" نہیں! میں یہ نہیں چاہتا بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشت سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو صرف اللہ عزوجل کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔"(بخاری:3231)(13) مثال کے طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے ایک موقع پر دریافت کیا" یارسول اللہ! یہ قربانی کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:﴿سُنَّةَ اَبِيكُمُ اِبْرَاهِيمَ﴾" یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔"(14) سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی تھی۔" تم دونوں دین کو لوگوں کے لیے آسان بنانا، مشکل نہ بنانا، لوگوں کو دین کے قریب لانا، ایسا نہ کرنا کہ لوگ دین سے بدک جائیں اور دور بھاگیں۔"(15) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ربانی بن جاؤ یعنی دانا اور وفا دار۔(فتح الباری:192/1)(16) دعوت وتبلیغ کے لئے حکمت اور سلیقے کی بڑی اہمیت ہے۔(17)﴿وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾" اور عمدہ نصیحت کے ساتھ" اور عمدہ نصیحت کے ساتھ" موعظہ حسنہ سے مراد وہ واقعات اور قصے ہیں جو قرآن حکیم میں اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کے نافرمانوں اور اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو جھٹلانے والی قوموں سے متعلق ہیں تا کہ انہیں سن کر لوگ عبرت حاصل کریں۔(18) اچھی نصیحت وہ ہے جس میں لوگوں کے ڈرانے والی باتیں اور لوگوں کے عبرت والے واقعات ہوں۔آپ ان سے لوگوں کو نصیحت کریں تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈر جائیں۔آپ ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کریں یعنی مناظرے کے وقت اچھا لب ولہجہ، اچھے الفاظ اور میٹھے جملے استعمال کریں۔(مختصر ابن کثیر 1022/1)(19) اگر حکمت کے ساتھ دی گئی دعوت کے سامنے سر تسلیم خم کر دے تو ٹھیک ورنہ اچھی نصیحت کے ذریعے سے دعوت کی طرف منتقل ہو جائے اور اس سے مراد امر ونہی ہے جو ترغیب و ترہیب سے مقرون ہو۔یا تو ان متعدد مصالح کا ذکر کرے جن پر اوامر مشتمل ہیں اور ان متعدد مضرتوں کو بیان کرے جو نواہی میں پنہاں ہیں، یا ان لوگوں کی اللہ تعالیٰ کے ہاں تکریم کو بیان کرے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کو قائم کیا اور ان لوگوں کی اہانت کا تذکرہ کرے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کو قائم نہیں کیا، یا اس دنیاوی اور اخروی ثواب کا ذکر کرے جو اس نے اپنے اطاعت کیش بندوں کے لئے تیار رکھا ہے اور اس دنیاوی اور اخروی عذاب کا ذکر کرے جو اس نے نافرمانوں کے لئے تیار کیا ہوا ہے۔(تفسیر سعدی:1442/2)(20) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدبخت وہی ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں ہی بدبخت (لکھا گیا) ہو اور نیک بخت وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے۔(صحیح مسلم: 6726)

(20) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا﴾ ''جنہیں جب اُن کے رب کی آیات سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اُن پر بہرے اور اندھے بن کر نہیں گرتے۔'' (الفرقان:73)(21) ﴿سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى﴾ ''وہ شخص جلد ہی نصیحت قبول کرے گا جو ڈرتا ہے''۔(الاعلیٰ:10)(22) ﴿اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا﴾ ''یقیناً جو اس سے ڈرتا ہے آپ اس کو ڈرانے والے ہیں۔'' (النّٰزعٰت:45)(23) ﴿فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ﴾ ''آپ اس قرآن سے اُس شخص کو نصیحت کر دو جو میرے عذاب کے وعدے سے ڈرتا ہے''۔(ق:45)(24) ابووائل سے روایت ہے کہ عبداللہ (ابن مسعود) ہر جمعرات کے دن لوگوں کو وعظ سنایا کرتے تھے۔ایک آدمی نے ان سے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! میں چاہتا ہوں کہ تم ہمیں ہر روز وعظ سنایا کرو۔انہوں نے فرمایا، تو سن لو کہ مجھے اس امر سے کوئی چیز مانع ہے تو یہ کہ میں یہ بات پسند نہیں کرتا کہ کہیں تم تنگ نہ ہو جاؤ اور میں وعظ میں تمہاری فرصت کا وقت تلاش کیا کرتا ہوں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اس خیال سے کہ ہم کبیدہ خاطر نہ ہو جائیں، وعظ کے لیے ہمارے اوقات فرصت کا خیال رکھتے تھے۔(بخاری:70)(25) ﴿وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ ''اور اُن سے اس طریقے سے بحث کریں جو زیادہ اچھا ہو'' مجادلہ حسنہ سے مراد ہے:(i) بحث اور مناظرے کی ضرورت کے موقع پر نرمی اور محبت اختیار کرنا۔(ii) بحث کے موقع پر طعن و تشنیع اور سختی سے گریز کیا جائے۔(iii) لہجے میں تلخی اور تندی نہ رکھی جائے۔(iv) بدتمیزی اور ناشائستگی نہ برتی جائے۔(26) اگر وہ شخص جس کو دعوت دی گئی ہے، یہ سمجھتا ہے کہ اس کا موقف برحق ہے یا داعی باطل کی طرف دعوت دینے والا ہے تو اس کے ساتھ احسن طریقے سے بحث کی جائے۔یہ ایسا طریقہ ہے جو عقلاً اور نقلاً دعوت کی قبولیت کا زیادہ موجب ہے، مثلاً اس شخص سے ایسے دلائل کے ساتھ بحث کی جائے جن کو وہ تسلیم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہو۔ یہ حصول مقصد کا قریب ترین ذریعہ ہے۔ یہ بحث جھگڑیت اور گالی گلوچ تک نہ پہنچے ورنہ مقصد فوت ہو جائے گا اور کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ بحث کا مقصد تو لوگوں کی حق کی طرف راہ نمائی کرنا ہے نہ کہ بحث میں جیتنا وغیرہ۔ (تفسیر سعدی:1442/2)(27) رب العزت نے فرمایا: ﴿فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا﴾ ''چنانچہ آپ ان کے بارے میں کسی سے سرسری بحث کے علاوہ جھگڑا نہ کریں''۔ (الکھف:22) (28) ﴿وَلَا تُجَادِلُوٓا أَهْلَ الْكِتٰبِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۖ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ﴾ ''اور تم اہلِ کتاب سے جھگڑا نہ کرو مگر انتہائی احسن انداز میں سوائے اُن لوگوں کے جنھوں نے اُن میں سے ظلم کیا''(العنکبوت:46)(29) جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور ہارون علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا تو دونوں کو یہ حکم فرمایا: ﴿فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ﴾ '' پھر دونوں اس سے نرم بات کہو شاید کہ وہ نصیحت قبول کرے یا ڈر جائے''۔(طٰہٰ:44)

سوال:2 ﴿إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾ ''یقیناً آپ کا رب اُن کو زیادہ جانتا ہے جو اُس کے راستے سے بھٹک گئے ہیں اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1) ﴿إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾ ''یقیناً آپ کا رب اُن کو زیادہ جانتا ہے جو اُس کے راستے سے بھٹک گئے ہیں اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے'' آپ کا رب ہدایت اور گمراہی کے معاملے کو خوب جانتا ہے۔(2) ﴿بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ﴾ ''جو اُس کے راستے سے بھٹک گئے ہیں'' وہ جانتا ہے کہ جس نے اسے گمراہی میں مبتلا کیا۔ وہ جانتا ہے کہ اس نے کیا اعمال کیے تھے جو اسے گمراہی تک لے گئے۔ وہ اعمال کے مطابق جزا دے گا۔(3) ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾ ''یقیناً آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے مگر اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اور وہ ہدایت پانے والوں کو زیادہ جاننے والا ہے''۔(القصص:56)(4) ﴿لَّيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ﴾ ''اُن کو ہدایت دینا آپ کا ذمہ نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے''۔(البقرہ:272)

﴿وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ ۖ وَلَئِن صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ (126)﴾

''اور اگر تم بدلہ لو تو جتنی تمہارے ساتھ زیادتی کی گئی ہے اسی قدر بدلہ لو اور اگر آپ صبر کریں تو یقیناً وہ صبر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے''۔(126)

سوال:1 ﴿وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ﴾ ''اور اگر تم بدلہ لو تو جتنی تمہارے ساتھ زیادتی کی گئی ہے اسی قدر بدلہ لو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1) اللہ تعالیٰ نے عدل کو مباح کیا ہے اور احسان کی ترغیب دی ہے۔(2) ﴿وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ﴾ ''اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر تم بدلہ لوتو جتنی تمہارے ساتھ زیادتی کی گئی ہے اسی قدر بدلہ لو' قصاص میں برابری کا حکم ہے اور بدلہ لینے میں مساوات کی تعلیم ہے۔ شروع میں مسلمانوں کو مشرکوں سے درگزر کرنے کا حکم تھا۔ پھر چند معزز شخص مسلمان ہو گئے اور انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر اللہ تعالیٰ اجازت دے دے تو ہم ان سے بدلہ لے لیں اس پر یہ آیت اتری جسے آیت جہاد نے منسوخ کر دیا۔ (مختصر ابن کثیر 1022,1023/1) (3) اگر تم اس شخص کا مواخذہ کرنا چاہو جس نے تمہیں قول و فعل کے ذریعے سے برے سلوک کا نشانہ بنایا۔ (تفسیر سعدی 1443/2:2) (4) ﴿فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ﴾ ''تو جتنی تمہارے ساتھ زیادتی کی گئی ہے اسی قدر بدلہ لو' یعنی تمہارے ساتھ جو زیادتی کی گئی بدلہ لیتے وقت تمہاری طرف سے اس میں اضافہ نہ ہو۔

سوال:2 ﴿وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ﴾ ''اور اگر آپ صبر کریں تو یقیناً وہ صبر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ﴾ ''اور اگر آپ صبر کریں'' یعنی اگر تم بدلہ نہ لو اور صبر کر جاؤ۔ (2) ﴿لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ﴾ ''یقیناً وہ صبر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے'' صبر بدلہ لینے سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اجر و ثواب انجام کے اعتبار سے زیادہ اچھا ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ﴾ ''اور برائی کا بدلہ اُس جیسی ایک برائی ہے، پھر جو کوئی معاف کر دے اور اصلاح کرے تو اُس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ یقیناً وہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا''۔ (الشوریٰ:40) (3) ﴿وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ۭ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ ''اور ہم نے اس کتاب میں ان پر لکھ دیا تھا کہ بلاشبہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت ہے اور زخموں کا بھی برابر کا بدلہ ہے، پھر جس نے اس (قصاص) کو صدقہ کر دیا تو وہ اس کے لیے کفارہ ہے اور جو اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔'' (المائدہ:45) (4) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب دو آدمی آپس میں گالی گلوچ کریں تو گناہ ابتداء کرنے والے پر ہی ہوگا جب تک کہ مظلوم حد سے نہ بڑھے۔ (یعنی زیادتی نہ کرے) (مسلم:6591) (5) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور بندے کے معاف کر دینے سے اللہ تعالیٰ اُس کی عزت بڑھا دیتا ہے اور جو آدمی بھی اللہ تعالیٰ (کی رضا) کے لئے عاجزی اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کا درجہ بلند فرما دیتا ہے۔ (مسلم 6592)

﴿وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ (127)﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اور آپ صبر کریں اور آپ کا صبر نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے، اور آپ ان پر غم نہ کریں اور نہ آپ تنگی میں ہوں اس سے جو وہ خفیہ تدبیریں کرتے ہیں''۔(127)

سوال1: ﴿وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰه﴾ ''اور آپ صبر کریں اور آپ کا صبر نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاصْبِرْ﴾ ''اور آپ صبر کریں'' رب العزت نے صبر کی تاکید کی ہے۔(2) ﴿وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰه﴾ ''اور آپ کا صبر نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے'' صبر وہی کرتا ہے جسے اللہ تعالیٰ توفیق دے۔(3) اللہ تعالیٰ صبر پر مدد کرتا ہے اور ثابت قدم رکھتا ہے۔

سوال2: ﴿وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ﴾ ''اور آپ ان پر غم نہ کریں اور نہ آپ تنگی میں ہوں اس سے جو وہ خفیہ تدبیریں کرتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ﴾ ''اور آپ ان پر غم نہ کریں'' اللہ رب العزت نے نبی ﷺ کو مشرکوں پر غم کھانے اور دل تنگ ہونے سے بچنے کی نصیحت کی ہے۔یعنی جب آپ ﷺ دیکھیں کہ یہ لوگ دین کی دعوت قبول نہیں کر رہے ہیں تو غم نہ کرو کیونکہ غم نفع مند نہیں ہے۔(2) ﴿وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ﴾ ''اور نہ آپ تنگی میں ہوں اس سے جو وہ خفیہ تدبیریں کرتے ہیں'' یعنی آپ کسی سختی یا تنگی میں مبتلا نہ ہوں ان کی چالیں اور ان کے فریب انہی پر لوٹیں گے۔(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''ایک کتاب ہے جو آپ کی طرف اُتاری گئی ہے چنانچہ آپ کے دل میں اس سے کوئی تنگی نہ ہو، تاکہ آپ اس کے ذریعے سے خبردار کریں اور مومنوں کے لئے نصیحت ہے۔'' (الاعراف:2) (4) ﴿فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ﴾ ''پھر شاید آپ اس کا کوئی حصہ چھوڑ دینے والے ہیں جو آپ کی جانب وحی کیا جاتا ہے یا اس پر آپ کا سینہ تنگ ہونے والا ہے کہ وہ کہیں گے اس پر کوئی خزانہ کیوں نہیں اُتارا گیا؟ یا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا؟ یقیناً آپ تو محض خبردار کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا نگران ہے''۔(ھود:12)

﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ (128)﴾

''یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کے ساتھ ہے جو اس سے ڈر گئے اور ان لوگوں کے جو نیکی کرنے والے ہیں''۔(128)

سوال1: ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کے ساتھ ہے جو اس سے ڈر گئے'' اللہ تعالیٰ کے متقیوں کے ساتھ ہونے سے کیا مراد ہے؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)اللہ تعالیٰ کے متقیوں کے ساتھ ہونے سے مراد یہ ہے کہ(i)اہل دنیا کے شر کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کافی ہے۔(ii)اس سے یہ بھی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا مددگار ہے۔(iii)اس سے یہ بھی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کامیابی سے ہمکنار کرنے والا ہے۔(2)اللہ تعالیٰ اپنی معاونت' توفیق اور تسدید کے ذریعے پرہیزگاروں اور نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔یہ وہ لوگ ہیں جو کفر اور معاصی سے اجتناب کرتے ہیں اور مقام احسان پر فائز ہیں۔(تفسیر سعدی:1143/2)(3)زجاج نے کہا:اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے یعنی ان کا مددگار ہے۔(معانی القرآن:224/3)(4)اللہ تعالیٰ متقیوں کی مدد کرتا ہے یعنی ان کو تقویت دیتا ہے اور ان کو کامیاب کرتا ہے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓـئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ﴾ ''جب تمہارا ربّ فرشتوں کی طرف وحی کر رہا تھا کہ یقیناً میں تمہارے ساتھ ہوں''۔(الانفال:12)(5)سیدنا موسیٰ اور سیدنا ہارون سے فرمایا:﴿قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى﴾ ''یقیناً میں تم دونوں کے ساتھ ہوں۔میں سُن رہا ہوں اور میں دیکھ رہا ہوں''۔(طٰہٰ:46)(6)غار ثور میں محمد ﷺ نے سیدنا ابوبکر سے فرمایا:﴿لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ ''غم نہ کرو! یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے''۔(التوبہ:40)(7)سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:﴿قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ﴾ ''ہرگز نہیں! یقیناً میرے ساتھ میرا رب ہے۔وہ ضرور میری راہ نمائی کرے گا''(الشعراء:62)(8)اس آیت میں تقویٰ رکھنے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ڈر سے حرام چیزیں چھوڑ دیتے ہیں۔

سوال:2 ﴿وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ﴾ ''اور ان لوگوں کے جو نیکی کرنے والے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)''اور ان لوگوں کے جو نیکی کرنے والے ہیں''محسنین سے مراد وہ لوگ ہیں جو اخلاص سے قرآن وسنت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں۔(2)محسنین سے اطاعت گزار اور وفا شعار مراد ہیں۔اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی حفاظت کرتا ہے اور ان کی مدد کرتا ہے اور ان ہی کی تائید فرماتا ہے اور ان ہی کو دشمنوں اور مخالفوں پر فتح و کامرانی عطا فرماتا ہے۔(مختصر ابن کثیر:1023/1)(3)محسن مقام احسان پر فائز ہیں یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کرتے ہیں گویا کہ اسے دیکھ رہے ہوں۔اگر ان کی یہ کیفیت نہ ہو تو وہ کم از کم یہ یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں دیکھ رہا ہے۔(4)اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر وہ لوگ احسان کرتے ہیں جو انہیں نفع پہنچاتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "